۴	تو پہلا سردار نہ تھا جس کی کسی کمینے نے خیانت کی ہو،	تو سردار تھا اور تجھ سے بدعہدی کرنے والا کمینہ تھا،
۵	اگر اُس کے لیے وہ کام پورا ہو جاتا جس کی اُس نے تدبیر کی تھی،	تو البتہ مُلک اور اسلام کی صبح اس طرح ہوتی کہ وہ دونوں رخصت ہو چکے تھے،
۶	اُس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ ہماری دُنیا تباہ و برباد کر دے،	اور یہ بھی ارادہ تھا کہ ہمارا دین بھی تباہ و برباد کر ڈالے،
۷	جب اُس نے اپنی حماقت سے حملے کا ارادہ کیا،	تو امام عادل کی شام اس طرح ہوئی کہ اُس نے اُس پر حملہ کر دیا،
۸	تجھے اُس نے ایک ایسا تیر مارا جس کی رسائی تجھ تک نہ ہوئی،	جس کسی نے تجھے تیر مارا اُس کا تیر اسی پر پلٹ گیا،
۹	تو نے محض رشتے کی وجہ سے اُس کی رعایت کی،	مگر اُس نے نہ رشتے کی وجہ سے تیری رعایت کی نہ احسان کی وجہ سے،
۱۰	تیرے جیسا حسن سلوک کبھی کسی بھائی نے بھائی کے ساتھ نہیں کیا،	ہم بھی اس سلوک کے وقت موجود تھے غائب نہ تھے،
۱۱	تو تعب والی جنگ میں مشغول تھا،	اور وہ لعب میں مشغول تھا جبکہ تو تعب اُٹھا رہا تھا،
۱۲	اے صاحب عطا! اُسے بے مانگے دیا جاتا تھا،	اور اے صاحب عطا! جو وہ مانگتا تھا تو اُسے دے دیتا تھا،
۱۳	تو نیکی میں اس کے ساتھ اُس کے باپ سے زیادہ تھا،	تو بھائی نہ تھا، نیکی میں باپ تھا،
۱۴	تخت شاہی کے قریب اُس کی نشستگاہ تھی،	مگر جب وہ اُس کے قریب ہوا تو اور بھی دور ہو گیا،
۱۵	حالانکہ وہ ایسی نعمتوں میں تھا جو ختم ہو چکیں، اور اس کے لیے،	ایسا دروازہ تھا جس کی زیارت کی جاتی تھی، مگر آج اُس کی شام اس طرح ہوئی کہ وہ بند ہو گیا،
۱۶	اُس کی شام تنہائی میں ہوئی حالانکہ اُس کی جماعتیں	بیس ہزار تھیں جنھیں تو اُس کے پیچھے مجتمع دیکھتا تھا،

وہ صفیں کہاں گئیں جو اُس کے لیے کھڑی رہتی تھیں،	۱۷	جس طرح کوئی شخص اُس وقت کھڑا ہوتا ہے جب وہ آئے یا جائے،
تکبر اور اُس میں اصرار کے بعد اُسے اس طرح ذلیل ہونا پڑا	۱۸	جیسا کہ وہ مچھلی صبح کرتی ہے جس کا پانی بہ گیا ہو،
جب تو نے لوگوں کی گردن سے اس کی بیعت فسخ کر دی،	۱۹	تو پھر کوئی خطیب اُس کے لیے دعا کرنے والا نہ رہا،
تو نے اُسے اُس کی ضعف رائے کے بعد ایک لقب دیا تھا،	۲۰	اور اللہ نے اُس لقب کو ضعف رائے سے بدل دیا،
تو نے اُسے عزت کا لباس پہنایا تھا جس کو اُس نے ذلیل کیا،	۲۱	اور اُس نے اُس کی حفاظت نہ کی اس لیے اُسے اس طرح شام ہوئی کہ لباس عزت اُس سے چھن چکا تھا،
اپنی کتنی ہی نعمتوں میں تو نے اُسے شریک کر لیا تھا،	۲۲	اُس کے اعمال کی بدولت اللہ نے اُسے اُن نعمتوں سے نکال دیا،
میں اُسے شعلے والے چراغ سے تشبیہ دیتا تھا،	۲۳	مگر تو نے نہ اُس کا نور باقی رکھا نہ شعلہ،
قطیعہ والدہ ابراہیم نے اُس حالت میں شام کی کہ اُس نے قطع کر دیا تھا،	۲۴	صفا اور محبت کی رسی کو چنانچہ وہ دونوں کٹ گئیں،
اے سخاوت پر وفاداری کا عہد لینے والے تو اُس وقت تک کسی کی گرفت نہیں کرتا،	۲۵	جب تک کہ تو اُس کی بدعہدی پر اچھی طرح مطمئن نہیں ہو جاتا،
میں بنی عباس کی مدح کی وجہ سے قابل قدر ہوں،	۲۶	بنی عباس کی مدح ہی میرے لیے کافی ہے،
اے بنی عباس بے شک تقویٰ نے تمھیں تعلیم دی ہے	۲۷	حتیٰ کہ قریش نے بھی تمھیں سے ادب سیکھا ہے
کلام تم لوگوں کی مدح کے دوران میں منقطع تھا،	۲۸	مگر تو بحمد اللہ اپنی مدح میں منقطع نہیں ہے،

خلافت شناسی

تجدید اصول و آئین

عبدالرحمٰن سے مذکور ہے کہ سامرا کے ایک نوجوان نے اُسے وہ امور لکھے جو ترکوں سے سُن سُن کے بعض اہل سامرا نے مرتب کر لیے تھے، اس کا واقعہ یوں ہے،

المعتز کو جب خلافت پہنچی اور اللہ نے مشرق و مغرب اور بحر و بر اور دیہات اور شہر اور زمین اور پہاڑ سب کے معاملات کا انتظام اُس کے تفویض کیا تو اہل بغداد کو اس بُرے انتخاب کا رنج ہوا اور اس بد انتخابی نے انھیں بلا میں مبتلا کر دیا،

اہل شوریٰ

المعتز باللہ نے اُس جماعت کو مشورے کے لیے بلانے کا حکم دیا جن کے ذہن صاف ہوں، مزاج نرم ہو، گمان پاکیزہ ہوں، طبیعتیں صحیح ہوں، خصلتیں عمدہ ہوں، اور عقلیں کامل ہوں،

امرائے دربار

امیرالمومنین نے کہا کہ "کیا تم ایسی جماعت کی طرف نظر نہیں کرتے جن کا نفاق ظاہر ہے، اُن کی خواہش حماقت تک پہنچ گئی ہے، وہ ایسے بے عقل اور بیوقوف ہیں جن پر بالکل بھروسہ نہیں، نہ اُنھیں کچھ اختیار رہے نہ تمیز ہے خطا میں منہ کے بل گرنے نے بد اعمالی کو اُن کے لیے آراستہ کر دیا ہے، وہ جمع کیے جائیں تو بہت تھوڑے ہیں اور اگر اُن کا ذکر کیا جائے تو مذمت کی جائے"

خدمت کی شائستگی

"میں نے جان لیا ہے کہ لشکروں کی سرداری، سرحدوں کی حفاظت، معاملات کا انتظام اور ملکوں کی تدبیر بغیر ایسے شخص کے درست نہیں ہو سکتی جس میں مکمل طور پر چار خصلتیں ہوں،

عادات سادات

(۱) احتیاط و دور اندیشی جس کی وجہ سے وہ واقعات پیش آنے کے وقت اُن کے صدور کی حقیقت دریافت کرلے،

(۲) علم جو اُسے زیادہ سختی کرنے اور چیزوں میں دھوکا کھانے سے بچائے سوائے اس کے دھوکے کا امکان ہو،

(۳) شجاعت و بہادری کہ اُسے مصائب کم دکھ سکیں باوجود مسلسل حوائج کے بھی،

(۴) جود و سخاوت جس سے سوال کے وقت بڑے بڑے مال کا خرچ کرنا بھی آسان ہو،

سادات عادات اور تین باتیں یہ ہوں،

(۱) اپنے مددگاروں میں جو اس قابل ہو اُس کے احسان کا فوراً بدلہ دے دینا،

(۲) گمراہوں اور نافرمانوں پر بھاری بوجھ ڈالنا،

(۳) حوادث کے لیے تیار رہنا، کیونکہ حوادث زمانہ سے مطمئن رہنا زمانے سے غیر مطمئن رہنا ہے،

خدا ترس رابر رعیت گمار دو خصلتیں یہ ہونا چاہیئے،

(۱) رعیت کے راستے سے دربان کا دور کر دینا (تاکہ بے روک ٹوک وہ اپنی فریاد پہنچا سکے)

(۲) قوی اور ضعیف کے درمیان یکساں فیصلہ کرنا،

بیداری و ہوشیاری ایک خصلت یہ ہونا چاہیئے تمام امور میں بیدار رہنا اور آج کا کام کل پر نہ ڈالنا،

تم لوگوں کی کیا رائے ہے،

نیا انتخاب اور اُس کے اوصاف و اسباب میں نے اپنے موالی یعنی آزاد کردہ غلاموں میں سے چند آدمیوں کا انتخاب کیا ہے، ایک اُن میں سے مضبوط طبیعت والا اور اپنے ارادے کا پورا کرنے والا ہے کہ نہ اُسے کوئی راحت سرکش بناتی ہے اور نہ کوئی تکلیف خائف کرتی ہے، نہ دور والے سے ہیبت ہوتی ہے نہ سامنے والے سے ہول ہوتا ہے، وہ مثل اُس چوپائے کے ہے جو بول کی جڑ میں ہے کہ اگر اُسے حرکت

دی جائے تو حملہ کر دے، اور اگر کاٹا جائے تو قتل کر دے،

اس کی جماعت تیار رہتی ہے اور اُس کا انتقام سخت ہوتا ہے کہ اپنے لوہے سے

زیادہ سخت قلب کے ساتھ وہ اپنے بہت تھوڑی تعداد کے لشکر کو جنگ میں ڈال دیتا ہے،

وہ اس طرح طالب انتقام ہوتا ہے کہ اُسے بڑے بڑے خوفناک لشکر عاجز

نہیں کرسکتے،

وہ ایسا قابض ارواح ہے کہ جسے وہ طلب کرے اُسے پناہ نہیں اور جو بھاگے

اُسے مفر نہیں،

جسے عمدہ چیزیں حرص میں نہیں ڈالتیں اور نہ مصیبتیں اُسے عاجز کرتی ہیں،

اگر دوستی کرے تو پورا کرے اور اگر وعدہ کرے تو وفا کرے،

اگر لڑائی میں اُترا تو بہادر ہے اور زبان سے کچھ کہا تو اُسے کر دیا،

اُس کا سایہ اُس کے دوست کے لیے خوب گھنا ہے اور اُس کا خوف اُس پر

حملے کے وقت اُس کی بہادری کی دلیل ہے،

جو اُس سے بازی لگاتا ہے اُس سے بڑھ جاتا ہے، اور جو اُس کا ارادہ کرے

اُسے عاجز کر دیتا ہے،

جو اُس کے ساتھ چلے اُسے تھکا دیتا ہے اور جو اُس سے دوستی کرے اُسے ہلاکت سے

بچا لیتا ہے،

قبول خاطر

جماعت میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کے عرض کی: اے امیرالمومنین اللہ تعالیٰ تجھ میں فضائل ادب جمع کر دے، تجھے میراث نبوت میں مخصوص فرمائے، حکمت کی باگیں تیری طرف ڈال دے، عطائے کرامت میں سے تیرا حصہ زیادہ کرے، تیرے فہم میں وسعت پیدا کرے، تیرا قلب پاکیزہ علوم اور صفائے ذہن سے منور کرے، تیرے بیان نے تیری مراد ظاہر کر دی اور تیرے فہم نے ادراک کر لیا، اے امیرالمومنین، واللہ اُس شخص پر پوشیدہ نہیں جسے نہیں عطا کی گئیں وہ عطائیں جیسی کہ تجھے دی گئیں، قدرت نے بڑے بڑے احسانات تجھ پر کیے، بڑی بڑی مضبوط قوتیں بخشیں، قابل ستائش فضائل، طبیعت کی شرافت حکمت تیری زبان پر گویا کر دی گئی، اس لیے تو نے جو گمان کیا ہے وہ درست ہے اور جو کچھ سمجھا ہے وہ اتنا حق ہے کہ

اُس میں کوئی عیب نہیں تو خدا کی قسم اے امیر المومنین خصائل میں بے نظیر اور زمانے بھر کا سردار ہے جس کے پورے فضائل کو کوئی بیان نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی تعریف اُس کی شرافت کے اجزا کا حصر کر سکتی ہے۔"

تقسیم اقتدار

امیر المومنین نے اپنے مددگاروں کے لیے عہدوں کا حکم دیا اور انھیں اپنے دشمنوں کے آگاہ کرنے، خوشخبری سنانے اور اُن کے نفس و مال میں تصرف کرنے کی آزادی بخشی۔

جب محمد بن عبداللہ کو علاقوں کے متعلق حکم کی خبر پہنچی تو اُس نے ایک مراسلہ جاری کیا جس کی نقل یہ ہے:

تازیانۂ تنبیہ

اما بعد: خواہش نفسانی کی کجی نے تمھیں مختار راہ سے برگشتہ کر دیا، خطا کی رسیوں نے تمھیں احمق بنا دیا، اگر تم لوگ حق کو اپنے اوپر مسلط رکھتے اور اُسی کے مطابق اپنے اندر فیصلہ کرتے تو حق تمھارے پاس بصیرۃ (عقل و ہوش کو) لاتا اور حیرت کے پردے تم سے دور کر دیتا، اب بھی اگر تم لوگ مصالحت کے لیے تیار ہو تو تمھارے خون محفوظ ہو جائیں گے اور فراغت سے زندگی بسر کرو گے، امیر المومنین تمھارے پے در پے جرائم کو معاف کر دے گا اور اپنی وافر نعمتوں کو تمھارے لیے کھول دے گا، اگر اسی طرح تمھاری بڑھی ہوئی شرارتیں جاری رہیں اور تمھاری حرص تمھاری بد اعمالی کو تمھارے لیے (خوبصورت) بناتی رہی تو تم پر حجت قائم کر دینے کے بعد اور تمھیں معذرت سے آگاہ کر دینے کے بعد اللہ اور اُس کے رسول کی جنگ کا تمھیں اعلان ہے، اگر لوٹ مار جاری ہو گئی، لڑائی کی چنگاری سلگ اُٹھی، آسیائے جنگ حرکت میں آئی، تلواروں نے اُس کے حامیوں کے جوڑ کاٹ دیے، نیزے حرص سے جھک گئے، قتال میں آنے کو پکار دیا گیا، بہادروں نے جنگ شروع کر دی، جنگ نے باچھیں کھول دیں، باہر آنے کے لیے اُس نے اپنی نقاب ڈال دی، گھوڑوں کی گردنیں آگے پیچھے ہونے لگیں، اہل شجاعت اہل بغاوت سے بھڑ گئے، تو تمھیں ضرور ضرور معلوم ہو جائے گا کہ دونوں فریق میں موت کے ساتھ سب سے زیادہ اپنی جان کی سخاوت کرنے والا کون ہے اور مقابلے کے وقت زیادہ حملہ کرنے والا کون ہے، نہ اُس وقت کوئی معذرت قبول

کی جائے گی اور نہ فدیہ قبول ہوگا، جو ڈر گیا اُس کا عذر قبول کر لیا جائے گا، عنقریب ظالموں کو
معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔"

جواب تنبیہ

محمد بن عبداللہ کا خط ترکوں کو پہنچا تو اُنھوں نے جواب لکھا:
"باطل کو تو نے حق کی صورت میں تصور کر لیا، اُس نے تیری گمراہی کو
ہدایت خیال کر لیا، جیسا کہ سراب کا میدان جسے پیاسا پانی سمجھ لیتا ہے یہاں تک کہ
جب اُس کے پاس آتا ہے تو اُسے کچھ نہیں پاتا، اگر تو اپنی گئی ہوئی عقل کو لوٹاتا تو
تیرے لیے بصیرت روشن ہو جاتی شبہ کے مادے تجھ سے منقطع ہو جاتے، لیکن
تو حقیقت کی راہ سے بھاگا اور پچھلے پاؤں پلٹ گیا، اس لیے کہ تیری طبیعت میں
حیرت کے اسباب جم گئے تو اُس کے سننے میں مشغول ہو گیا اور تنہا اُس کے پاس
آ گیا، مثل اُس شخص کے جس کی عقل کو شیاطین لے گئے اور اُسے حیران چھوڑ گئے،
تیری عمر کی قسم اے محمد تیرا وعدہ بھی ہمارے پاس آیا اور وعید بھی ہمارے پاس آئی،
اُس نے ہمیں نہ تیرے قریب کیا اور نہ تجھ سے دور کیا، جبکہ یقین کی بارش تیرے ضمیر کی
پوشیدہ حالت کو کھول دے گی اور تجھے اُس شخص کے مثل کر دے گی جو برق کو راستہ
چلنے کے لیے کافی سمجھتا ہے کہ جب وہ اُس کے لیے چمکی تو اُس میں چلنے لگا، اور
جب تاریک ہو گئی تو رُک گیا، تیری جان کی قسم اگر تیری خواہش بغاوت میں بڑھتی گئی
اور تو امید کے بادل سے فائدہ اُٹھاتا رہا تو ضرور تیرا حال تیرے لیے موجب غم ہوگا،
البتہ ہم لوگ تیرے پاس ایسے لشکر کی شکل میں آئیں گے کہ تجھے اس سے کوئی پناہ کی جگہ
نہ ہوگی، وہاں سے ہم لوگ ضرور بالضرور تجھے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور تو ذلت
اٹھانے والوں میں سے ہوگا، اگر ہمیں اپنی آگاہی کے لیے امیرالمومنین کے فرمان کا
انتظار نہ ہوتا کہ ہم لوگ کس طریقے پر حملہ کریں تو پانی کے برتنوں تک پہنچ جاتے اور تلواروں کو
اس حالت میں میان میں داخل کرتے کہ وہ تھکی ہوئی ہوتیں، زمین کی بلندی کو پست کر دیتے،
اُسے جانوروں اور سانپوں اور الّو کا ٹھکانا بنا دیتے، ہم نے تجھے نزدیک سے پکار دیا،
اور سنا دیا اگر تو زندہ ہے، لہٰذا اگر تو قبول کر لے گا تو کامیاب ہوگا اور تو انکار کرے گا اور
سوائے سرکشی کے کچھ نہ کرے گا تو ہم تجھے نقصان پہنچائیں گے، اور تم لوگ ندامت کی
حالت میں صبح کرو گے۔"

باہم آویزی

اسی سال یکم رجب کو مغربیوں اور ترکوں کے درمیان جنگ عظیم ہوئی، یہ اس لیے ہوئی کہ مغربی اُس دن محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے ہمراہ جمع ہوئے، جو ترک محل پر تھے اُن پر غالب آگئے، انھیں وہاں سے نکال دیا اور اُن سے کہا کہ "ہر روز تم لوگ ایک خلیفہ کو قتل کرتے ہو اور دوسرے کو معزول کرتے ہو اور وزیر کو قتل کرتے ہو"

اُن لوگوں نے عیسیٰ بن فرخانشاہ پر حملہ کیا تھا، اُسے مارا تھا اور اُس کا گھوڑا لے لیا تھا، جب مغربیوں نے ترکوں کو محل سے نکال دیا اور بیت المال پر غالب آگئے، تو وہ پچاس گھوڑے لے لیے جن پر ترک سوار ہوا کرتے تھے، پھر ترک جمع ہوئے اور اُنھوں نے کرخ اور دور میں جو ترک تھے اُنھیں بلا بھیجا، وہ لوگ اور مغربی مقابل ہو گئے، مغربیوں میں سے ایک آدمی مارا گیا، مغربیوں نے اُس کے قاتل کو پکڑ لیا، شاکریہ مغربیوں کے مددگار ہو گئے، ترک کمزور پڑ گئے، آخر مغربیوں کے مطیع ہو گئے، جعفر بن عبدالواحد نے فریقین کے درمیان صلح کرا دی، انھوں نے اس شرط پر صلح کی کہ "وہ اب کوئی نئی بات نہ کریں گے، اور ہر جگہ جہاں ایک فریق کی جانب سے کوئی آدمی ہو گا تو وہاں دوسرے فریق کی جانب سے بھی کوئی آدمی رہے گا" اس شرط پر ایک زمانے تک رُکے رہے،

محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے پاس مغربیوں کے جمع ہونے کی خبر ترکوں کو پہنچی، ترک بایکباک کے پاس جمع ہوئے، اور اُس سے کہا کہ "ہم ان دونوں سرداروں کی تلاش میں ہیں اگر ہم ان دونوں پر کامیاب ہو گئے تو پھر کوئی بولنے والا نہیں" محمد بن راشد اور نصر بن سعید اُس دن صبح سویرے جمع ہوئے تھے جس دن ترکوں نے اُن پر حملے کا ارادہ کیا تھا، پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے، بعد کو یہ خبر ملی کہ بایکباک ابن راشد کے مکان گیا تھا، محمد بن راشد اور نصر بن سعید محمد بن عزون کے گھر لیٹ گئے کہ ترکوں کا ہنگامہ جب تک سکون پذیر ہو، دونوں اُسی کے پاس رہیں، پھر دونوں اپنی جماعت کے پاس واپس آجائیں، ایک شخص نے بایکباک کو ان دونوں کو اشارے سے بتا دیا اور اُسے اُن کا راستہ دکھا دیا، کہا گیا ہے کہ ابن عزون وہی شخص ہے جس نے اُس آدمی کو چھپا لیا تھا جس نے بایکباک اور ترکوں کو اُن دونوں کا راستہ بتایا تھا، ترکوں نے اُن دونوں کو

پکڑ کے قتل کر دیا، یہ خبر المعتز کو پہنچی تو اُس نے ابن عزون کے قتل کا ارادہ کیا، اس معاملے میں اعتراض کیا گیا تو اُس نے اُسے بغداد جلائے وطن کر دیا،

خلف العطار
اسی سال محمد بن علی بن خلف العطار کو اور آل ابی طالب کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے بغداد سے سامرا لایا گیا جن میں ابو احمد بھی تھے،

ابو احمد محمد بن جعفر بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان کے ہمراہ ابو ہاشم داؤد بن القاسم الجعفری کو بھی لایا گیا، یہ واقعہ اسی سال ۸ رشعبان کو ہوا،

وجہ خلاف
بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک صاحب طالبیئین میں سے لشکر اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد سے علاقہ کوفہ کی طرف

روانہ ہوئے، اُس زمانے میں کوفے اور اُس کے مضافات ابو الساج کی ماتحتی میں تھے اور وہ ابن طاہر سے خواہاں تھا کہ اُس کو ولایت رے میں تبدیل کر دیا جائے، اسی غرض سے بغداد میں مقیم تھا، جب ابن طاہر کو طالبی کی خبر پہنچی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے، تو اُس نے ابو الساج کو اپنی عملداری کوفہ میں جانے کا حکم دیا، پہلے ابو الساج نے اپنے نائب عبد الرحمن کو کوفہ بھیجا، پھر ابو الساج سے ابو ہاشم الجعفری نے مع بغداد کے طالبیئین کی ایک جماعت کے ملاقات کی، طالبی کے متعلق گفتگو کی جو بغداد سے روانہ ہو کر کوفہ گئے تھے، ابو الساج نے ان سے کہا کہ تم لوگ ان سے یہ کہو کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہیں اور میں انھیں نہ دیکھنے پاؤں،

جب عبد الرحمن نائب ابو الساج کوفہ پہنچا تو اُسے پتھر مارے گئے، ناچار مسجد میں چلا گیا، لوگ یہ سمجھے کہ یہ علوی کی جنگ کے لیے آیا ہے، اس نے ان لوگوں سے کہا کہ میں عامل نہیں ہوں میں وہ شخص ہوں جو اعراب کی جنگ کے لیے روانہ ہوا ہوں، اس کہنے پر لوگ اُس سے باز آگئے، اور وہ کوفے میں مقیم ہو گیا،

ابو احمد محمد بن جعفر الطالبی جس کا میں نے ذکر کیا وہی صاحب تھے جو طالبیئین کی ایک جماعت کے ساتھ (گرفتار کر کے) سامرا بھیجے گئے تھے کہ المعتز نے مزاحم بن خاقان علوی کو شکست ہونے کے بعد جو ابو احمد کی اُس جنگ کے لیے کوفہ روانہ کیا گیا تھا جس کا ذکر اس کے قبل اپنے مقام پر گزر چکا ہے، جیسا کہ مذکور ہے ابو احمد کوفے کے

علاقے میں پلٹ آیا اور لوگوں کو ستایا اور اُن کا مال اور جائداد لے لی، ابو الساج کے نائب نے کوفے میں قیام کر لیا تو وہ ابو احمد علوی سے بہ نرمی پیش آیا اور اتنا مانوس بنا لیا کہ کھانے پینے میں شریک کرنے لگا، قریب دے کے کوفے کے ایک باغ میں بطور تفریح کے لے گیا وہاں شام کر دی، عبد الرحمن نے اپنے ساتھیوں کو تیار رکھا تھا علوی کو قید کر لیا اور رات کے وقت مقید کو کے اندر آنے والے خچر مل پر روانہ کر دیا، یکم ربیع الآخر کو بغداد لائے گئے، محمد بن عبد اللہ کے پاس لے گیا تو اُس نے اپنے پاس ہی قید کر لیا، پھر ضامن لے کے رہا کر دیا،

محمد بن علی بن خلف العطار کے بھتیجے کے پاس حسن بن زید کے چند خطوط پائے گئے، ابن طاہر نے اس کی اطلاع المعتز کو لکھ دی، ابو احمد کی اور اُن تمام طالبیین کی عتاب بن عتاب کی معیت میں روانگی کے متعلق فرمان آیا، وہ سب لوگ اور یہ ابو احمد اور ابو ہاشم الجعفری اور علی بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) روانہ کر دیے گئے، علی بن عبید اللہ کے بارے میں لوگوں نے بیان کیا کہ صرف اپنے مکان پر سامرا جانے کی اجازت چاہی تھی جو دے دی گئی، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے اُن کے ساتھ ایک ہزار درہم کا سلوک کیا اس لیے کہ انھوں نے تنگدستی کی اُس سے شکایت کی تھی، ابو ہاشم اپنے گھر والوں کو رخصت کو آئے تھے،

بیان کیا گیا ہے کہ ابو ہاشم کی گرفتاری کا سبب صرف ابن الکردیہ اور عبد اللہ بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ تھے، ان دونوں نے المعتز سے کہا کہ اگر تو محمد بن عبد اللہ کو داؤد بن القاسم کی گرفتاری کو لکھے گا تو وہ گرفتار کر کے نہیں بھیجے گا، لہٰذا اُسے لکھ دے کیونکہ تو اُسے طبرستان وہاں کی اصلاح حالت کے لیے بھیجنا چاہتا ہے، پھر جب وہ تیرے پاس آ جائے تو اُس کے بارے میں تو اپنی رائے پر غور کر سکے گا، اسی بنا پر یہ گرفتاری ہوئی مگر کوئی اور ناگوار بات نہیں پیش آئی،

انتظام معدلت

اسی سال الحسن ابن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ بنایا گیا حالانکہ محمد بن عمران الضبی اتالیق المعتز نے عہدۂ قضا کے لیے چند آدمیوں کی المعتز سے سفارش کی تھی جن میں الخلنجی اور الخصاف بھی تھے، المعتز نے اُن کے سبب

فرمان بھی لکھ دیا مگر شفیع الخادم اور محمد بن ابراہیم بن الکردیہ اور عبدالسمیع بن ہارون بن سلیمان بن ابی جعفر اس میں پڑ گئے اور کہا کہ یہ لوگ ابن ابی داؤد کے احباب میں سے ہیں اور عقیدۃً رافضی اور قدری اور زیدی اور جہمی ہیں، المعتز نے انھیں دور کرنے اور بغداد نکال دینے کا حکم دیا، اور عوام نے الخصاف پر حملہ کر دیا، اور دوسرے لوگ بغداد چلے گئے، الضبی صرف مظالم کی وجہ سے معزول کیا گیا،

فوجی مصارف بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ترکوں اور مغربیوں اور شاکریہ کی تنخواہوں کا اندازہ کیا گیا، جس مقدار کی انھیں ایک سال میں حاجت تھی وہ دس ارب دینار تھے جو ساری سلطنت کے دو سال کی آمدنی تھی،

طریق حرم اسی سال ابوالساج مکے کے راستے کی طرف روانہ ہوا، اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ہوا کہ جب وصیف کے معاملے کی صلح ہو گئی اور المعتز نے اپنی مُہر اُسے دے دی تو ابوالساج کو فرمان لکھا جس میں اُسے مکے کے راستے کی طرف جانے کا حکم تھا کہ راستے کی اصلاح و مرمت راستی کے ساتھ ہو جائے، اس مقصد کے لیے ابوالساج کے پاس اتنا خرچ روانہ کر دیا جتنی اُسے ضرورت تھی، وہ تیاری کرنے لگا، محمد بن عبداللہ نے ایک خط لکھا جس میں یہ درخواست تھی کہ مکے کا راستہ اُس کے سپرد کیا جائے، اُسے قبول کر لیا گیا، پھر اُس نے ابوالساج کو اپنی جانب سے روانہ کیا،

یکم ذی الحجہ کو عیسیٰ بن الشیخ بن السفیل مقام رملہ کا حاکم مقرر کیا گیا، اس نے اپنے نائب ابوالمغراء کو وہاں روانہ کر دیا، کہا گیا ہے کہ اُس نے اس عہدے کے چالیس ہزار دینار بغا کو دیے یا اُس کی ذمہ داری لی،

اسی سال وصیف نے عبدالعزیز ابن ابی دلف کو الجبل کا والی بننے کو لکھا اور اُسے خلعت بھیجا، وہ اُس کی جانب سے والی بنا،

اسی سال ذی القعدہ میں محمد بن عمرو الشاری دیار ربیعہ میں قتل کیا گیا جسے ایوب بن احمد کے نائب نے قتل کیا،

اسی سال کنجور پر عتاب ہوا اور محل میں اُس کے قید کرنے کا حکم دیا گیا، پھر بحالت قید بغداد روانہ کر دیا گیا، بعد کو الیمامہ بھیج دیا گیا، وہیں وہ قید رہا،

اسی سال ابن جستان صاحب الدیلم نے احمد بن عیسیٰ العلوی اور الحسن بن احمد الکوکبی کے ہمراہ رے پر ڈاکہ ڈالا، قتل بھی کیا اور لوگوں کو قید بھی کیا، اس زمانے میں وہاں عبداللہ بن عزیز حاکم تھا جو وہاں سے بھاگ گیا، اہل رے نے اُن سے ایک ہزار درہم مال غنیمت پر صلح کر لی، جب ادا کر دیے تو ابن جستان وہاں سے کوچ کر گیا، اور ابن عزیز وہاں واپس آگیا، اُس نے احمد بن عیسیٰ کو گرفتار کر کے نیشاپور روانہ کر دیا،

اسی سال اسماعیل بن یوسف طالبی کی وفات ہوئی، یہ وہی ہیں کہ مکے میں جو کچھ کیا وہ کیا،

اس سال المعتز کی جانب سے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن المنصور نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات سنہ ۲۵۳ھ

منجملہ اُن واقعات کے ۴ رجب کو المعتز کا موسیٰ بن بغا الکبیر کو الجبل کا حاکم مقرر کرنا ہے، اُس کے ہمراہ اُس زمانے میں ترک یا اُن کے مثل دو ہزار چار سو تینتالیس آدمی کا لشکر تھا جن میں سے مفلح کے ہمراہ گیارہ سو تیس آدمی تھے،

اسی سال مفلح نے جو موسیٰ بن بغا کی فوج کے مقدمے پر تھا ۲۲ رجب کو عبدالعزیز ابی دلف پر چھاپہ مارا، عبدالعزیز تقریباً بیس ہزار بازاری جماعت کے ساتھ تھا، دونوں کی یہ جنگ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہمذان کے باہر تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ہوئی، مفلح نے اُسے شکست دے کے تقریباً تین فرسخ تک بھگا دیا، مفلح کے لوگ قتل بھی کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے، پھر مفلح اور اُس کے ہمراہی سلامت واپس آئے، اُس نے اسی روز اپنی فتح کا حال لکھ بھیجا،

جب رمضان کا مہینہ ہوا تو مفلح نے کرخ کی سمت کے لیے اپنا لشکر تیار کیا اور اُن کے لیے دو گھاٹیاں بنائیں، عبدالعزیز نے ایک لشکر بھیجا جس میں چار ہزار آدمی تھے، پھر مفلح نے اُن سے قتال کیا، پوشیدہ فوج نے گھاٹی سے نکل کر عبدالعزیز کے

ساتھیوں پر حملہ کر دیا، وہ بھاگے تو مفلح نے اُن پر تلوار چلائی، قتل اور قید کیا، عبد العزیز اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے سامنے آیا تو وہ بھی اُن کے بھاگنے کی وجہ سے بھاگا اور کرخ چھوڑ کے اپنے ایک قلعہ "وز" میں چلا گیا جو کرخ ہی کے علاقے میں تھا، وہاں محصور و محفوظ ہو گیا، مفلح کرخ میں داخل ہوا، ابی دلف کی اولاد میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا، اُن کی کچھ عورتیں بھی گرفتار کیں جن میں کہا جاتا ہے کہ عبد العزیز کی ماں بھی تھی، اُس نے سب کو رسّی سے باندھ لیا، مذکور ہے کہ اُس نے بہت سے نیزے اور ستر گٹھری سر سامرا روانہ کیے،

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے ہمدان آیا اور وہیں اُتر گیا،

اسی سال ماہ رمضان میں المعتز نے بغا الشرابی کو خلعت دیا، تاج اور دو تلواریں حمائل کرائیں، وہ تاج لگائے اور دونوں تلواریں حمائل کیے اپنے مکان گیا،

قتل وصیف اسی سال وصیف ترک قتل کیا گیا، یہ ۲۷ رشوال کا واقعہ ہے اس واقعے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہے کہ ترکوں، فرغانیوں اور اشروسنیوں نے بلوہ کیا اور اپنی چار ماہ کی تنخواہیں مانگیں تو بغا اور وصیف اور سیما الشرابی تقریباً سو آدمی کی جماعت کے ساتھ نکلے، وصیف نے اُن سے گفتگو کی کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو، کہا اپنی تنخواہیں، وصیف نے کہا، خاک، اور کیا ہمارے پاس مال ہے؟ بغا نے کہا کہ اچھا اس معاملے میں ہم امیر المومنین سے درخواست کریں گے، اشناس کے گھر میں گفتگو کریں گے، جو تم میں سے نہ ہو وہ تم سے علیحدہ ہو جائے، وہ لوگ اشناس کے گھر آئے، سیما الشرابی سامرا واپس چلا گیا، خلیفہ سے اُن لوگوں کے دینے کا حکم لینے کے لیے بغا بھی اُس کے ہمراہ ہو گیا، وصیف اُن لوگوں کے قبضے میں رہ گیا، اُن میں سے کسی نے اُس پر حملہ کر دیا، تلوار کے دو ہاتھ مارے، دوسرا آدمی اُس کے پاس چھری لے آیا، اُسے ایک سردار نوشری بن طاجبک اُس کے گھر اُٹھا لے گیا، جب بغا نے اُن کے کام میں دیر لگائی تو وہ یہ سمجھے کہ مقابلے کی تیاری میں مشغول ہے، نوشری کے مکان سے اُس کو باہر بلا کے کلہاڑیوں سے اتنا مارا کہ اُس کے دونوں بازو توڑ ڈالے پھر اُس کی گردن ماردی اور اُس کا سر تنور ہلانے کی لکڑی پر نصب کر دیا، سامرا کے عوام نے وصیف اور اُس کے لڑکے کے مکانات لوٹنے کا ارادہ کیا، وصیف کے لڑکے واپس آ گئے،

انھوں نے اپنے گھروں کو اُن سے بچایا، المعتز نے وصیف کے کام بغا الشرابی کے سپرد کردیئے،

قتل بندار

اسی سال عید الفطر کو بندار الطبری قتل کیا گیا،
اس کا سبب یہ ہوا کہ اسی سال رجب میں ایک شخص کو البوازیج کا حاکم بنایا گیا جس کا نام مساور بن عبد الحمید تھا، المعتز نے اُس کے پاس ماہ رمضان میں سائمین کو روانہ کیا، وہ خراسان کے راستے کے علاقے کی طرف مڑ گیا، محمد بن عبد اللہ نے اُسے بلا بھیجا، یہ اس لیے کہ خراسان کا راستہ اُسی کے ماتحت تھا، بندار اور مظفر بن سیسل وہاں کے اسلحہ خانے میں تھے، یہ دونوں دسکرۃ الملک جا کے ٹھیر گئے، مذکور ہے کہ بندار رمضان کے آخر دن بقصد شکار نکلا، شکار کی تلاش میں دور چلا گیا یہاں تک کہ الدسکرہ کے مکانات سے قریب ایک فرسخ دور ہو گیا، جب وہ اس حالت میں تھا کہ یکایک دو علم سامنے سے آتے دیکھے جن کے ساتھ ایک جماعت بھی الدسکرہ کی طرف آرہی ہے، اُس نے بعض ساتھیوں کو بھیجا کہ یہ علم کیسے ہیں خبر ملی کہ صاحب جماعت کرخ جدّان کا عامل ہے اور اُسے یہ اطلاع ملی ہے کہ ایک شخص مساور بن عبد الحمید جو البوازیج کے دہقانوں میں سے ہے نکلا ہے، خبر ملی ہے کہ وہ کرخ جدّان جائے گا، جب اُسے یہ خبر ملی تو وہاں سے بھاگتا ہوا الدسکرہ روانہ ہوا کہ بندار اور مظفر کے پاس بیٹھ کر اپنی وحشت دور کرے، بندار اُسی وقت مظفر کے پاس لوٹ گیا اور کہا کہ:

"وہ باغی کرخ جدّان کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم لوگوں کا بھی ارادہ رکھتا ہے، ہمارے ساتھ چل کہ اُس سے مقابلہ کریں۔"

مظفر نے جواب دیا کہ "اب دیر ہو گئی ہے، ہمارا ارادہ جمعے کی نماز پڑھنے کا بھی ہے، کل عید ہے جب عید گزر جائے گی تو ہم اُس کا ارادہ کریں گے۔"

مگر بندار نے انکار کیا اور اس امید میں روانہ ہوا کہ اُس باغی پر بغیر مظفر کے فتح ہو جائے گی، مظفر مقیم رہا اور الدسکرہ سے نہ ہٹا، الدسکرہ اور تل عکبراء کے درمیان آٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا اور تل عکبراء اور مقام جنگ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا، بندار تل عکبراء آگیا، تہائی رات گئے شب عید الفطر کو وہاں پہنچ گیا، اپنے گھوڑے کو

کچھ چارہ دیا پھر سوار ہو کے چلا، راستہ ہی کو اُس باغی کے لشکر کے سامنے آگیا،
وہ لوگ نماز پڑھ رہے اور تلاوت قرآن کر رہے تھے، اُس کے کسی خاص ساتھی
نے یہ مشورہ دیا کہ وہ اُن پر رات ہی میں حملہ کر دے جبکہ وہ غافل ہیں۔ اُس نے
انکار کیا کہ "نہیں، تاوقتیکہ میں انہیں اور وہ مجھے نہ دیکھ لیں"

دو تین سوار روانہ کیے کہ اُن کی خبر لائیں، جب یہ سوار قریب پہنچے تو وہ
لوگ انہیں دیکھ کے تاڑ گئے، ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے، اور سوار ہو گئے، مگر
صبح تک جنگ سے رُکے رہے، دن نکلے جنگ شروع ہوئی، بندار کے
تقریباً تین سو پیادہ و سوار ساتھی تھے جن کے لیے ممکن نہ تھا کہ صرف تیر ہی چلائیں،
بندار نے انہیں میسرہ و میمنہ و ساقہ میں تیار کیا، خود قلب لشکر میں ٹھیرا، مساور
اور اُس کے ساتھیوں نے اُن لوگوں پر حملہ کر دیا، بندار اور اُس کے ساتھی جمے رہے،
باغی اپنے لشکرگاہ اور شب کی قیامگاہ سے پیچھے ہٹ گئے کہ بندار اور اُس کے
ساتھی لوٹ کے لالچ میں پڑ جائیں، مگر بندار اور اُس کے ساتھی اُن کے لشکر
کی طرف نہ بڑھے، پھر باغیوں نے اُن پر دوبارہ تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا،
تعداد میں تقریباً سات سو تھے، پھر دونوں فریق رُکے رہے، باغی نیزے چھوڑ کر صرف
تلواروں پر اُتر آئے، باغیوں کے پچاس آدمی مقتول ہوئے اور بندار کے بھی
اتنے ہی، باغیوں نے ایک ایسا حملہ کیا جس میں کہ تقریباً سو آدمی بندار کے علیحدہ
کر دیئے، وہ سو آدمی اُن کے مقابلے میں کچھ دیر صبر کیے رہے، پھر سب کے سب
قتل کر دیے گئے، بندار اور اُس کے ہمراہی بھاگے، وہ لوگ انہیں ایک ایک
جماعت میں علیحدہ کرنے اور قتل کرنے لگے، بندار نے بھاگنے کی کوشش کی مگر
لوگ اُس کی تلاش میں تھے، وہ اُسے تل عکبراء سے قریب مقام جنگ سے قریب
چار فرسخ فاصلے پر پا گئے اُسے قتل کر دیا اور سر نصب کر دیا، بندار کے ساتھیوں میں سے
تقریباً پچاس آدمی بچ گئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریباً سو آدمی تھے جو خوارج کے اُن
لوگوں میں مشغول ہونے کے جنھیں وہ جدا کر رہے تھے جنگ سے علیحدہ
ہو گئے تھے،

مظفر کو اس واقعے کی خبر پہنچی، وہ الدسکرہ میں مقیم تھا، وہاں سے کنارے ہٹ کر

اُس مقام پر چلا گیا جو بغداد کے قریب تھا اُس کے قتل کی خبر محمد بن عبداللہ کو عید کے دوسرے دن پہنچی، مذکور ہے کہ اس غم میں اُس نے کھانا پینا سیر و تفریح سب کچھ ترک کر دیا، مساور فوراً حلوان چلا گیا، وہاں کے لوگ اُس کے مقابلے پر آ گئے اور اُس سے قتال کیا، باغی نے تقریباً چار سو آدمی قتل کر دیے، انھوں نے بھی اُس باغی کی ایک جماعت قتل کر ڈالی، خراسان کے بعض حجاج بھی مقتول ہوئے جو حلوان میں تھے، انھوں نے اہل حلوان کی اعانت کی پھر واپس چلے گئے،

وفات ابن طاہر

۱۴ ذی القعدہ کی شب کو چاند گہن پڑا، سب گہنا گیا یا اُس کا اکثر حصہ غائب ہو گیا، بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کا اُسی وقت انتقال ہوا جب چاند اپنے انتہائے خسوف میں تھا، وہ مرض جس میں اُس کی وفات ہوئی ایک زخم تھا جو اُس کے سر اور حلق میں پیدا ہو گیا تھا، اُسی نے اُسے ذبح کر دیا، مذکور ہے کہ وہ زخم جو اُس کے سر اور حلق میں تھا ایسا تھا کہ اُس میں بتیاں داخل ہو جاتی تھیں، جب مر گیا تو نماز جنازہ میں اُس کے بھائی عبیداللہ اور بیٹے طاہر کے درمیان اختلاف ہوا بیٹے نے اُس کی نماز جنازہ پڑھائی، بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے یہی وصیت بھی کی تھی عبیداللہ بن عبداللہ پر اور محمد بن عبداللہ اور محمد بن عبداللہ کے اہل و عیال کے درمیان ایسا جھگڑا ہوا کہ اُن لوگوں نے عبیداللہ پر تلوار تک کھینچ لی، اُسے پتھر مارے گئے، بدمعاش اور عوام اور اسحاق بن ابراہیم کے آزاد کردہ غلام سب طاہر بن محمد بن عبداللہ بن طاہر کے طرفدار تھے، وہ لوگ یہ پکارتے لگے، یا طاہر یا منصور، عبیداللہ دریا عبور کر کے اپنے مکان چلا گیا، جو سردار تھے محمد بن عبداللہ کے اپنے اعمال پر اُسے اپنا نائب بنا دینے، وصیت کر جانے اور اپنے عمال کو اُس کے متعلق لکھ دینے کی وجہ سے اُس کے ساتھ ہو گئے، المعتز نے خلعت اور بغداد کی ولایت عبیداللہ کو عنایت کی، بیان کیا گیا ہے کہ عبیداللہ نے اُس شخص کے لیے جو المعتز کی جانب سے اُس کے پاس خلعت لایا تھا پچاس ہزار درہم کا حکم دیا،

وثیقۂ نیابت

اُس خط کی نقل جو محمد بن عبداللہ نے اپنے بعد اپنے بھائی کو نائب بنانے کے متعلق اپنے عمال کو لکھا تھا:

"اما بعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے موت کو ضروری اور یقینی بنا دیا،

اُس کی جو مخلوق باقی ہے اُس پر بھی اسی طرح آنے والی ہے جس طرح گذرنے والوں پر آگئی، لائق ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس امر میں حصہ ملے کہ وہ اُس امر کے آنے کے لیے تیار رہے جس کے بغیر چارہ نہیں، جس سے کسی حالت میں پناہ نہیں، میرا یہ خط اُس حالت میں ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوں جس سے اندیشہ بڑھتا جاتا ہے اور جس میں نا امیدی امید پر غالب آگئی ہے، اگر اللہ تعالیٰ اُسے اچھا کر دے اور دور کر دے تو اُس کی قدرت ہے اور اُس کی کریم عادت کا ایک کرشمہ ہے اور اگر میرے لیے بھی وہی حادثہ پیش جائے جو اولین و آخرین کا طریقہ ہے تو میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ مولیٰ امیر المومنین کو اپنا نائب بنایا جو میرا ایسا بھائی ہے جس پر میرے قدم بقدم چلنے کا اور اس انتظام کے اختیار کرنے کا کہ میں امیر المومنین کی جانب سے جس کے انتظام میں تھا پورا بھروسہ کیا جاسکتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے پاس امیر المومنین کا حکم آئے جس کے مطابق وہ عمل کرے، اُس کا اعلان کر دیا گیا اور ان امور میں مشورہ کر لیا گیا جن کا اُسے والی بنایا گیا جس کے متعلق عبید اللہ کے احکام انشاء اللہ جاری ہوں گے، ۱۳؍ ذی قعدہ یوم پنجشنبہ ۲۵۳ھ کو لکھا گیا۔"

اسی سال المعتز نے ابو احمد بن المتوکل کو واسط کی طرف جلائے وطن کیا، پھر بصرہ، پھر بغداد لوٹایا گیا اور جانب شرقی قصر دینار بن عبد اللہ میں اُتارا گیا،

اسی سال علی بن المعتصم کو واسط جلائے وطن کیا گیا پھر بغداد لوٹایا گیا،

اسی سال مزاحم بن خاقان کی ذی الحجہ میں مصر میں وفات ہوئی،

اس سال عبد اللہ بن محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا،

اسی سال ذی القعدہ میں محمد بن معاذ نے علاقۂ ملطیہ سے مسلمانوں سے جنگ کی، انہیں شکست ہوئی اور محمد بن معاذ قید ہوا،

اسی سال موسیٰ بن بغا اور الکوکبی الطالبی کا آخر ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو قزوین سے ایک فرسخ پر مقابلہ ہوا، موسیٰ نے الکوکبی کو شکست دے دی، وہ الدیلم چلا گیا اور موسیٰ قزوین میں آگیا،

مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جو اس جنگ میں موجود تھا کہ الکوکبی کے

وہ ساتھی جو الدیلم کے تھے موسیٰ اور اُس کے ساتھیوں کے مقابلے پر آئے تو اُنھوں نے اپنی صفیں قائم کیں اور اپنی ڈھالیں موسیٰ کے ساتھیوں کے تیروں سے بچنے کے لیے اپنے منہ کے آگے کرلیں، جب موسیٰ نے یہ دیکھا کہ اُس کے ہمراہیوں کے تیر اُن لوگوں تک نہیں پہنچے اور وہ بھی دیکھا جو اُنھوں نے کیا تھا اُس نے اُس مٹی کے تیل کے متعلق جو اُس کے ہمراہ تھا یہ حکم دیا کہ یہ اُس زمین پر پھینک دیا جائے، جس پر دونوں فریق مقابلہ کر رہے ہیں، اپنے ساتھیوں کو اُن کے مقابلے سے ہٹنے کا اور اُن سے اپنی شکست ظاہر کرنے کا حکم دیا، ساتھیوں نے ایسا ہی کیا، الکوکبی اور اُس کے ساتھی یہ سمجھے کہ یہ لوگ شکست کھا کے بھاگے، ان لوگوں نے اُن کا تعاقب کیا جب موسیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ الکوکبی کے ساتھی تیل کے درمیان آ گئے تو اُس نے آگ لگوادی، وہ مشتعل ہوگئی اور آگ لگ گئی، الکوکبی کے ساتھیوں کے نیچے بھی آگ لگ گئی اور انہیں جلانے لگی، دوسرے لوگ بھاگ گئے،

اسی سال ذی الحجہ میں خطارمش نے مساور باغی کا علاقہ جلولا میں مقابلہ کیا، مساور نے اُسے شکست دی،

واقعات ۲۵۴ھ

قتل بغا

منجملہ ان کے بغا الشرابی کا قتل ہے،

مذکور ہے کہ اُس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ المعتز کو بغداد جانے کے لیے ابھارا کرتا تھا، المعتز اُس سے انکار کیا کرتا تھا، بغا اپنے خاص آدمی صالح بن وصیف کے ساتھ جمعہ بنت بغا کی شادی میں مشغول ہوا صالح بن وصیف نے نصف ذی القعدہ کو اُس سے نکاح کیا تھا، المعتز رات کے وقت کہ اُس کے ہمراہ احمد بن اسرائیل بھی تھا کرخ سامرا کے لیے سوار ہوا،

بایکباک کے اُس سے ناراض ہونے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ وہ دونوں پینے میں مشغول تھے کہ ایک نے دوسرے پر سختی کی اس کی وجہ سے

دونوں جدا ہو گئے، بایکباک اسی باعث بغا سے بھاگتا اور چھپتا پھرتا تھا، جب المعتز مع اپنے ہمراہیوں کے الکرخ پہنچا تو بایکباک کے ہمراہ اہل کرخ اور اہل دور جمع ہوئے، سب لوگ المعتز کے ہمراہ سامرا کے محل میں آ گئے، یہ خبر بغا کو پہنچی تو وہ اپنے غلاموں کے ہمراہ نکلا جو تقریباً پانچ سو تھے، انھیں کے برابر اس کی اولاد اور اس کے سردار اور اس کے ساتھی تھے، نہر نیزک کی طرف چلا گیا، پھر چند مقامات پر منتقل ہوا، پھر السن چلا گیا، اس کے ہمراہ انتیس توڑے دینار اور سو توڑے درہم تھے جنھیں وہ اپنے بیت المال سے اور شاہی بیت المال سے لیتا گیا تھا، اس میں سے تھوڑا ہی سا خرچ کرنے پایا تھا کہ قتل کر دیا گیا،

مذکور ہے کہ جب اسے یہ خبر ملی کہ المعتز احمد بن اسرائیل کے ساتھ الکرخ آ گیا تو اپنے مخصوص سرداروں کے ساتھ نکل کر تل عکبراء تک گیا، پھر روانہ ہو کر السن تک گیا، اس کے ساتھیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس ظلم کی شکایت کی جس میں وہ بتلا تھے کہ "اپنے ہمراہ خیمے نہیں لائے اور نہ کوئی اور شے جس سے سردی سے بچ سکیں، جاڑے میں ہیں اور سردی کھا رہے ہیں"

بغا اپنے ایک چھوٹے سے خیمے میں تھا جو دجلے پر تھا، اسی میں وہ رہتا تھا،

اس کے پاس ساتکین آیا اور کہا کہ "اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے، اہل لشکر نے یہ کلام کیا اور اس معاملے میں انھوں نے غور کیا اور میں تیرے پاس ان کا پیامبر ہوں" اس نے کہا کہ "کیا سب لوگ تیرے ہمزبان ہیں" اس نے کہا ہاں، اگر تو چاہے تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت کر لے" اس نے کہا کہ "آج کی رات مجھے چھوڑ دے کہ میں غور کر دوں، کل ان کے متعلق حکم دوں گا"

جب رات نے اپنی تاریکی پھیلائی تو اس نے کشتی منگائی، اس میں مع اپنے خدام کے سوار ہو گیا، کچھ مال بھی اپنے ہمراہ لے لیا، اپنے ہمراہ نہ کوئی ہتھیار، نہ چھری، نہ لاٹھی لی، اور نہ اس کے اہل لشکر میں سے کسی کو اس کی خبر ہوئی،

المعتز بغا کی غیر حاضری میں بغیر کپڑے پہنے اور بے ہتھیار لگائے نہیں

سوتا تھا اور نہ نبیذ پیتا تھا، اُس کی تمام باندیاں ایک پاؤں پر کھڑی رہتی تھیں،
بغا رات کے پہلے تہائی حصے میں پل تک گیا، جب کشتی پل کے قریب ہوئی تو پل کے محافظین نے کسی کو یہ دیکھنے بھیجا کہ کشتی میں کون ہے، وہ چلایا کہ غلام ہے، اُن کے پاس واپس آگیا، بغا کشتی سے نکل کر خاقان کے باغ میں پہنچا، ایک جماعت اُس کے ہمراہ ہوگئی، وہ اُن کے لیے کھڑا ہوگیا اور کہا کہ "میں بغا ہوں" ولید مغربی بھی اُس کے پاس آگیا، اور کہا کہ "تجھے کیا کام ہے میں تجھ پر فدا ہو جاؤں" اس نے کہا کہ "یا تو تو مجھے صالح بن وصیف کے مکان لے چل یا تم لوگ میرے ہمراہ میرے مکان تک چلو کہ میں تمھارے ساتھ احسان کروں" ولید مغربی اس خدمت پر مامور ہوا اور وہ محل جانے کے ارادے سے روانہ ہوگیا، اُس نے المعتز سے اجازت چاہی تو اُسے اجازت دی گئی، اُس نے کہا کہ "اے میرے سردار یہ بغا ہے جسے میں نے گرفتار کیا ہے اور اُس پر محافظ مقرر کیا گیا ہوں" اُس نے کہا "تو غارت ہو میرے پاس اُس کا سر لا" ولید واپس آیا اور محل کے محافظین سے کہا کہ "تم لوگ ذرہ کنارے ہو جاؤ کہ میں اُسے پیام پہنچا دوں" وہ لوگ کنارے ہو گئے تو اُس کے چہرے اور سر پر ایک ضرب ماری، دونوں ہاتھ کاٹ دیئے پھر اُسے ایسا مارا کہ چت گرا، آخر ذبح کر کے اُس کا سر اپنی قبا کے دامن میں اُٹھا کر المعتز کے پاس لے گیا، المعتز نے اُسے دس ہزار دینار دیئے اور ایک خلعت دیا، اُس کا سر سامرا میں نصب کیا پھر بغداد میں، مغربی اُس کے دھڑ پر ٹوٹ پڑے، اُنھوں نے اُسے جلا دیا، اُسی وقت المعتز نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابونوح کو بلا بھیجا، وہ لوگ لائے گئے اور انھیں اطلاع دی گئی،

عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر نے بغداد میں اپنے لڑکوں کو تلاش کیا، وہ لوگ ایک جماعت کے ساتھ جن پر انھیں بھروسا تھا وہاں بھاگ کر آ گئے تھے اور اُن کے پاس چھپ گئے تھے، مذکور ہے کہ قصر الذہب میں اُس کے لڑکوں اور ساتھیوں میں سے پندرہ آدمی قید کیے گئے اور قید خانے میں دس،

کہا گیا ہے کہ بغا شب گرفتاری میں جب سامرا اترا تو اُس نے پوشیدہ طور پر وہاں اُترنے کے متعلق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا، قرار پایا تھا کہ "وہ صالح

ابن وصیف کے مکان جائے، جب عید قریب ہو تو اہل لشکر وہاں داخل ہوں اور وہ اور صالح بن وصیف اور اس کے ساتھی نکلیں پھر مغربیوں پر حملہ کریں، پھر المعتز پر حملہ کر دیں۔"

اسی سال ربیع الاول میں صالح بن وصیف نے دیو داد کو دیار مضر و قنسرین اور العواصم کا حاکم بنایا،

اسی سال بایکباک نے احمد بن طولون کو مصر کا عہدہ دار بنایا،

اسی سال مفلح اور باجور نے اہل قم پر حملہ کیا، بہت بڑی جماعت قتل کر دی، یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں ہوا،

اسی سال ۲۶ رجمادی الآخرہ یوم دوشنبہ کو علی بن محمد بن علی بن موسی الرضیٰ کی وفات ہوئی، نماز جنازہ ابو احمد بن المتوکل نے اُس سڑک پر پڑھائی جو ابو احمد کی طرف منسوب ہے، وہ اپنے گھر میں دفن کیے گئے،

اسی سال جمادی الآخرہ میں اپنے والد عبد العزیز کے روانہ کرنے سے دلف بن عبد العزیز بن ابی دلف اور سابور کے دو لشکر الاہواز پہنچے اور پوشیدہ ہو گئے، اُس نے دو لاکھ دینار زمین سے کھود ے اور واپس چلا گیا،

اسی سال رمضان میں نوشری مساور باغی کی طرف روانہ ہوا، اُس نے مقابلہ کیا اور شکست دی، اُس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا،

اس سال علی بن الحسین بن اسماعیل بن العباس بن محمد امیر الحاج تھے، اُنھیں نے سب کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۵ھ

منجملہ اُن واقعات کے مفلح کا طبرستان میں داخل ہونا ہے، اور وہ جنگ ہے جو اُس کے اور الحسن بن زید الطالبی کے درمیان ہوئی جس میں مفلح نے الحسن بن زید کو

شکست دی، زید دیلم چلے گئے، مفلح آمل میں داخل ہوا اور الحسن بن زید کے مکانات جلا دیے، اس کے بعد وہ الحسن بن زید کی تلاش میں دیلم کی طرف روانہ ہوا،

آغاز کار صفار اسی سال بیرون کرمان یعقوب بن اللیث اور طوق بن المغلس کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا،

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ علی بن الحسین بن قریش بن شبل نے خلافت میں ایک معروضہ بھیجا جس میں کرمان کا تذکرہ تھا، علی اس کے قبل آل طاہر کے عاملوں میں سے تھا، جو علاقے آل طاہر کے سپرد تھے وہاں کی بدنظمی اور آل طاہر کی سستی و کمزوری کا اس معروضے میں ذکر تھا، یہ بھی لکھا تھا کہ یعقوب بن اللیث سجستان میں آل طاہر پر غالب آگیا یعقوب نے فارس کا خراج پیشگاہ خلافت میں روانہ کرنے میں تاخیر کر دی ہے"۔

کارکنان خلافت نے اس معروضے کے بعد ایک طرف تو علی کو کرمان کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا، دوسری جانب یعقوب کے پاس بھی عہد ولایت بھیج دیا، اور یعقوب کو بھی اُس کی ولایت کا حکم لکھ بھیجا، مقصد ایک کو دوسرے پر برانگیختہ کرنا تھا کہ ان دونوں میں سے ہلاک ہونے والے کی فکر اُس سے ساقط ہو جائے اور صرف دوسرے کی فکر رہ جائے، کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایسا گروہ تھا جو سلطنت کی اطاعت سے باہر تھا،

سلطنت نے جب ان دونوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو یعقوب بن اللیث نے سجستان سے کرمان کے ارادے سے لشکر روانہ کیا، علی بن الحسین نے اپنی جانب سے طوق بن المغلس کو روانہ کیا، اُسے یعقوب کی اور فارس کے لشکر عظیم کے ہمراہ اُس کے کرمان کے قصد کی خبر پہنچ چکی تھی، طوق کرمان روانہ ہوا اور یعقوب اُسے پہلے پہنچ کے وہاں داخل ہو گیا، یعقوب سجستان کی جانب سے مقابلے پر آیا، وہ کرمان کی ایک منزل تک پہنچ گیا۔

مجھ سے ایک ایسے شخص نے روایت کی جس نے بیان کیا کہ وہ اُن دونوں کے حال کا مشاہدہ کر رہا تھا کہ یعقوب اس طرح اُسی مقام پر ٹھیرا رہا

جہاں اُس نے کرمان سے ایک منزل پر قیام کیا تھا کہ ایک یا دو ماہ تک وہاں سے وہ کوچ نہیں کرتا تھا، طوق کے حالات کی جستجو کرتا تھا، جو شخص کرمان سے نکل کر اُس کی طرف سے گزرتا تھا اُس سے اُس کا حال دریافت کرتا تھا، کسی ایسے شخص کو جو اُس کے لشکر کی جانب سے کرمان کی طرف جانا چاہے گزرنے نہ دیتا تھا نہ طوق اُس کی طرف اور نہ وہ طوق کی طرف لشکر کشی کرتا تھا،

جب اسی طرح دونوں کی حالت کو وقفہ طویل گزر گیا تو یعقوب نے اپنی چھاؤنی سے جانب سجستان اپنی روانگی ظاہر کی، ایک منزل چلا بھی گیا، طوق کو اُس کی روانگی کی خبر پہنچی تو اُس نے یہ خیال کیا کہ یعقوب کو اپنی جنگ کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی اور وہ کرمان کو اُس کے اور علی بن الحسین کے لیے چھوڑ گیا، اس دُھن میں مگن ہو کے طوق نے اسلحہ جنگ تو ایک طرف رکھ دیے اور شراب نوشی میں منہمک ہو گیا، دشمن کی بے سروسامانی کے وہم میں سامان لہو ولعب میں پڑ گیا،

ادھر یعقوب کسی حال میں بھی غافل نہ تھا، تفتیش احوال میں لگا رہتا تھا، اُسے یہ خبر ملی کہ اُس کی روانگی کے ساتھ ہی طوق نے جنگ کے ہتھیار رکھ دیے اور شراب اور لہو ولعب میں مشغول ہو گیا، یہ خبر سُن کے یعقوب دوبارہ لوٹ پڑا، کرمان کی جانب ایک دن میں دو منزلیں طے کر لیں،

طوق کو جو آخر روز تک اپنے لہو ولعب اور شراب میں مشغول رہا تھا سوائے اُس غبار کے کچھ نہ معلوم ہوا جو شہر کرمان کے باہر بلند ہو رہا تھا، جہاں وہ خود تھا باشندوں سے دریافت کیا کہ یہ غبار کیسا ہے، جواب دیا گیا کہ یہ شہر کے اُن مواشی کا غبار ہے جو اپنے مالکوں کے پاس واپس آ رہے ہیں، طوق اُس وقت تک اسی خیال میں رہا جب تک کہ سب نے اور حتّٰی کہ یعقوب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُسے گھیر نہ لیا، یعقوب نے اُس کا اور اُس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا،

طوق کے ہمراہی جب اُن کا محاصرہ کر لیا گیا تو اپنی جان کی حفاظت کے ارادے سے چل دیے، یعقوب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں کو راستہ دے دو کہ چلے جائیں، راستہ دے دیا گیا، وہ لوگ اپنے سامنے بھاگتے ہوئے چلے گئے اور تمام اشیا جو لشکر گاہ میں تھیں چھوڑ گئے، یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا،

مجھ سے ابن حماد البربری نے بیان کیا کہ علی بن الحسین نے جس وقت طوق کو روانہ کیا تھا تو اُس کے ہمراہ بہت سے صندوق بھی روانہ کیے تھے جن میں سے بعض میں سونے کے طوق اور کنگن تھے کہ اُن لوگوں کو پہنائے جائیں جو مصائب جنگ میں مبتلا ہو کے کامیاب ہوئے ہوں، بعض میں مال تھا کہ اُس شخص کو دیا جائے جو اُس کا مستحق ہو، بعض میں لوہے کے طوق اور بیڑیاں تھیں کہ اُنھیں مقید کیا جائے جو یعقوب کے ساتھیوں میں سے گرفتار ہوں،

طوق پا بزنجیر

جب یعقوب نے طوق کو اور رؤسائے لشکر کو جو اُس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا تو طوق اور اُس کے ساتھیوں کے مال اسباب اور اثاثہ و ہتھیار پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور سب اُس کے پاس جمع کر دیا گیا، جب صندوق لائے گئے تو مقفل لائے گئے، ایک صندوق کھولنے کا حکم دیا، کھولا گیا تو اُس میں بیڑیاں اور لوہے کے طوق تھے، اُس نے طوق سے کہا کہ اے طوق یہ بیڑیاں اور طوق کیسے ہیں، طوق نے کہا کہ علی بن الحسین نے اُنھیں میرے ہمراہ روانہ کر دیا تھا کہ میں انھیں قیدیوں کے پاؤں اور گلوں میں ڈالوں، یعقوب نے کہا کہ اے فُلاں سب سے بڑی اور سب سے بھاری زنجیر دیکھ کر طوق کے دونوں پاؤں اور اُس کے گلے میں ڈال دے، طوق کے جو ساتھی گرفتار ہوئے تھے سب کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا،

اور صندوق کھولنے کا حکم دیا تو اُس میں سونے کے طوق اور کنگن تھے، پوچھا کہ اے طوق یہ کیا ہے، اُس نے کہا کہ علی نے یہ چیزیں میرے ساتھ کر دی تھیں کہ جس نے جانبازی کی ہو اُس کو پہناؤں، یعقوب نے کہا کہ اے فلاں اس میں سے اتنے طوق اور اتنے کنگن لے کے فُلاں کو پہنا دے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ جتنے سرفروش تھے سب کو سونے کے طوق اور کنگن پہنا دیئے، اسی طرح تمام صندوقوں کا جائزہ لیا اور سب کو جائزہ دیا،

کامیابی بپئے مردان بلاکش باشد

یعقوب نے طوق کے ہاتھ پھیلانے کا حکم دیا کہ اُسے لوہے کے طوق میں جو اُس کی گردن میں پہنا دیا گیا تھا ڈال دے اُس کی بانھ پر ایک پٹی تھی،

دریافت کیا کہ اے طوق یہ کیا ہے، اس نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ نیکی کرے، مجھے کچھ حرارت معلوم ہوئی تو میں نے فصد کھلوائی یعقوب نے اپنے کسی ساتھی کو بلایا اور اُسے موزہ اُتارنے کا حکم دیا، جب اُس نے اُتارا تو موزے سے سوکھی روٹی کے کچھ ریزے جھڑے، اُس نے کہا کہ اے طوق میں نے دو مہینے سے یہ موزے اپنے پاؤں سے نہیں اُتارے، میری روٹی میرے موزے میں ہے جس میں سے میں کھاتا ہوں میں بچھونے پر نہیں لیٹتا، اور تو شراب اور لہو ولعب میں بیٹھا تھا، اس تدبیر سے میں نے اپنی جنگ اور قتال کا ارادہ کیا تھا"

جب یعقوب بن اللیث طوق کے معاملے سے فارغ ہوا تو کرمان میں داخل ہوا اور اُس پر قبضہ کر لیا، سجستان کے ساتھ کرمان بھی اُس کے علاقے میں داخل ہو گیا،

فارس میں تگاپو اسی سال یعقوب بن اللیث فارس میں داخل ہوا اور علی بن الحسین بن قریش کو گرفتار کیا،

یعقوب نے علی کو کیوں قید کیا اور کیونکر وہاں تک پہنچا

مجھ سے ابن حماد البربری نے روایت کی کہ میں اُس دن فارس میں علی بن الحسین ابن قریش کے پاس تھا کہ اُسے اپنے حلیف طوق بن المغلس کے ساتھ یعقوب کی معرکہ آرائی، کرمان میں داخلہ اور اُس پر قبضہ کر لینے کی خبر پہنچی، شکست خوردہ لشکر اُس کے پاس واپس آگیا، اُسے یعقوب کے فارس آنے کا یقین ہو گیا، علی اُس زمانے میں شیراز میں تھا جو علاقۂ فارس میں ہے، اُس نے اپنا لشکر اور طوق کی شکست خوردہ پیادہ فوج کو اپنے ہمراہ کر لیا، اور انھیں ہتھیار دے دیئے شیراز سے نکل کے میدان کے اُس چشمے تک گیا جو شہر کے باہر آبادی کے بالکل کنارے اور دامان کوہ کے درمیان واقع ہے، اس میں صرف ایک آدمی یا ایک چوپائے کے گزرنے بھر کا راستہ ہے، تنگی کی وجہ سے ایک آدمی سے زیادہ کا گزرنا ناممکن ہے،

علی اُسی مقام پر ٹھیر گیا اور اپنے لشکر کو چشمے کے اُس کنارے ٹھیرا دیا جو شیراز کے متصل ہے، شیراز کے اہل بازار اور تجار کو بھی اپنی چھاؤنی تک لے گیا، کہ اگر یعقوب آئے گا تو اُسے کوئی ایسی جگہ نہ ملے گی جس سے وہ بیابان سے گزر کر ہم تک آسکے، اُس کے لیے سوائے اُس میدان کے جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے اور کوئی راستہ نہیں اور وہ راستہ صرف ایک آدمی کے گزرنے بھر کا ہے، جب اُس پر ایک آدمی بھی کھڑا کر دیا جائے گا جو اُس سے گزرنا چاہے گا، اُس کو روک دے گا، جب اُسے ہم تک پہنچنے کی قدرت نہ ہوگی تو جنگل میں اس حالت میں ہوگا کہ نہ اُس کے لیے کھانا ہوگا اور نہ اُس کے ساتھیوں کے لیے اور نہ چوپایوں کے لیے چارہ ہوگا،

ابن حماد کا بیان ہے کہ یعقوب اتنا آگے بڑھ آیا کہ اُس چشمے کے قریب آگیا، اپنے ساتھیوں کو پہلے دن اُس چشمے سے جو کرمان کے متصل تھا تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اُترنے کا حکم دیا، خود تنہا اس طرح آگے بڑھا کہ ہاتھ میں ایک دہ گزی نیزہ تھا، ابن حماد کہتا ہے کہ گویا میں اُس کی طرف دیکھ رہا ہوں جبکہ وہ اس طرح تنہا اپنے گھوڑے پر آگے بڑھا کہ اُس کے ہمراہ سوائے ایک آدمی کے اور کوئی نہ تھا، اُس نے چشمہ، پہاڑ اور راستے کی طرف نظر ڈالی، چشمے کے قریب آگیا اور علی بن الحسین کے لشکر پر غور کرنے لگا، علی کے ساتھی اُسے گالیاں دینے لگے کہ "او کیڑے، ہم تجھے پتیلیوں اور پیالوں کے شگاف تک ضرور ضرور پہنچا دیں گے" وہ خاموش رہا۔ کچھ جواب نہ دیا،

مقام مقصود کو جب اچھی طرح غور کر کے دیکھ لیا تو یعقوب اپنے ساتھیوں کے پاس واپسی کے ارادے سے لوٹ گیا، دوسرے دن ظہر کا وقت ہوا تو اپنے ساتھیوں اور آدمیوں کو آگے بڑھا کے چشمے کے اُس کنارے پہنچ گیا جو صحرائے کرمان کے متصل ہے، ساتھیوں کو اُترنے کا حکم دیا، وہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اُتر گئے اور اپنا اسلحہ بھی اُتار لیا، یعقوب نے ایک صندوق کھولا جو اُس کے ہمراہ تھا، (ابن حماد نے کہا کہ) گویا میں اُن لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، ایک کتا نکالا جو بھیڑیے کے مشابہ تھا اس کے بعد برہنہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے، اپنے اپنے نیزے اپنے ہاتھوں میں لے لیے، اس کے قبل علی بن الحسین نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے اُس راستے پر کھڑا کر دیا تھا جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے، وہ لوگ یہ دیکھ رہے تھے کہ

یعقوب کے لیے کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ اُس کے لیے کوئی ایسا راستہ ہے جس میں اُس کے سوا کسی اور کا گزر نا ممکن ہو، وہ کُتا لائے اور اُسے چشمے میں پھینک دیا، ہم اور علی کے ساتھی اُنھیں دیکھ رہے تھے اور اُن پر اور اُس کُتے پر ہنس رہے تھے،

جب اُن لوگوں نے کُتے کو چشمے میں ڈال دیا تو وہ پانی میں تیر کر علی بن الحسین کے لشکر کی طرف جانے لگا، یعقوب کے ساتھیوں نے بے تامل اپنے گھوڑے کُتے کے پیچھے ڈال دیے اور اپنے اپنے ہاتھوں میں نیزے لے کر کُتے کے پیچھے چلنے لگے، جب علی بن الحسین نے یہ دیکھا کہ یعقوب چشمے کا اکثر حصہ طے کر کے اُس کی اور اُس کے ساتھیوں کی طرف آگیا تو اُسے کوئی تدبیر بن نہ پڑی، حیرت میں پڑ گیا،

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یعقوب کے ساتھی چشمے سے علی بن الحسین کے ساتھیوں کی پشت پر نکلے، اُن کی اگلی جماعت کے نکلنے سے بھی جلد تر علی کے ساتھی اس طرح بھاگے کہ وہ شہر شیراز کی تلاش میں تھے، اس لیے کہ یعقوب کے ساتھیوں کے چشمے سے نکل آنے کی وجہ سے وہ لوگ یعقوب کے لشکر اور چشمے کے درمیان گھر گئے تھے اور کوئی ایسی جائے پناہ نہیں پاتے تھے جس میں بھاگ جائیں، اپنے ساتھیوں کی شکست کی وجہ سے علی بن الحسین کو بھی شکست ہوئی،

یعقوب کے ساتھی چشمے سے نکلے تو علی کو اُس کے گھوڑے نے مُنھ کے بل گرا دیا، وہ زمین پر گر پڑا، ایک سجستانی مل گیا، اپنی تلوار سے چاہا کہ اُسے مار دے، علی کا ایک خادم اُس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ یہ امیر ہے، سجستانی اپنے گھوڑے سے اُس کے پاس اُتر پڑا اور اُسی کا عمامہ اُس کی گردن میں باندھ کے یعقوب کے پاس گھسیٹ لایا، جب وہ اُس کے پاس لایا گیا تو اُس نے اُسے بیڑیاں پہنانے کا حکم دیا، اور جو کچھ اُس کے لشکر میں اسباب و سامان اور ہتھیار وغیرہ تھے سب کچھ اُس کے پاس جمع کر دیا گیا، شام تک اُسی مقام پر ٹھیرا رہا، اچھی طرح تاریکی پھیل گئی تو وہاں سے روانہ ہو کر رات ہی کو شہر شیراز میں اس طرح داخل ہوا کہ اُس کے ساتھی نقارے بجا رہے تھے مگر شہر میں کسی نے حرکت بھی نہ کی، صبح ہوئی تو اُس کے ہمراہیوں نے علی بن الحسین اور اُس کے ہمراہیوں کے مکانات لوٹ لیے،

وہ اُس مال کی طرف متوجہ ہوا جو بیت المال میں خراج اور آمدنی جائداد کا جمع تھا، اُسے بھی لاد لیا، خراج مقرر کیا اور اُسے بھی وصول کر لیا، اس کے بعد وہاں سے سجستان کے ارادے سے روانہ ہوا اور اپنے ہمراہ علی بن الحسین بن قریش کو اور جو سردار اُس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے لے گیا،

اسی سال یعقوب بن اللیث نے المعتز کو گھوڑے اور باز اور مشک نذر میں بھیجے،

اسی سال سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کو بغداد اور اُس کے مضافات کی پولیس کا والی بنایا گیا، یہ واقعہ ۶ ربیع الآخر کا ہے، جیسا کہ بیان کیا گیا اُس کی خراسان سے سامرا میں آمد ۸ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کو ہوئی اور وہ اپنا خیمہ چلا گیا، اس کے بعد المعتز کے پاس یوم شنبہ کو گیا تو اُس نے خلعت دیا اور وہ واپس گیا،

اسی سال مساور الشاری اور یار جوخ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں الشاری نے اُسے شکست دی اور وہ شکست کھا کر سامرا چلا گیا،

اسی سال ربیع الآخر میں المعلی بن ایوب کی وفات ہوئی،

اسی سال صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد اور ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کو گرفتار کیا اُنھیں مقید کر کے مال کا مطالبہ کیا،

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ان سب کاتبوں نے اسی سال ۲ جمادی الآخرہ یوم چار شنبہ کو مجتمع ہو کر شراب پی تھی، جب اُس کے دوسرے دن پنجشنبہ ہوا تو ابن اسرائیل ایک بڑی جماعت کے ہمراہ سوار ہو کر حاکم کی دولت سرا تک گیا جہاں وہ دربار کیا کرتا تھا، ابن مخلد قبیحہ (والدۂ المعتز) کے مکان گیا جس کا کہ وہ کاتب تھا، ابو نوح دار الخلافت میں حاضر ہوا المعتز سو رہا تھا، قریب نصف النہار کے بیدار ہوا تو سب کو باریابی کی اجازت دی،

صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل پر حملہ کیا اور المعتز سے کہا کہ "اے امیر المومنین نہ ترکوں کے لیے تنخواہ ہے اور نہ بیت المال میں مال، ابن اسرائیل اور اُس کے ساتھی دُنیا کے تمام مال لے گئے،

احمد نے اُسے جواب دیا کہ "اے نافرمان اے نافرمان کے بیٹے"

اس کے بعد وہ دونوں سوال وجواب کرتے رہے یہاں تک کہ صالح بیہوش ہو کر گر پڑا، اُس کے مُنہ پر پانی چھڑکا گیا، یہ خبر اُس کے ساتھیوں کو پہنچی جو دروازے پر کھڑے تھے۔ انھوں نے ایک نعرہ لگایا۔ تلواریں نیام سے نکال لیں اور شمشیر برہنہ المعتز کے حضور میں پہنچ گئے، جب المعتز نے یہ حال دیکھا تو اندر چلا گیا اور انھیں چھوڑ گیا،

صالح بن وصیف نے ابن اسرائیل اور ابن مخلد اور عیسیٰ ابن ابراہیم کو گرفتار کر لیا، انھیں بیڑیاں پہنادیں، لوہے سے جکڑ دیا اور اپنے گھر لے گیا، اُن لوگوں کو لے جانے سے قبل المعتز نے صالح سے کہا کہ احمد کو مجھے دے دے کیونکہ وہ میرا کاتب ہے، اُس نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے، مگر صالح نے ایسا نہ کیا، اُس نے ابن اسرائیل کے ایسا مارا کہ اُس کے دانت ٹوٹ گئے، ابن مخلد کو منہ کے بل گرا دیا، اُسے سو تازیانے مارے، عیسیٰ بن ابراہیم پچھنے لگائے ہوئے تھا، اسے اتنی چپیتیں ماری گئیں کہ اُس کے پچھنوں کے مقامات سے خون بہنے لگا، انھیں اُس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک کہ اُن سے مال کی بہت بڑی مقدار کے رقعے نہ (لکھوا) لیے گئے جس کی اُن پر قسط کر دی گئی۔

ترکوں کی ایک جماعت اسکافی روانہ ہوئی کہ جعفر بن محمود کو لائیں، المعتز نے کہا کہ جعفر سے تو نہ میری کوئی غرض وابستہ ہے اور نہ وہ میرا کوئی کام کرتا ہے، وہ لوگ چلے گئے، المعتز نے ابو صالح عبد اللہ بن محمد ابن یزداد المروزی کو بلا بھیجا، وہ لایا گیا کہ وہ اُسے وزیر بنائے، اسحاق بن منصور کو بلا بھیجا اُسے بھی روانہ کر دیا گیا، قبیحہ (والدۂ المعتز) نے ابن اسرائیل کے بارے میں صالح بن وصیف سے کہلا بھیجا کہ یا تو اُسے تو المعتز کے پاس بھیج دے ورنہ اُس کے بارے میں تیرے پاس سوار ہو کر آتی ہوں،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ترکوں نے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا تھا انھوں نے اسی کو اپنے معاملے کا سبب بنا لیا، پیامبر اُن کاتبوں اور اُن لوگوں کے درمیان آمد ورفت کرتے رہے یہاں تک کہ ابو نوح نے صالح بن وصیف سے کہا کہ تیری یہ تدبیر خلیفہ کے مخالف ہے (یعنی تو خلیفہ کی مخالفت کے لیے

بہانہ تلاش کر رہا ہے) بوجہ غیظ وغضب کے صالح پر اُسی وقت غشی طاری ہوگئی لوگوں نے اُس کے منھ پر پانی چھڑکا، جب اُسے افاقہ ہوگیا تو المعتز کے روبرو بڑی طویل گفتگو ہوتی رہی، لوگ نماز کو چلے گئے، صالح تنہا المعتز کے پاس رہ گیا، وہ جماعت بلائی گئی، تھوڑی دیر ٹھیرنے پائے تھے کہ صحن کے ایک خیمے میں نکال دیے گئے، ابو نوح اور ابن مخلد کو بُلا کر اُن کی تلواریں اور ٹوپیاں لے لی گئیں، کپڑے پھاڑ ڈالے گئے، ابن اسرائیل بھی اُن دونوں میں مل گیا، وہ بھی اُن دونوں میں شامل کر دیا گیا، اس کی وجہ سے تین کی جماعت ہوگئی، اس کے بعد انھیں ڈیوڑھی میں نکالا گیا اور گھوڑوں اور خچروں پر سوار کر دیا گیا، ہر ایک کے پیچھے ایک ایک ترک بیٹھ گیا، انھیں الخیر کے راستے سے صالح کے مکان پہنچا دیا گیا، صالح ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا، ترک منتشر ہو کر واپس چلے گئے، جب اس واقعے کو چند روز ہو چکے تو ان میں سے ہر ایک کے پاؤں میں تیس تیس رطل (یعنی پندرہ پندرہ سیر) اور گردن میں بیس بیس رطل لوہا ڈال دیا گیا، اُن سے مال کا مطالبہ کیا گیا مگر اُن لوگوں نے کچھ بھی قبول نہ کیا، معاملہ ختم نہ ہوا تھا کہ رجب آگیا، اُن کی اور اُن کے اعزہ کی جائداد مکانات اور اموال کے قبضے پر متوجہ ہوئے، اور یہ "کاتبین خائن" کہلانے لگے،

جعفر بن محمود ۱۰ جمادی الآخرہ یوم پنجشنبہ کو آیا تو اُسے امر و نہی کا والی بنایا گیا (یعنی حاکم فوجداری)،

۲ رجب کو کوفہ میں عیسیٰ بن جعفر الحسنی اور علی بن زید الحسنی ظاہر ہوئے، وہاں ان دونوں نے عبداللہ ابن محمد بن داؤد بن عیسیٰ کو قتل کر دیا،

انقلاب خلافت اسی سال ۲۷ رجب کو المعتز کو معزول کیا گیا، ۲ شعبان کو اُس کی موت ظاہر کی گئی،

بیان کیا گیا ہے کہ اس کی معزولی کا سبب یہ ہوا کہ وہ کاتب جن کا حال ہم نے بیان کیا جب ترکوں نے اُن کے ساتھ وہ جو کیا وہ کیا، با ایں ہمہ انھوں نے اُن سے کسی چیز کا بھی اقرار نہ کیا تو وہ لوگ اپنی تنخواہیں مانگنے المعتز کے پاس گئے کہ ہماری تنخواہیں ہمیں دے کہ ہم صالح بن وصیف کو تیر سے سیلے قتل کر دیں، المعتز نے اپنی والدہ سے کہلا بھیجا کہ وہ اُسے مال دے کہ اُن کے حوالے کرے،

والدہ نے کہلا بھیجا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

ترکوں نے اور سامرا کے لشکر نے جب یہ دیکھا کہ کاتب اُن لوگوں کو کچھ دینے سے باز رہے اور انھوں نے بیت المال میں بھی کچھ نہ پایا اور المعتز اور اُس کی والدہ بھی اُنھیں کچھ عطا کرنے سے باز رہے تو ترکوں فرغانیوں اور مغربیوں کی ایک بات ایک ہو گئی، سب کے سب المعتز کے معزول کرنے پر متفق ہو گئے، ۲۰ رجب کو اُس کے پاس گئے،

خلافت کے ایک ملازم نے کہ اُن لوگوں کے المعتز کے پاس جانے کے دن المعتز کے ایوان میں نحریر خادم کے پاس تھا، بیان کیا کہ اُسے صرف الکرخ اور الدور کے باشندوں کی آواز نے ڈرا دیا، ناگاہ صالح بن وصیف اور بایکباک اور محمد بن بغا عرف ابونصر مسلح ہو کر آ گئے، وہ اُس مقام پر بیٹھ گئے جہاں المعتز بیٹھا کرتا تھا، انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آجائے، جواب ملا کہ "میں نے شام کو دوا ے مسہل استعمال کی ہے جس سے بارہ اجابتیں ہوئی ہیں، ضعف کی وجہ سے بات کرنے کی بھی طاقت نہیں، اگر نہایت ضروری کام ہو تو تم میں سے کوئی میرے پاس آکر مجھے اس سے آگاہ کر دے"

وہ یہ سمجھتا تھا کہ اُس کی حکومت اپنے حال پر قائم ہے، کرخ اور دور کے باشندوں کی وہ جماعت اُس کے پاس داخل ہوئی جو سرداروں کے نائب تھے، وہ لوگ اُس کا پاؤں پکڑ کر (گھسیٹتے ہوئے) حجرے کے دروازے تک لائے، مجھے خیال آتا ہے کہ وہ لوگ اُسے گرزوں سے مار بھی رہے تھے، وہ اس طرح نکلا کہ اُس کا قمیص کئی جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اُس کے شانے پر خون کے نشان تھے، انھوں نے اُسے نہایت شدید گرمی کے وقت دار الخلافت میں دھوپ میں کھڑا کر دیا، میں اُسے اسی حالت میں دیکھتا رہا کہ وہ اُس مقام کی حرارت سے جہاں کھڑا کیا گیا تھا اپنا قدم تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اُٹھا رہا تھا، میں نے اُن میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اُسے تھپڑ مار رہا تھا اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا تھا، وہ لوگ یہ کہنے لگے کہ خلافت سے دست بردار ہو، انھوں نے اُسے اُس حجرے میں داخل کیا جو دروازے پر تھا کہ پہلے اس حجرے میں موسیٰ بن بغا رہا کرتا تھا، ابن ابی شوارب کو بلا بھیجا، ایک جماعت کے ساتھ انھوں نے اُسے حاضر کیا، اُس سے صالح اور اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ المعتز کا معزولی نامہ لکھ اُس نے کہا کہ

میں اچھا نہیں لکھ سکتا، اُس کے ہمراہ ایک اصبہانی تھا اس نے کہا میں لکھ دوں گا۔ اُس نے لکھا، سب نے اُس پر اپنی شہادت دی، اور چلے گئے،

ابن ابی الشوارب نے صالح سے کہا کہ سب لوگ گواہ ہیں کہ اُس کے اور اُس کی بہن کے اور اُس کے بیٹے کے اور اُس کی ماں کے لیے امان ہے، صالح نے اپنے ہاتھ (کے اشارے) سے کہا "ہاں" اُنھوں نے اُس مجلس پر اور اُس کی ماں پر ایسی عورتیں مقرر کردیں جو اُس کی ماں کی نگرانی کریں،

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ (والدۂ المعتز) نے اُس مکان میں جہاں رہتی تھی ایک راستہ بنالیا تھا، اُس نے اور قرب (خادمہ) نے اور المعتز کی بہن نے حیلہ بنایا تھا، ترک اُسی راستے سے نکلے، اُن لوگوں نے اُس کے تمام راستوں کو بند کر دیا تھا، جس دن سے اُنھوں نے المعتز کے ساتھ وہ کیا جو کیا لوگوں کو گزرنے سے روک دیا تھا، یہ دوشنبہ سے ۲۹ رجب چارشنبہ تک تھا

مذکور ہے کہ جب وہ معزول کیا گیا تو اُس شخص کے حوالے کیا گیا جو اُس پر عذاب کرے، تین دن تک کھانا پانی بند کیا گیا، جب اُس نے ایک گھونٹ کنویں کا پانی مانگا تو اُس سے بھی اُنھوں نے روکا، پھر اُنھوں نے ایک تہ خانے کو گارے چونے سے پختہ کر کے اُس میں اُسے داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، صبح کے وقت وہ مر گیا، اُس کی وفات اسی سال ۲ شعبان کو ہوئی، جب وہ مر گیا تو بنی ہاشم کو اور سرداروں کو اُس کی موت پر گواہ بنایا گیا کہ وہ بالکل درست حالت میں ہے، اُس کے جسم میں (قتل وغیرہ کا) کوئی نشان نہیں ہے (یعنی اپنی موت طبعی سے مرا ہے کسی نے اُسے قتل نہیں کیا ہے) قصر الصوامع میں المنتصر کے ساتھ دفن کر دیا گیا،

جس دن سے اُس کی بیعت کی گئی اُس کی خلافت کا زمانہ چار سال چھ ماہ اور تئیس دن ہوا، اُس کی عمر کل چوبیس سال کی ہوئی، وہ گورے رنگ کا تھا، بال سیاہ اور گھنے تھے، آنکھیں اور چہرہ خوبصورت تھا، پیشانی تنگ تھی، دونوں رخسارے سرخ تھے، جسم خوبصورت اور طویل تھا، اُس کی ولادت سامرا میں ہوئی تھی،

المہتدی باللہ کی خلافت

اسی سال ۲۹ رجب یوم چار شنبہ کو محمد بن الواثق کی بیعت کی گئی، اس کا نام المہتدی باللہ رکھا گیا، کنیت ابو عبداللہ تھی، اُس کی والدہ ایک رومی عورت تھی جس کا نام قرب تھا،

ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو ان لوگوں کے معاملات میں موجود تھا کہ محمد بن الواثق نے اُس وقت تک کسی کی بیعت قبول نہ کی تا وقتیکہ المعتز لایا گیا اور اُس نے اپنے آپ کو معزول کر دیا، اُس نے جو کچھ اُس کے سپرد تھا اُس کے انتظام سے اپنی عاجزی ظاہر کی اور اُسے محمد بن الواثق کے سپرد کرنے میں اپنی رغبت ظاہر کی، المعتز نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور محمد بن الواثق سے بیعت کر لی، لوگوں نے اُس کا نام المہتدی رکھ دیا، المہتدی ہٹ گیا اور خاص خاص موالی سے بیعت لی، اپنی معزولی کے بارے میں المعتز کا رقعہ یہ تھا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم " یہ وہ وثیقہ ہے جس پر وہ لوگ گواہ ہیں جن کے نام اسی کے آخر میں ثبت ہیں، وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ ابو عبداللہ بن امیر المومنین المتوکل علی اللہ نے بحالت صحت نفس و سلامت عقل اپنے اختیار سے بخوشی و بلا جبر و اکراہ اُن کے روبرو اقرار کیا اور اُنھیں اپنے اوپر گواہ بنایا کہ اُس نے خلافت کے کام اور امور مسلمین کے انتظام پر جو اُس کے سپرد کیا گیا ہے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اُس کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ وہ اُس کے لیے مناسب ہے وہ اُن امور کے قیام سے عاجز ہے جو اُس پر واجب ہیں، اور اُس کے مقابلے میں وہ کمزور ہے، اس لیے اُس نے اپنے آپ کو خارج کر دیا اور اُس سے علیحدہ ہو گیا اُسے اپنی گردن سے جدا کر دیا اور اپنے آپ کو اُس سے جدا کر دیا، اپنے تمام دوستوں اور لوگوں کو جن کی گردنوں میں اُس کی بیعت اور عہد و پیمان اور طلاق اور غلاموں کی آزادی اور صدقہ اور حج کی قسمیں تھیں اُن سے اور تمام قسموں سے بری کر دیا،

اُن سب کو اُن تمام امور سے آزاد کردیا اور انھیں اپنی جانب سے دُنیا و آخرت میں گنجائش دے دی، کیونکہ اُسے یہ اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ اُس کی اور تمام مسلمین کی صلاح اُس کے خلافت سے نکل آنے اور اُس سے علیحدہ ہوجانے میں ہے، اُن تمام امور پر جو اس تحریر میں ذکر کیے گئے اور بیان کیے گئے حرفاً حرفاً پڑھوا کر سُن لینے کے بعد ان گواہوں کو جو اس تحریر میں نامزد ہیں اور تمام حاضرین کو اپنے اوپر گواہ بنادیا، اس میں جو مضمون تھا اُسے سمجھ بوجھ کر بخوشی بلا جبر و اکراہ اقرار کیا، یہ تحریر ۲۷ رجب یوم دوشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئی"

المعتز نے اُس پر دستخط کیا، (اس طرح کہ" ابو عبداللہ نے اُن تمام امور کا جو اس تحریر میں ہیں اقرار کیا اور اپنے قلم سے لکھ دیا" گواہوں نے اپنی شہادتیں اس طرح لکھیں کہ گواہ شد الحسن بن محمد و محمد بن یحییٰ و احمد بن جناب و یحییٰ بن زکریا بن ابو یعقوب الاصبہانی و عبداللہ بن محمد العامری و احمد بن الفضل بن یحییٰ، و حماد بن اسحاق و عبداللہ بن محمد و ابراہیم بن محمد، یہ شہادتیں ۲۷ رجب یوم دوشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوئیں،

اسی سال رجب کے آخر دن بغداد میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر پر عام لوگوں کا حملہ اور بلوہ ہوا،

شورش بغداد

اس کا سبب یہ ہوا کہ ختم رجب یوم پنجشنبہ کو محمد بن الواثق کا فرمان لوگوں سے اپنی بیعت کے لیے سلیمان کے پاس بغداد میں آیا، وہیں ابو احمد بن المتوکل بھی تھا، اُس کے بھائی المعتز نے جب وہ اپنے اخیافی (ماں شریک) بھائی المؤید سے ناراض ہوا تھا اُسے بصرہ بھیج دیا تھا، جب تشدد والی جماعت نے بصرے میں جنگ کی تو اُسے بغداد منتقل کردیا تھا، وہاں مقیم تھا، سلیمان ابن عبداللہ ابن طاہر نے جس کے سپرد اس زمانے میں بغداد کی پولیس تھی اُس کو بلا بھیجا، وہ اُس کے مکان پر حاضر کیا گیا، بغداد کے عوام اور اہل لشکر نے المعتز اور ابن الواثق کا حال سنا تو سلیمان کے دروازے پر جمع ہوگئے، اور شور کرنے لگے، آخر اسی بنا پر واپس چلے گئے کہ اُن سے یہ کہا گیا کہ ہمارے پاس ایسی خبر نہیں آئی جس سے ہمیں یہ معلوم ہو کہ اُس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا، اسی شور و غل اور اسی قول پر جو اُن سے پنجشنبہ کو کہا گیا تھا جمعہ کا دن ہوا۔ لوگوں نے دونوں مسجدوں میں نماز ادا کی اور دونوں میں المعتز کے لیے دعا کی گئی،

شنبہ کا دن ہوا تو لوگ پھر سلیمان کے مکان پر جمع ہوئے، ابو احمد کا نام پکارنے لگے اور اُس کی بیعت کی دعوت دینے لگے، سلیمان سے اُس کے مکان میں مل کے درخواست کی کہ انہیں ابو احمد ابن المتوکل کو دکھائے، ابو احمد کے حضور میں سب لائے گئے، اور اُن سے وعدہ ہوا کہ تحمّل کے ساتھ رہیں تو جو خواہش کی ہے اُس کی تکمیل کی سبیل نکلے گی، ابو احمد کی حفاظت کی تاکید کرنے کے بعد لوگ واپس چلے گئے،

یارجوخ آیا، البردان میں اُترا، مدینۃ السلام بغداد کے لشکر کے لیے تیس ہزار دینار لایا تھا، بعد کو الشماسیہ چلا گیا، پھر اس نے صبح کو بغداد میں داخل ہونا چاہا تو لوگوں کو خبر پہنچ گئی، وہ شور کرتے لگے اور اُسی طرف چل کھڑے ہوئے، یارجوخ کو یہ خبر پہنچی تو البردان واپس جا کے مقیم ہو گیا اور سلطنت کو سارا واقعہ لکھ دیا، مراسلت ہوتی رہی، آخر اُس نے اہل بغداد کو کچھ مال روانہ کیا جس سے وہ راضی ہو گئے،

۷، رشعبان یوم پنجشنبہ کو المہتدی سے خاص لوگوں کی بیعت ہوئی،

یوم جمعہ ۸، رشعبان کو ایک فتنے کے بعد جس میں ایک جماعت قتل اور دجلے میں غرق ہوئی اور دوسری جماعت مجروح ہوئی اُس کے لیے دعا کی گئی، ایک طبری مسلح جماعت سلیمان کے مکان کی حفاظت کر رہی تھی، اُس سے اہل بغداد نے دجلے کے راستے اور پُل پر جنگ کی، اس کے بعد حالت مستقیم ہو گئی اور اُن لوگوں کو بھی سکون ہو گیا،

اسی سال رمضان میں قبیحہ (والدۂ المعتز) کا ترکوں سے سامنا ہوا، اُس نے اُنھیں وہ تمام مال اور خزانہ اور جواہر بتائے جو اُس کے پاس تھے،

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ نے صالح کے ناگاہ قتل کا انتظام کیا تھا، کاتبانِ سلطنت کی ایک جماعت کو جنھیں صالح نے مصیبت میں مبتلا کیا تھا موافق بنا لیا، جب صالح نے اُنھیں مصیبت میں ڈالا اور قبیحہ کو یہ معلوم ہوا کہ جو مصیبت اُن پر آئی اُس کی وجہ سے وہ لوگ صالح سے اس خبر کے متعلق کوئی بات نہ چھپا سکے، اُسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا، اُس نے اپنی برأت کی کارروائی کی، محل کے اندر جو مال جواہر اور قیمتی اسباب خزانوں میں تھا سب اُس نے نکال لیا، اسی قسم کا مال جو

پہلے سے امانت رکھا ہوا تھا اُسی کے ساتھ یہ سب بھی امانت رکھ دیا، اس کے بعد وہ جلدبازی سے بے خوف نہ رہی یہاں تک کہ اُس پر اور اُس کے بیٹے پر مصیبت نازل ہوئی، اُس نے بھاگنے کے لیے ایک بہانہ بنالیا،

محل کے اندر خاص اپنے حجرے سے ایک ایسا راستہ کھدوایا جو ایسے مقام پر نکلتا تھا جہاں تلاش نہ ہو سکے، جب اُسے اس حادثے کا علم ہوا تو اُس نے بغیر کسی تاخیر و خوف ملامت کے بھاگنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اُسی راستے میں پہنچ گئی اور محل سے باہر ہو گئی،

وہ لوگ جنھوں نے اُس کے بیٹے کے معاملے میں فتنہ برپا کیا تھا اپنے مقاصد کی مضبوطی سے فارغ ہوئے تو وہ اُس کی تلاش میں روانہ ہوئے، اُنھیں اُس پر قابو پالینے میں مطلق شک نہ تھا، بایں ہمہ محل کو خالی پایا اور اُس کا حال اس طرح پوشیدہ رہا کہ اُنھیں کچھ معلوم نہ ہو سکا اور نہ کوئی ایسا نشان ملا جو حد شناخت تک پہنچاتا، پھرتے پھراتے اُس راستے پر کھڑے ہو گئے، یہ راستہ اُس وقت ملا جب وہاں تک لائے گئے، آخر اُس راستے میں چلے اور ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں سے کسی نشان یا خبر کی اطلاع نہ ہو سکتی تھی، تب اُنھیں نہ ملنے کا یقین ہو گیا، اس کے بعد خیال دوڑانے لگے مگر اُنھیں اُس کے لیے اگر وہ پناہ لیتی، حبیب سے زیادہ مضبوط و محفوظ جائے پناہ نہ ملی (حبیب) المتوکل کی باندیوں میں سے وہ آزاد عورت تھی جس سے موسیٰ بن بغا نے نکاح کیا تھا وہ اُس علاقے میں آئے، اُس کے اسباب میں سے کسی شے سے تعرض کرنے کو اُنھوں نے ناپسند کیا اور اُسی قبیحہ پر آنکھ اور نظر لگائے رہے، ان لوگوں کو دھمکیاں دیں جو قبیحہ سے آگاہ ہوں اور خاموش رہیں

یہ حال اُن لوگوں سے برابر پوشیدہ رہا یہاں تک کہ وہ رمضان میں ظاہر ہوئی اور صالح بن وصیف کے پاس گئی، اُس کے اور صالح کے درمیان العطار واسطہ بن گئی، وہ اُس پر اعتماد کرتی تھی، جو مال اُس کا بغداد میں تھا اُس نے اُسے روانہ کرنے کو لکھ دیا، مال نکالا گیا اور سامرا روانہ کر دیا گیا، مذکور ہے کہ اسی سال ۱۱ رمضان یوم سہ شنبہ کو پانچ لاکھ دینار سامرا پہنچے،

اس کی وجہ سے وہ لوگ بغداد کے خزانوں سے آگاہ ہو گئے، اُن کے لانے کے لیے روانہ کر دیا گیا۔ نکالے گئے اور اُن میں سے (کچھ) روانہ کیے گئے، خزانۂ سلطنت میں بہت سا مال بھیج دیا گیا، جو اہل لشکر و شاکریہ بغداد میں تنخواہ کے طلبگار تھے مال کثیر اُن کے حوالے کر دیا گیا، چند ماہ تک پے در پے یہ خزانے بغداد اور سامرا میں دست بدست پھرتے رہے یہاں تک کہ ختم ہو گئے،

قبیحہ، حجاج کے اسی سال مکہ روانہ ہونے تک مقیم رہی، پھر وہ رجاء الربلی اور وحشی غلام آزاد کردہ المہتدی کے ہمراہ روانہ کر دی گئی، ایک شخص سے مذکور ہے جس نے اُس کے راستے میں اُسے سنا کہ وہ بلند آواز سے اللہ تعالیٰ سے صالح بن وصیف کے لیے بد دعا کرتی تھی۔ کہ "اے اللہ تو صالح بن وصیف کو رسوا کر جیسا کہ اُس نے میرا پردہ فاش کیا، میرے فرزند کو قتل کیا، میرے گروہ کو متفرق کیا، میرا مال لے لیا، مجھے میرے شہر سے جلائے وطن کر دیا، اور میرے ساتھ نہایت بدی کی" اور لوگ حج کر کے واپس ہو گئے۔ وہ مکہ میں روک لی گئی،

مذکور ہے کہ جب ترکوں نے شورش کی اور المعتز کو قتل کیا تو اس کے قبل انھوں نے اس بنا پر کسی کے ذریعے سے اُس سے پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کرا بھیجا کہ وہ لوگ صالح کو قتل کر دیں گے اور اُن کی حالت درست ہو جائے گی، المعتز نے اپنی ماں کے پاس کسی کو بھیجا کہ مجھے ان شورش انگیزوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہے، والدہ نے صاف جواب دے دیا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، البتہ کچھ ہنڈیاں آئی ہیں، لوگ اتنا انتظار کریں کہ اُن کی رقم وصول ہو جائے تو اُن کو دے دی جائے،

المعتز قتل کر دیا گیا تو صالح نے ایک جوہری کو بلا بھیجا، جوہری کا بیان ہے کہ میں اس حالت میں صالح کے پاس پہنچا کہ اُس کے پاس احمد بن خاقان بھی تھا، اُس نے احمد سے کہا کہ "تیرا بُرا ہو دیکھتا نہیں جس حالت میں ہیں"۔ ان لوگوں نے صالح کو ڈرا دیا تھا، اُس سے مال کا مطالبہ کرتے تھے اور اس کے پاس کچھ نہ تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ "مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کسی ایسے مقام پر قبیحہ کا خزانہ ہے جہاں کا یہ شخص تجھے راستہ بتائے گا" اتفاقاً ایک آدمی اُس کے سامنے موجود تھا،

اُس سے کہا "تو جا اور احمد بن خاقان کو بھی اپنے ہمراہ لے جا، اگر تم لوگوں کو کچھ ملے تو اُسے اپنے ہی تک رکھنا، احمد بن خاقان کے سپرد کر دینا اور اُس کے ہمراہ میرے پاس آجانا"

جوہری نے بیان کیا کہ مَیں جامع مسجد کے سامنے کے چبوتروں تک گیا تھا کہ وہ شخص ہمیں ایک ایسے چھوٹے سے مکان کے پاس لایا جو آباد اور صاف ستھرا تھا، ہم اُس میں داخل ہوئے۔ اُس کی ہر جگہ کو ہم نے ڈھونڈھ ڈالا مگر کچھ نہ پایا، یہ امر احمد بن خاقان پر شاق گزرنے لگا، وہ اُس شخص کو ڈرانے اور دھمکانے اور سخت سست کہنے لگا، وہ شخص کلہاڑی لے کر اُس مقام کی تلاش میں جہاں مال پوشیدہ تھا دیواروں پر مارنے لگا، اسی طرح کرتے کرتے کلہاڑی دیوار میں ایک ایسے مقام پر پڑی جس کی آواز سے اُس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس میں کچھ ہے، اُسے منہدم کیا تو پیچھے ایک دروازہ نکلا، ہم لوگ اُسے کھول کر اندر داخل ہوئے، اُس نے ہمیں ایک راستے تک پہنچا دیا، ہم ایک ایسے مکان میں پہنچے جو اُس مکان کے نیچے تھا جس میں ہم داخل ہوئے تھے، اُس کی تعمیر و خوبصورتی اُسی اوپر والے مکان کی سی تھی، ہم نے مچانوں پر تھیلیوں میں مال پایا جو تقریباً دس لاکھ دینار تھے، احمد اور اُس کے ہمراہیوں نے اُس میں سے بقدر تین لاکھ دینار کے لے لیے، ہمیں تین تھیلیاں ملیں، ایک تھیلی میں بقدر ڈیڑھ ڈیڑھ صاع (تقریباً ڈھائی سیر) زمرد تھے، یہ ایسے زمرد تھے کہ میں نے ویسے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے، ایک تھیلی اُس سے چھوٹی تھی جس میں پون پون صاع کے بڑے بڑے دانے تھے جس کے مثل خدا کی قسم میں نے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے، ایک تھیلی اُس سے چھوٹی تھی جس میں بقدر نصف نصف صاع کے یاقوت سرخ تھے جس کا مثل میں نے نہیں دیکھا اور نہ یہ گمان کیا کہ اُس کا مثل دُنیا میں ہوگا، فروخت کے لیے میں نے سب کی قیمت انکوائی تو بیس لاکھ دینار ہوئی، ہم سب صالح کے پاس لے گئے، جب تک اُس نے دیکھا نہ تھا نہ مانتا تھا اور نہ یقین کرتا تھا، یہاں تک کہ اُس کے سامنے لایا گیا اور وہ اُس پر مطلع ہوا، اُس وقت اُس نے کہا کہ "خدا قبیحہ کو تباہ کرے" اور (تباہ) کر دیا کہ اُس نے اپنے بیٹے کو پچاس ہزار دینار کے لیے قتل کے لیے پیش کر دیا حالانکہ اُس کے

خزانوں میں سے صرف ایک خزانے میں اس قدر مال تھا"

محمد بن الواثق کی والدہ اُس کی بیعت کے قبل ہی انتقال کر چکی تھی، وہ المستعین کی زوجیت میں تھی، جب المستعین قتل کر دیا گیا تو المعتز نے اسے بھی اور بیگموں کے ساتھ قصر رصافہ میں کر دیا تھا، المہتدی والیٔ خلافت بنا تو اُس نے ایک دن اپنے آزاد کردہ غلاموں کی جماعت میں بیان کیا کہ "میری تو ماں بھی نہیں جسے خادمہ لونڈیوں اور اپنے متعلقین کے لیے ایک کرور سالانہ کی حاجت ہو، میں اپنی ذات اور فرزند کے لیے صرف بسر اوقات بھر چاہتا ہوں، اس سے زیادہ میں صرف اپنے بھائیوں کے لیے چاہتا ہوں جنھیں تنگی نے گھیر لیا ہے"

قتل ابن اسرائیل و ابی نوح اسی سال ۲۵۵ھ ۲۷ رمضان کو احمد بن اسرائیل اور ابونوح قتل کیے گئے،

وہ سبب جس نے ان دونوں کو قتل تک پہنچایا ہم اس کے قبل بیان کر چکے ہیں، طریقۂ قتل جس سے یہ دونوں قتل کیے گئے اس کے متعلق مذکور ہے کہ صالح بن وصیف نے جب ان دونوں کے مال اور حسن بن مخلد کی دولت پر پورا قبضہ کر لیا، انھیں ضرب و قید کا عذاب دیا، دہکتے کوئلوں کی انگیٹھیاں اُن کے قریب رکھ دیں، اور ہر ایک سامان راحت کو اُن سے روک دیا، حالانکہ وہ لوگ اپنی اُسی حالت میں اُس کے قبضہ میں تھے، اُس نے انھیں بڑے بڑے جرائم مثل خیانت، سلطنت کی تذلیل کے ارادے، فتنہ و فساد کے باقی رہنے کی خواہش اور عصائے مسلمین کے توڑنے کی کوشش کی طرف منسوب کیا، تو المہتدی نے اُن کے معاملات کے متعلق صالح سے کسی امر میں اختلاف نہ کیا اور نہ اُن کے ساتھ اُس کے اس برتاؤ کی موافقت کی جو اُس نے بُرا سمجھا،

ماہ رمضان میں الحسن بن سلیمان الدوشابی کو اُن لوگوں کے پاس بھیجا گیا کہ کچھ وصول کرنے کی ذمہ داری لے لے بشرطیکہ مال پر اُن لوگوں کا قبضہ ہو، حسن بن سلیمان نے کہا کہ "احمد بن اسرائیل کو میرے سامنے لایا گیا، میں نے اُس سے کہا کہ " او بدکار تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مہلت دے گا اور امیر المومنین تیرے قتل کو حلال نہ سمجھے گا حالانکہ باوجود خیانت عظیمہ و نیت فاسدہ و ارادۂ بد تو ہی فتنوں کا سبب ہے،

اور خونریزی میں شریک ہے کہ اس سے کمتر بن تو جس چیز کا مستحق ہونا وہ عذاب ہے جیسا کہ تجھ سے پہلے کے لوگ مستوجب ہوئے اور قتل ہے، فی الحال، اور عذاب و رسوائی ہے آخرت میں اگر تو اللہ تعالیٰ سے معافی اور مہلت مانگنے پر اور اپنے امام سے درگزر اور صبر طلب کرنے پر تیار نہ ہوا، تو اُس مال کے عوض جو تیرے پاس ہے اپنے دل میں اُس مصیبت کے نازل ہونے کو سوچ لے جس کا تو سچائی کے ساتھ مستحق ہے، توبہ و رجوع کرے گا اور تیری سچائی معلوم ہو جائے گی تو اپنی جان سے سلامت رہے گا۔"

اُس نے بیان کیا کہ "اُس کے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ اس وقت تک اُس کے پاس کوئی مال یا جائداد چھوڑی گئی ہے۔" میں نے کوڑے منگائے اور حکم دیا کہ اُسے دھوپ میں کھڑا کیا جائے، ڈرایا، دھمکایا، اگرچہ قریب تھا کہ میری تیزی اور طاقت رفتار کی کامیابی فوت ہو جائے کہ اُس نے اُنتیس ہزار دینار کا اشارہ کیا، میں نے اُس کے متعلق اس کا رقعہ لے لیا،

اس کے بعد میں نے ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کو بلایا اور اُس سے بھی تقریباً وہی کہا جو احمد سے کہا تھا، اس میں اتنا اور بڑھا دیا کہ "تو باوجود اس کے اپنے دین نصرانیت پر قائم رہ کر اسلام اور اہل اسلام سے بری ہو کر فروج مسلمات کو استعمال کرتا ہے، تیری نصرانیت پر اس سے زیادہ دلالت کرنے والی کوئی شے نہیں ہے کہ تیرے جو اہل و عیال تیرے مکان میں ہیں وہ حالت نصرانیت پر قائم ہیں، جس شخص کا یہ معاملہ ہو اللہ نے اُس کا خون حلال کر دیا ہے۔"

اُس نے کچھ قبول نہ کیا اور اپنی کمزوری و محتاجی ظاہر کی،

الحسن بن مخلد کو میں نے بلوایا، جب اُس سے گفتگو کی تو گویا ایسے شخص سے گفتگو کی جو نرم اور عاجز تھا، جو امر اُس سے ظاہر ہوا اُس پر اُسے رلایا، میں نے کہا کہ "پارہ پارہ کرنے کا آلہ جس شخص کے سامنے ہو جب وہ تلوار کی دھار پر چلے اور ایسی ہی فکر کرے جیسی تو نے کی اور ایسا ہی ارادہ کرے جیسا تو نے کیا تو وہ اچھا عاجز نہ ہوگا اور نہ وہ نرم منکسر ہوگا۔" میں اُس سے یہی کہتا رہا کہ اُس نے مجھے جواہر دینے کا رقعہ لکھ دیا جس کی قیمت تیس ہزار دینار سے زائد تھی، آخر سب لوگ

اپنی اپنی جگہ واپس کر دیے گئے اور میں بھی واپس آگیا، الحسن بن سلیمان الدوشابی کی یہ گفتگو آخری گفتگو تھی جو اُن لوگوں سے ہوئی، مجھے خبر ملی کہ زمانۂ المہتدی میں اس کے سوا اُن سے کوئی گفتگو نہیں کی گئی،

جب ۲۷ رمضان یوم پنجشنبہ ہوا تو احمد بن اسرائیل اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو نکال کر باب العامہ لایا گیا، صالح بن وصیف دارالخلافت میں بیٹھ گیا، اُن دونوں کے مارنے پر حماد بن محمد بن حماد بن دنقش کو مقرر کیا، اُس نے احمد بن اسرائیل کو کھڑا کیا۔ ابن دنقش کہہ رہا تھا کہ دکھ پہنچا، ہر جلاد اُسے دو دو تازیانے مارتا تھا اور علیحدہ ہو جاتا تھا یہاں تک کہ پانچ سو تازیانے پورے کر دیے، اس کے بعد ابونوح کو بھی کھڑا کیا، اُسے اس طرح پانچ سو تازیانے مارے گئے جس سے وہ ہلاک ہو جائے، بعد کو یہ دونوں پانی بھرنے والوں کے دو خچروں پر اس طرح لادو یے گئے کہ اُن کے سر اُن کے پیٹ میں گھسے ہوئے تھے اور پشت لوگوں کے سامنے تھی، احمد تو بابک خرمی کی سولی کے مقام تک پہنچ کے مر گیا، ابونوح کے پاس جب لوگ پہنچے تو مر چکا تھا، احمد دونوں دیواروں کے درمیان دفن کر دیا گیا، کہا جاتا ہے کہ ابونوح اُسی دن سرخسی کی قید میں مر گیا جو خاص پولیس پر طلمجور کا نائب تھا، الحسن بن مخلد قید میں رہا،

ایک حاضر الوقت شاہد کا بیان ہے کہ میں نے حماد بن محمد بن حماد بن دنقش کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ جلادوں سے کہہ رہا تھا کہ "اے حرامزادو اپنا خیال رکھو" کسی کا نام نہیں لیتا تھا اور کہتا تھا کہ "دکھ پہنچا۔ تازیانے بدل دو اور آدمیوں کو بھی بدل دو"۔ احمد بن اسرائیل اور عیسیٰ فریاد کر رہے تھے،

مذکور ہے کہ المہتدی کو جب اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ "آیا سوائے تازیانے یا قتل کے اور کوئی سزا نہیں ہے؟ کیا اُس کے قائم مقام اور کوئی شے نہیں ہے؟ کیا قید کافی نہیں ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ یہی کہتا تھا اور بار بار "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھتا تھا،

الحسن بن مخلد سے مذکور ہے کہ "صالح کے مزاج میں ہم لوگوں کے متعلق سختی نہ تھی جب تک کہ اُس کے پاس عبداللہ بن محمد بن یزداد نہ آیا، وہ آیا تو اُس کی سختی بڑھتی رہی،

وہ صالح سے کہا کرتا تھا کہ "مار اور سزا دے کیونکہ پھر ایسا کرنے کے بعد قتل ہی زیادہ مناسب ہے، اگر یہ لوگ رہا ہو گئے تو انجام میں اُن کے مظالم سے امن نہیں ہے خاصکر کینہ رکھنے والوں سے۔" وہ نارو باتیں اُسے یاد دلاتا تھا جو اُن لوگوں کے خلاف اُسے پہنچی تھیں۔ اسی کے متعلق خفیہ طور پر بھی کہتا تھا۔ داؤد بن العباس الطوسی ہم لوگوں کو صالح کے پاس حاضر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں، خدا تجھے عزت دے کہ تیرا غضب اُن کے سبب سے اس حد تک پہنچ جائے، داؤد پر ہم گمان کرتے تھے کہ وہ صالح کو ہم پر مہربان کر دے گا یہاں تک کہ صالح کہتا تھا کہ "خدا کی قسم میں انھیں جانتا ہوں، یہ لوگ رہا ہو گئے تو ان سے اسلام میں شر کبیر اور فساد عظیم پھیل جائے گا۔" یہ سن کے داؤد واپس ہو جاتا تھا، اسی داؤد نے ہمارے قتل کا صالح کو فتویٰ دیا اور اُسی نے اُسے ہمارے ہلاک کرنے کا مشورہ دیا، اُس کی رائے ترقی کرتی رہی، اُس نے ہم پر غصہ کر کے جواب نہ دیا اور نہ حمیت کی وجہ سے ہمارے ساتھ بُرائی کرنے کو کہا۔"

اُس شخص سے دریافت کیا گیا جو اُن کا حال بیان کر رہا تھا کہ الحسن بن مخلد کو اُس آگ سے کیونکر نجات ملی جو اُس کے دونوں ساتھیوں نے روشن کی تھی؟ اُس نے کہا "دو خصلتوں سے، ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اُس نے شروع ہی میں صالح کو سچی خبر دے دی تھی، اور جو کچھ کہا تھا اُسے دلائل سے ثابت کر دیا تھا کہ یہ حق ہے، صالح نے اس سے معافی کا وعدہ کر لیا تھا بشرطیکہ سچ بولے، دوسری یہ ہے کہ امیر المومنین نے صالح سے اُس کے معاملے میں گفتگو کی، صالح کو اُس کی بیوی کے ساتھ اپنا احترام بتایا اور اپنا حال درست کرنے کی وجہ سے اُس کی عیت کی طرف اشارہ کیا، اُس نے اُسے بڑی آفت سے چھڑا دیا، میں یہ خیال کرتا تھا کہ اگر وہ زیادہ دیر تک صالح کے قبضے میں رہتا تو وہ اُسے رہا کر دیتا اور اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔"

صالح بن وصیف نے ان کاتبوں کے معاملے میں صرف اُن کے اور اُن کی اولاد کے مال لینے ہی پر اکتفا نہ کیا، اُس نے اُن کے اعزہ و اقارب کو بھی مال چھین لینے کی دھمکی دی، اور اُن سے تعلق رکھنے والوں تک سبقت کی۔

اسی سال ۱۳ رمضان کو بغداد کا قید خانہ کھولا گیا، شاکریۂ بغداد نے محمد بن اوس البلخی پر

حملہ کیا،

خانہ جنگی

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ محمد بن اوس سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بغداد آیا، وہ اُس لشکر پر جو سلیمان کے ساتھ خراسان سے آیا تھا اور اُن درویشوں پر جنھیں سلیمان نے رَے میں جمع کیا تھا سپہ سالار تھا، عراق کے شاہی دفتر میں اُن لوگوں کے نام بھی درج نہ تھے، اور نہ سلیمان کو اُن کے بارے میں کوئی حکم دیا گیا تھا،

اُن لوگوں کے بارے میں قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص اُس کے ہمراہ خراسان سے عراق آتا تھا تو اُس کے لیے ذوالیمینین کے ورثے کی جاگیر کے مال سے انتظام کر دیا جاتا تھا جیسا کہ خراسان میں اسی قسم کے لوگوں کا انتظام کیا جاتا تھا۔ پورا واقعہ خراسان لکھ دیا جاتا تھا تاکہ اُن ورثہ کو وہاں بیت المال سے اُس کا عوض دے دیا جائے جو ان کے مال میں سے عراق میں دیا گیا، جب سلیمان بن عبداللہ عراق آیا تو اُس نے اُن ورثہ کے بیت المال کو خالی پایا، عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو جب صحت کے ساتھ اپنے عہدے پر اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کے پہنچ جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے باپ دادا کے ورثے سے جو کچھ اُن کے بیت المال میں جمع تھا سب لے لیا، لگان پیشگی لے لیا کہ پھر نہ برآمد ہو سکے، اہل قیالہ سے اُن سالوں کا لگان بھی پیشگی لے لیا جو گزرے نہ تھے۔ سب کچھ وصول کر کے جمع کیا اور روانہ ہو گیا، دجلے کے شرقی جانب محلہ جُویث میں مقیم ہو گیا، اس کے بعد بذریعہ کشتی غربی جانب چلا گیا،

سلیمان پر دُنیا تنگ ہو گئی، لشکر اور شاکریہ نے تنخواہوں کے مطالبے میں شورش برپا کر دی، سلیمان نے یہ واقعہ ابوعبداللہ المعتز کو لکھ بھیجا، اور تنخواہ کے لیے اُن کے مالوں کا اندازہ کیا، اندازۂ مال میں آنے والوں کی مقدار بھی داخل کر دی، اس معاملے میں محمد بن عیسیٰ بن عبدالرحمان کاتب خراسانی نے اپنے کاتب کو روانہ کیا بہت گفتگو کے بعد اس حد تک قبول کیا گیا کہ اس کے لیے اطراف کے عاملوں سے اس مال کا انتظام کر دیا گیا جس کا مطالبہ کیا گیا تھا، باشندگان بغداد اور اطراف کی

پولیس کی طمع کی وجہ سے یہ اتنا بھی نہ تھا کہ واجب الادا کو کافی ہو سکے، ہمراہ آنے والوں کے لیے کیا کافی ہوتا، اس لیے سلیمان کو کوئی مال وصول کرنا مناسب نہ معلوم ہوا، ابن اوس اور فقرا اور اُس کے ساتھی آ گئے تو اُن سے اور اُس لشکر سے جس کو وہ مال دینے کا اندازہ کیا گیا تھا روک دیا گیا، وہ لوگ اس حقیقت حال پر جس میں اُن کے لیے مضرت تھی واقف ہو گئے،

سلیمان کے ساتھ آنے والے فقرا جب بغداد میں آئے تو اہل بغداد کے ساتھ بری طرح سکونت اختیار کی اور کھلم کھلا برائی کرنے لگے، خواتین اور غلاموں اور بچوں پر بھی حملہ کرنے لگے اور اُن سے عداوت کرنے لگے یہ سب اُنھوں نے دربار میں اپنے تقرب کی وجہ سے کیا، اہل بغداد بھی اُن کے خلاف غیظ و غضب سے بھر گئے،

سلیمان بن عبداللہ کو الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب بن رزیق پر اُس کے اُس تقرب کی وجہ سے جو اُسے عبیداللہ بن عبداللہ سے حاصل تھا اور اُس کے ساتھ اس کی مدد و حمایت کی اور سلیمان اور اُس کے اعزہ سے برگشتہ ہو جانے کی وجہ سے غصہ تھا، جب وہ عبیداللہ کی جانب سے لشکر اور شاکریہ پر حاکم ہو جانے کے بعد بغداد واپس آیا تو اُس کا کاتب قید خانے میں اور اُس کا دربان باب الشام کے محبس میں قید کر دیا گیا، الحسین بن اسماعیل کے دروازے پر ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم کی جانب سے ایک لشکر مقرر کر دیا گیا، اس لیے کہ سلیمان نے ابراہیم کو بغداد کے اُن دونوں پلوں اور قطربل اور مسکن اور الانبار کے کناروں کے معاملات پر حاکم بنا دیا تھا جن پر الحسین بن اسماعیل عبیداللہ کی جانب سے حاکم تھا،

جب وہ حادثہ پیش آیا جو المہتدی کی بیعت اور بغداد میں لشکر اور شاکریہ کے ہنگامے کے متعلق تھا اور انھیں ایام میں جنگ واقع ہوئی تو محمد بن اوس نے ایک مروزی پر جو شیعہ تھا حملہ کر دیا، سلیمان کے مکان میں ضرب شدید کے ساتھ اُس کو تین سو تازیانے مارے اور باب الشام میں قید کر دیا، یہ شخص الحسین بن اسماعیل کے مخصوص لوگوں میں سے تھا، یہ حادثہ پیش آیا تو الحسین بن اسماعیل کو اُس کی

قوت وجرأت کی زیادت کی وجہ سے ضرورت پڑی، جو لوگ اُس کے دروازے پر مقرر تھے اُنھیں ہٹا لیا گیا تو وہ سامنے آگیا، اُس کے ساتھی بغیر کسی وجہ کے اُس کے پاس واپس آگئے، ساتھیوں نے سرداروں کو مال تقسیم کیا تھا، اُن سرداروں میں سے ایک بڑی جماعت سردار محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہوگئی،
بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہوگئے تھے جب اُس کے دروازے پر پہنچے تو اُس نے اپنے مال میں سے ان لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ پیادے کو دس درہم اور سوار کو ایک دینار، جب وہ لوگ الحسین کے پاس واپس آئے تو ابو عون کے اس واقعے کا ذکر کیا گیا مگر اس معاملے میں کوئی تعیین یا اور کوئی بات نہ نکلی اور حال یہی رہا، لشکر اور شاکریہ والے بیعت کے مال کی طلب میں شور کرتے رہے، اُن کے لیے اُس پہلی حرص کے مال میں سے کچھ نہ بچا، اُن میں تقسیم کرنے اور اُن کے لینے کا کام الحسین کے سپرد کر دیا گیا جیسا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے زمانے میں ہوا تھا، الحسین اُن لوگوں کو محمد بن اوس کے اور سلیمان کے ساتھ آنے والوں کے اُن لوگوں کا مال لے لینے اور بغیر اُن کے اس سے فائدہ اُٹھانے کے ارادے سے آگاہ کرتا رہا یہاں تک کہ اُن لوگوں کے دل بھر گئے،
۱۳ رمضان یوم جمعہ ہوا تو لشکر اور شاکریہ کی ایک جماعت جمع ہوگئی اور اُن کے ہمراہ عوام کی بھی ایک جماعت تھی، یہ لوگ رات ہی کو باب الشام کے قید خانے گئے، اُس کا دروازہ توڑ ڈالا اسی رات کو اس کے اکثر قیدیوں کو رہا کر دیا اور مجرمین میں سے سوائے کمزور مریض اور بوجھ والے کے کوئی نہ رہا جو لوگ اس رات میں نکلے اُن میں مساور بن عبد الحمید الشاری کے گھر والوں کی بھی ایک جماعت تھی، انھیں کے ساتھ وہ مروزی بھی نکلا جسے محمد بن اوس نے مارا تھا، ایک جماعت اُن لوگوں کی بھی تھی جو سلطنت کے رفیق تھے، یہاں تک کہ اُس کے قبضے میں قریب پانچ کروڑ کے ہو گئے،
جمعے کی صبح ہوئی، قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس میں پا پیادہ چلنے کی سکت تھی وہ چلا گیا اور جو قادر نہ تھا اُس نے اپنے سوار ہونے کے لیے کوئی سواری کرایے پر لے لی، نہ کوئی روکنے والا اس سے روکتا تھا اور نہ کوئی دفع کرنے والا دفع کرتا تھا، یہ واقعہ ان مضبوط امور میں سے ہو گیا جنھوں نے عام اور خاص کو اپنے اور سلیمان کے درمیان

سے ہیبت دور کرنے پر برانگیختہ کیا، باب الشام کے قید خانے کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر دیا گیا، یہ بالکل نہ معلوم ہوا کہ اس رات کو ابراہیم بن اسحاق یا اُس کے ساتھیوں میں سے کسی میں کوئی حرکت تھی، لوگ یہ کہتے تھے کہ جو جرم باب الشام کے قید خانے پر کیا گیا وہ اُس مروزی کے اُس کے اندر ہونے کی وجہ سے کیا گیا جسے ابن اوس نے مارا تھا کہ وہ رہا ہو جائے،

پانچ دن بھی نہ گزرے تھے کہ ابن اوس نے الحسین بن اسماعیل سے مال کے بارے میں جھگڑا کیا جس کا محمد بن اوس نے اپنے ساتھیوں کے لیے ارادہ کیا تھا اور الحسین نے اُسے روکا تھا، اس معاملے میں ان دونوں میں سخت کلامی ہوئی، محمد ناراض ہو کر چلا گیا، دوسرا دن ہوا تو محمد بن اوس صبح کے وقت سلیمان کے مکان گیا، الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال غلام آزاد کردہ طاہر بھی صبح کے وقت گئے، دوسرے لوگ بھی سلیمان کے دروازے پر آ گئے، ابن اوس کے موجودہ ساتھیوں کے درمیان بہت بلند آواز سے باتیں ہونے لگیں، ابن اوس کے ساتھی اور آنے والے لوگ جزیرے کی طرف بڑھے، ابن اوس اور اُس کا بیٹا بھی عبور کر کے اُن کے پاس چلا گیا، لوگ آپس میں ہتھیار چلانے لگے، الحسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور منظفر بن سیسل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے، لوگ عوام کو پکارنے لگے کہ جو لوٹنا چاہے وہ ہم سے مل جائے،

بیان کیا گیا ہے کہ عوام میں سے ایک لاکھ آدمی اُسی وقت دونوں پل کشتیوں کے ذریعے سے عبور کر گئے، لشکر اور شاکریہ بھی مسلح ہو کر پہنچ گیا، سب سے پہلے لوگ جزیرہ پہنچے، لحظے بھر میں سرخس کے باشندوں میں سے ایک شخص نے الکبیر فرزند محمد بن اوس پر حملہ کر دیا۔ اس کے نیزہ بھونک دیا اور گھوڑے سے گرا دیا، تلواروں سے گھیر لیا، اُس کے ساتھی بھی اُس کے پاس سے بھاگے اور اُن میں سے کسی نے کچھ نہ کیا، اُس زخمی کو چھین لیا گیا، ایک کشتی میں لاد کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے مکان لایا گیا اور وہاں اُسے ڈال دیا گیا،

ایک حاضر الوقت شاہد حال کا بیان ہے کہ سلیمان نے جب اُسے دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں، اُس کے لیے فرش بچھایا گیا اور اطبا کو بلایا گیا، ابن اوس

اپنے مکان چلا گیا، حالانکہ آل احمد بن صالح بن شیرزاد کے کسی مکان میں اترا کرتا تھا جو جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک کے محل کے متصل ہے،

اہل بغداد نے پتہ لگانے میں بڑی کوشش کی، سردار بھی اُن کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ لوگ انھیں پا گئے، الدور میں اُن کے درمیان جنگ ہوئی جس کی ابتدا دو بجے کے آخر میں ہوئی اور انتہا سات بجے کے شروع میں ہوئی، وہ لوگ برابر تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتے رہے، بازار قطوطا کے پڑوسیوں نے اور الدور کے ملاحوں میں سے کشتی والوں نے ابن اوس کی مدد کی، جنگ نے شدت اختیار کر لی،

اہل بغداد سلیمان کے گھر سے آتش زنوں کی تلاش میں روانہ ہوئے، انھوں نے بیان کیا کہ دربان نے اندر جا کے خبر دی تو اُس نے اُن لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا، خود ابن اوس نے نہایت سخت قتال کیا، اُسے بھی تیر اور نیزے کے زخم لگے، وہ مع اپنے ساتھیوں کے بھاگا، خواتین کو اپنے گھر سے نکال لے گیا تھا، اہل بغداد اُس کا تعاقب کرتے رہے یہاں تک کہ باب الشماسیہ سے نکال دیا، لوگ ابن اوس کے مکان پر پہنچ گئے، جو کچھ اُس میں تھا سب لوٹ لیا، بیان کیا گیا ہے کہ اُس کا بیس لاکھ درہم قیمت کا مال لوٹا گیا، جو کم اندازہ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ دس لاکھ پچاس ہزار درہم اور تقریباً اُس کے سو پاجامے جن کا استر سمور کا تھا جو سوائے اُن کے تھے جن کا استر اونٹ کے بالوں کا تھا کہ اسی کا ہمشکل تھا، طبرستان کے دبیز فرش اور مقصور، مدرج اور مقطوع جن کی قیمت دس لاکھ درہم تھی لوٹے گئے، لوگ واپس چلے گئے، لشکر والے بہت تھے، سلیمان کے گھر میں گھسنے لگے، اُن کے ہمراہ لوٹ کا مال تھا، شور کر رہے تھے، نہ اُنھیں کوئی روکنے والا تھا اور نہ جھڑکنے والا، ابن اوس اُس شب میں اپنے اُن ساتھیوں کے ہمراہ جو اُس سے مل گئے تھے شماسیہ میں رہا، اہل بغداد نے فقرا کے مکانوں پر بھی حملہ کر دیا تھا، اُن کو بھی لوٹ لیا، اور اُسے بھی ستایا جو اُن میں سے رہ گیا تھا،

آخر اُس جماعت میں بھاگڑ پڑ گئی، دوسرے دن بظاہر اُن میں سے کوئی بغداد میں

نہیں رہا، مذکور ہے کہ سلیمان نے اُس رات کو ابن اوس کو کپڑے بچھونا کھانا بھیجا، بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن اوس نے اُسے قبول کر لیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واپس کر دیا،

دوسرے دن کی صبح ہوئی، الحسین بن اسماعیل اور المظفر بن سیسل صبح کے وقت شاہ بن میکال کے مکان گئے، شاکریہ اور سردار بھی شاہ سے مل گئے تھے۔ لوگ سلیمان بن عبداللہ بن طاہر پر غضبناک ہو کر وہیں ٹھیر گئے، سلیمان کا مکان خالی ہو گیا، سوائے ایک قلیل جماعت کے اُس میں کوئی نہیں آیا، سلیمان نے محمد بن نصر بن حمزہ بن مالک الخزاعی کے ہمراہ جو قوم کے عقیدے سے واقف نہ تھا پیام بھیجا جس میں اُن کے طرز عمل کے برُے نتایج سے آگاہ کیا تھا جس کا ارتکاب اُنھوں نے محمد بن اوس کے ساتھ کیا "اگر وہ لوگ اُس بات سے آگاہ کر دیتے جو اُنھیں ناگوار تھی تو وہ اس معاملے میں پیشقدمی کرتا اور اس ارتکاب کی ضرورت ہی نہ پڑتی"۔

شاکریہ جو شاہ کے مکان میں موجود تھے شور کرنے لگے کہ "ہم لوگ اوس کے یا اُس کے ہمراہیوں کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہیں، اور نہ اُن فقرا کے ساتھ جو اُس سے مل گئے ہیں، اگر اس بات پر مجبور کیا گیا تو اس سے جدا ہو جائیں گے اور اُس کو معزول کر دیں گے۔ وہ انھیں اُس کے حوالے کر دے گا" شاہ بن میکال اور الحسین بن اسماعیل اور المظفر بن سیسل نے قوم کی ناگواری کا بہانہ کر دیا قاصد یہ جواب لے کے سلیمان کے پاس گیا تو اُس نے پھر اُسے واپس کیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ "میں تم لوگوں کی بات اور ذمہ داری پر بغیر تمھاری قسم اور عہد کے بھروسہ کرتا ہوں"۔ اس کے بعد وہ بیٹھ رہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان محمد بن اوس کو اور درویشوں کو جو اُس کے ساتھ تھے، شاکریہ کی بے رغبتی اور اُن کے خراب طریقوں کو جان کر گراں سمجھتا رہا اور خاصکر محمد بن اوس کے ایسا طریقہ پسند کرنے اور شروع کرنے کو جس نے مخالفت اور جدائی کی دعوت دی تھی، اس بات کو خوب سوچا اور اُس میں خوب غور کیا یہاں تک کہ اُس نے کہا کہ "میں اپنی نماز تہجد کی قنوت میں یہ دعا مانگتا تھا کہ مجھے ابن اوس سے فرصت و راحت ملے"

اس کے بعد محمد بن علی بن طاہر کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے ابن اوس کے پاس جانے اور خراسان کی واپسی کا مشورہ دینے کا حکم دیا کہ اُس کے بغداد واپس ہونے کی کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ اُن امور پر حاکم بننے کی جن پر وہ سلیمان کی طرف سے حاکم تھا'

جب یہ خبر ابن اوس کو پہنچی تو اُس نے شماسیہ سے کوچ کیا اور دجلے کی ریگستانی زمین البردان گیا' وہاں چند روز مقیم رہا، ساتھی جو متفرق ہو گئے تھے جمع ہو گئے تو کوچ کر کے نہروان میں اُترا اور وہیں مقیم رہا، بایکباک اور صالح بن وصیف کو ایک خط لکھا تھا جس میں اپنے آپ کو اُن کی خدمت کے لیے پیش کیا تھا اور اپنی مصیبت کی اُن سے شکایت کی تھی، مگر اُس نے جو چاہا تھا اُس میں کامیابی نہ ہوئی'

محمد بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن سامرا میں مقیم تھا کہ سلیمان کے فرائض کو ادا کرے' وہ ابن اوس کو بُرا سمجھتا تھا اور اُس سے بیزار تھا، محمد بن اوس بھی محمد بن عیسیٰ کاتب کی بد دلی سے پریشان حال تھا، جب ابن اوس اور اُس کے ہمراہیوں کی مدد کی امید منقطع ہو گئی تو اُنھوں نے دیہات والوں اور راہگیروں کے ساتھ ناروا طریقہ اختیار کیا۔ خوب لوٹا اور غارت کیا اور آخر نہروان میں جا اترا'

ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جس کے لوٹنے کا اُن لوگوں نے ارادہ کیا تھا کہ اُس نے انھیں آخرت یاد دلائی اور خدا کا خوف دلایا، اُن لوگوں نے اُسے جواب دیا کہ "اگر قتل و غارت مدینۃ السلام (بغداد) میں جائز ہے' حالانکہ وہ مرکز اسلام اور دار السلطنت ہے' تو اُسے جنگلوں اور بیابانوں میں کیوں بُرا سمجھا جائے"

ابن اوس نہروان میں اپنی بُری یادگار قائم کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گیا، شہر والوں کو مال دینے پر مجبور کیا، کشتیوں میں غلّے بھر بھر کے وسط نہروان میں بنی جنید کے بازار میں لایا کہ وہاں فروخت کرے' محمد بن المنظفر بن سیسل مدائن میں تھا، ابن اوس کے نہروان جانے کی خبر ملی تو اُس نے اپنی اقامت النعمانیہ میں کر لی جو الزوابی کے ماتحت تھا، نعمانیہ کی اقامت اُس نے اپنی جان کے خوف سے اختیار کی تھی'

محمد بن نصر بن منصور بن بسام سے، جس کی جائداد تباہ ہوگئی، مذکور ہے کہ اُس کا وکیل قریب پندرہ سو دینار عذاب اور موت کے خوف سے ابن اوس کو ادا کرنے کے بعد وہاں سے بھاگ کر واپس آگیا، ابن اوس وہیں مقیم رہا، کبھی قریب ہوتا کبھی دور چلا جاتا، کبھی آنکھ بند کر لیتا کبھی کھول دیتا، سختی بھی کرتا اور نرمی بھی، شفقت سے بھی پیش آتا اور دھمکاتا بھی تھا، یہاں تک کہ اُس کے پاس بایکباک کا خط آیا، جس میں اُس نے خراسان کے راستے کی حکومت اُسے اپنی جانب سے دی تھی، بغداد سے نکلنے اور حکومت خراسان کا پروانہ ملنے تک اُسے دو ماہ پندرہ یوم ہوئے،

عاصم بن یونس العجلی کے لڑکے سے مذکور ہے کہ اُس کا باپ راہ خراسان کے علاقے میں نوشری کی جائداد کا والی تھا، اُس نے نوشری کو ایک خط لکھا جس میں اُس قوت کا ذکر تھا جو اُس نے ابن اوس کے لشکر کی دیکھی تھی اور اُن کی ظاہری تیاری کی تشریح کی تھی، مشورہ دیا تھا کہ "اُس کا ذکر بایکباک سے کردے کہ خراسان کی راہ کو ایسے مرد زور آور و سرکش سے خالی رکھنا چاہیئے جو ایک نہ ایک دن اُس پر غالب ہوجائے گا، اُس کے باشندوں کو گھیر لے گا، یہ ایک ایسا لشکر ہے جو آدمیوں اور ہتھیاروں اور ہر قسم کی تیاری سے معمور اپنے کام میں مشغول ہے"

نوشری نے یہ سب بایکباک سے بیان کردیا کہ "خدمت راہداری خراسان پر بجائے ابن اوس کے مجھے مقرر کردیجیے" نوشری نے اس مشورے کو قبول کرکے احکام لکھوا دیے، نوشری اسی سال یعنی سنہ ۲۵۵ھ کے ذی القعدہ میں حاکم بنایا گیا تھا موسیٰ جو مساور بن عبدالحمید الشاری کا نائب تھا تقریباً تین سو آدمی کی جماعت کے ساتھ الدسکرہ اور اُس کے علاقے میں مقیم تھا، اُس کو مساور نے راہ خراسان اور بطن جوخیٰ اور دیہات کے اُن کناروں پر جو راہ خراسان کے قریب ہیں والی بنایا تھا،

تہذیب معاشرت

اسی سال المہتدی نے گانے والے غلاموں اور گوّیوں اور گانے والیوں کے سامرا سے نکالنے کا حکم دے کر انھیں وہاں سے بغداد چلائے وطن کردیا، یہ اُس حکم کے بعد ہوا جو قبیحہ کی جانب سے اُس کے فرزند دلبر مصیبت نازل کیے جانے سے قبل ہوا تھا،

خلیفہ نے یہ بھی حکم دیا کہ درندے جو شاہی محل میں تھے، اور شکاری کُتّے جو

پلے ہوئے تھے، اور لہو ولعب کے سامان جو بہت فراہم تھے اُن سب کو تلف کردیا جائے،

خود دربار عام کرتا، معاملات پیش ہوتے، تحقیق کی جاتی اور تصفیہ ہوتا، باایں ہمہ اُس کی خلافت بھی پریشانی میں گزری اور تمام اسلامی دُنیا بھی پریشانی میں مبتلا رہی،

اسی سال موسیٰ بن بغا اور اُس کے ساتھی آزاد کردہ غلام اور شاہی لشکر رے سے واپس آیا، مفلح نے طبرستان میں الحسن بن زید کو شکست دے کے علاقۂ دیلم کی طرف نکال دیا، اور پھر خود دارالخلافۃ (سامرا) چلا آیا،

موسیٰ کی واپسی

اُس کا سبب یہ ہوا کہ قبیحہ والدۂ المعتز نے جب ترکوں کا اضطراب دیکھا اور اُن کی حالت متغیر پائی تو قبل اُس حادثے کے جو اُسے اور اُس کے فرزند المعتز کو پیش آیا اُس نے موسیٰ بن بغا کو اپنے پاس آنے کو لکھا تھا، موسیٰ نے اُس کے پاس واپس آنے کا ارادہ کیا، عریضہ ایسی حالت میں پہنچا کہ مفلح طبرستان میں تھا، موسیٰ نے جو رے میں تھا مفلح کو اپنے پاس واپس آنے کا حکم دیا تھا،

بعض دوستوں نے جو طبرستان کے باشندے ہیں مجھ سے بیان کیا کہ موسیٰ کا خط مفلح کو ایسی حالت میں ملا کہ وہ الحسن بن زید الطالبی کی تلاش میں دیلم کی جانب روانہ ہوچکا تھا، جب اُسے یہ خط پہنچا تو وہ اُسی مقام پر پلٹنے کے ارادے سے واپس ہوا جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا، یہ امر رؤسائے طبرستان کی اُس جماعت کو شاق گزرا جو اُس کے ہمراہ تھی، مفلح کے اپنے پاس آنے سے قبل الحسن بن زید سے وہ خائف تھے، کیونکہ اُن لوگوں کے پاس آنے سے انھیں یہ امید ہوگئی تھی کہ وہ الحسن بن زید کے معاملے میں اُنھیں کافی ہوگا، اور وہ اپنے مکانوں اور وطنوں کو واپس ہوجائیں گے، یہ امید اس لیے تھی کہ مفلح اُن لوگوں کو الحسن بن زید کے تعاقب پر تیار کر رہا تھا کہ جب وہ روانہ ہوا تو یا تو اُس پر فتح پائے گا اور یا اُسے موت آجائے گی،

کہا کرتا تھا کہ ”اگر میں دیلم کے علاقے میں اپنی ٹوپی پھینک دوں تو ان میں سے کسی کی مجال نہیں کہ اُس کے قریب جاسکے“ جب اُس جماعت نے اُس کی واپسی کو دیکھا کہ اسے الحسن بن زید کے لشکر نے یا اور کسی دیلمی نے روکا تک نہیں تو جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا اُن لوگوں نے اُس سے اس امر سے باز آنے کا سبب دریافت کیا جو وہ انھیں الحسن بن زید کے

تعاقب کے لیے تیار کرتا تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ وہ لوگ اس سے گفتگو کرنے لگے۔ اس کی یہ حالت تھی کہ اس شخص کی طرح تھا جس نے ہفتے کے دن خاموشی کا روزہ رکھا ہو۔ انھیں کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ جب وہ اس سے بہت دریافت کرنے لگے تو انھیں جواب دیا کہ "میرے پاس امیر موسیٰ کا خط آیا ہے۔ اس کے حقوق میں سے یہ ہے کہ میں اس کے وصول ہونے کے بعد اسے اپنے ہاتھ سے اس وقت تک نہ رکھوں جب تک کہ اس کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ مجھے تمھارے معاملے کا رنج ہے مگر امیر کی مخالفت کی کوئی گنجایش نہیں" موسیٰ کی وجہ سے رے سے سامرا جانے کی تیاری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ المعتز کی ہلاکت اور اس کے بعد المہتدی کے حکومت پر قایم ہونے کا خط پہنچ گیا۔ اس نے اسے روانگی کے ارادے سے روک دیا۔ کیونکہ اس سفر سے المعتز کے معاملے کا تدارک سوچا گیا تھا اور وہ فوت ہوچکا تھا۔

جب اسے المہتدی کی بیعت کا حکم پہنچا تو اس کے ساتھیوں نے پہلے تو اس سے انکار کیا پھر بیعت کرلی۔ اسی سال (۲۵۵ھ) ۱۳ رمضان کو ان کی بیعت کی خبر سامرا پہنچی۔ ان موالی کو جو موسیٰ کے لشکر میں تھے یہ خبر ملی کہ صالح بن وصیف نے کاتبین اور المعتز اور المتوکل کے اعزہ کے مال نکلوا لیے۔ اس کی وجہ سے انھیں سامرا کے مقیمین پر لالچ آیا۔ انھوں نے موسیٰ سے اپنے ہمراہ سامرا واپس چلنے کو کہا مفلح طبرستان کو الحسن بن زید پر چھوڑ کر رے میں موسیٰ کے پاس آگیا۔

القاشانی سے مذکور ہے کہ "مجھے میرے بھتیجے نے رے سے خط لکھا۔ وہ مفلح سے رے میں ملا اور اس سے اس کی واپسی کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا کہ موالی نے قیام کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور جب وہ لوگ واپس ہو جاتے تو مفلح کے قیام کی کوئی حاجت نہ ہوتی"

موسیٰ نے یوم یکشنبہ کو رمضان ۲۵۵ھ کے چاند کے وقت ۲۵۶ھ کا خراج لینا شروع کیا۔ مجھ سے بیان کیا گیا کہ یوم یکشنبہ ہی کو اس نے بقدر پانچ لاکھ درہم جمع کرلیے۔ اہل رے نے جمع ہو کے کہا کہ "اللہ امیر کو عزت دے۔ تو یہ گمان کرتا ہے کہ موالی اس لیے سامرا واپس جاتے ہیں کہ وہاں وہ زیادہ عطا پائیں گے۔ حالانکہ تو اور تیرے ساتھی اس مقام کی جماعتوں سے زیادہ وسعت و کثرت میں ہیں۔

اس لیے اگر تو مناسب سمجھے تو اُس سرحد کی حفاظت کر باشندوں کی حفاظت میں اجر و ثواب سمجھ۔ اور ہمارے خراج میں جو ہمارے خاص مال میں سے ہوتا ہے اپنے ساتھیوں کے لیے ایسی مقدار ہمارے ذمے کر دے جسے تو یہ سمجھے کہ ہم برداشت کر لیں گے"

یہ درخواست مقبول نہ ہوئی تو پھر انھوں نے کہا" خدا امیر کو نیکی دے کہ جب امیر نے ہمارے چھوڑ دینے اور ہمارے پاس سے واپس جانے ہی کا ارادہ کر لیا تو ہم سے اُس سال کا خراج لینے کے کیا معنی جس میں ہم نے اپنی زندگی بھی شروع نہیں کی اور ۲۵۵ھ کی اکثر آمدنی جس کا امیر نے خراج لے لیا ہے ایسے صحراؤں میں ہے کہ امیر کے ہمارے پاس سے چلے جانے کے بعد ہمیں وہاں تک پہنچنا ناممکن ہوگا" مگر انھوں نے جو کچھ بیان کیا اور جو درخواست کی اس نے کسی پر بھی توجہ نہ کی۔

واپس ہونے کی خبر المہتدی کو پہنچی تو اُس نے متعدد فرامین بھیجے جن کا کوئی اثر نہ ہوا۔ المہتدی نے جب دیکھا کہ رے سے موسیٰ روانہ ہو گیا اور فرامین خلافت کا لحاظ تک نہ کیا تو اُس نے بنی ہاشم میں سے دو آدمیوں کو روانہ کیا جن میں سے ایک کا نام عبد الصمد بن موسیٰ تھا اور دوسرا ابو عیسیٰ یحییٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے نام سے مشہور تھا۔ وہ دونوں پیام لے گئے موجودہ حالت ضیق کی توثیق ہو گئی طالبیین کے غلبے اور علاقۂ الجبل میں اُن کے پھیل جانے کا اندیشہ سچ نکلا۔ یہ امور معلوم کر کے موالی کی ایک جماعت کے ہمراہ دونوں صاحب روانہ ہو گئے۔ موسیٰ اور اس کے ساتھی آ گئے۔ صالح بن وصیف اس معاملے میں المہتدی کو اس کی واپسی گراں بتاتا تھا۔ اسے مخالفت اور نافرمانی کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اکثر امور میں اُس پر بددعا کرتا تھا اور اس کے فعل سے خدا سے براءت مانگتا تھا۔

مذکور ہے کہ جب ہمدان کے ناظم طیہ (پوسٹ ماسٹر) کا عریضہ موسیٰ کے وہاں سے جدا ہونے کے متعلق المہتدی کے پاس آیا تو المہتدی نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ" اے اللہ میں تجھ سے براءت چاہتا ہوں موسیٰ بن بغا کے فعل سے اور اس کے سرحد میں خلل ڈالنے سے اور اُس کے دشمن کو مباح کر دینے سے کیونکہ میں جو کچھ میرے اور اُس کے درمیان ہے اس سے معذور ہوں۔ اے اللہ اس کے حیلے کو پھیر دے جو

مسلمانوں کے ساتھ حیلہ کرے۔ اے اللہ مسلمانوں کے لشکر کی مدد کر وہ جہاں کہیں ہوں۔ اے اللہ میں اپنی نیت اور ارادے سے ہر اُس مقام پر جانے کو تیار ہوں جہاں مسلمان مغلوب ہوں اُن کا مددگار بن کے اور ان کی مدافعت کے لیے اے اللہ مجھے میری نیت کا اجر دے کیونکہ نیک مددگار مجھے نہیں ملے" اس کے بعد اُس کے آنسو گرے اور رونے لگا۔

المہتدی کی مجلس کے شاہد حال کا بیان ہے کہ سلیمان بن وہب نے آ کے کہا کہ "کیا مجھے امیر المومنین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جو کچھ میں اس سے سنتا ہوں وہ موسیٰ کو لکھ دوں" کہا "ہاں جو کچھ تو مجھ سے سنتا ہے لکھ دے اور اگر تو پتھر پر کندہ کر سکے تو کر دے" وہ دونوں ہاشمی موسیٰ کو راستے میں ملے اور وہ کچھ بھی کامیاب نہ ہوئے۔ موالی شور کرنے لگے۔ قریب تھا کہ قاصدوں پر حملہ کر دیں۔

موسیٰ نے پیام کے جواب میں یہ عذر کیا کہ "اُس کے ہمراہی سوائے امیر المومنین کے دروازے پر حاضری دینے کے اور کوئی بات نہ مانیں گے۔ بصورت مخالفت اُسے اپنی جان کا اطمینان نہ ہوگا" استدلال میں وہ واقعات پیش کیے جو اُس کے پاس آنے والے قاصدوں نے دیکھے تھے۔ پھر یہ جواب لے کے پیامبر آ گئے۔ موسیٰ نے اپنے لشکر سے بھی ایک وفد پیامبروں کے ہمراہ بھیجا۔ یہ لوگ ۷ محرم ۲۵۶ھ کو سامرا پہنچے۔

اسی سال (۲۵۵ھ میں) علی بن الحسین بن قریش نے کنجور کو چھوڑا۔ المعتز کے زمانے میں وہ فارس میں جلائے وطن کر دیا گیا تھا۔ علی بن الحسین نے پہرہ مقرر کر کے اُسے قید کر دیا تھا۔ جب علی بن الحسین نے یعقوب بن اللیث سے جنگ کا ارادہ کیا تو اُسے قید سے نکالا اور سوار اور پیادہ لشکر اس کے ماتحت کیا۔ جب لوگ علی بن الحسین کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو کنجور رالا ہواز کے علاقے میں چلا گیا۔ اُس نے رام ہرمز کے علاقے میں ایک اثر پیدا کر لیا۔ اُس کے بعد ابن ابی دلف سے مل گیا۔ ہمذان میں اُس کے پاس پہنچا۔ اس علاقے میں اُس نے وصیف کے اعزہ اور اُس کے وکلا اور اُس کی جائداد کے معاملے میں اپنی بد اخلاقی ظاہر کی۔ اس کے بعد موسیٰ کے لشکر میں شامل ہو گیا۔ جب موسیٰ اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ آیا تو صالح کو معلوم ہوا۔ اس نے المہتدی کی جانب سے کنجور کے مقید کر کے شاہی دروازے پر بھیجنے کو لکھا۔ موالی نے اس سے انکار کیا۔

اس بارے میں خطوط کی آمد و رفت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ لشکر القاطول میں اترا۔ پھر ظاہر ہو گیا کہ صالح اُس کی مخالفت کے لیے بیٹھا تھا۔ موسیٰ صالح اور اس کے ہو اخواہوں کی مخالفت کی بنا پر سامرا چلا گیا۔ بایکباک موسیٰ کے لشکر میں مل گیا موسیٰ وہاں دو روز تک ٹھیرا۔ المہتدی نے اپنے اخیافی بھائی ابراہیم کو کنجور کے بارے میں بھیجا کہ وہ اُسے اس امر سے آگاہ کرے کہ سامرا کے موالی نے کنجور کے سامرا داخل ہونے پر قرار سے رہنے سے انکار کر دیا ہے۔ اُسے مقید کرنے اور مدینۃ السلام بھیجنے کا حکم دے۔ مگر اس بارے میں جو کچھ صالح نے سوچا تھا اس کا انتظام نہ ہوا۔ ان کا جواب یہ تھا کہ "جب ہم سامرا میں داخل ہوں گے تو کنجور وغیرہ کے معاملے میں امیر المومنین کے حکم پر عمل کریں گے۔"

علوی بصری کا پہلا خروج

اسی سال (۲۵۵ھ میں) نصف شوال کو بصرے کے فرات میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا گمان یہ تھا کہ وہ علی بن محمد ہے۔ ابن احمد بن علی بن عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم)۔ زنجی اس کے ساتھ ہو گئے تھے جو زمین سے شورہ نکالتے تھے۔ وہ دجلہ کو عبور کر کے الدیناری میں اترا۔

اسباب خروج

اُس کا نام و نسب جیسا کہ بیان کیا گیا علی بن محمد بن عبد الرحیم تھا نسب اُس کا عبد القیس میں تھا اُس کی ماں قرۃ بنت علی بن رحیب بن محمد بن حکیم بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھی۔ وہ رے کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ تھا جس کا نام ورزنین تھا یہیں اُس کی ولادت ونشو ونما ہوئی۔ خود اُسی کا بیان ہے کہ میرا دادا محمد بن حکیم ان باشندگاں کوفہ میں سے ہے جنھوں نے ہشام بن عبد الملک پر زید بن علی بن الحسین کے ساتھ خروج کیا تھا۔ جب زید رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ بھاگ کر رے میں آ گیا۔ ورزنین میں پناہ لی اور وہیں مقیم رہا۔

دادا عبد الرحیم عبد القیس کے خاندان کا آدمی ہے جس کی ولادت الطالقان میں ہوئی وہ عراق میں آگیا اور وہیں قیام کر لیا۔ ایک سندی جاریہ خریدی جس سے اُس کا باپ محمد پیدا ہوا"

یہ وہی علی بن محمد ہے۔

یہ اس کے قبل المنتصر کی جماعت میں شامل تھا جن میں غانم الشطرنجی اور سعید صغیر اور یسر خادم تھے اُس کی معاش کا ذریعہ یہی لوگ تھے مصاحبان سلطنت وکاتبان حکومت کی ایک جماعت تھی جن کی وہ اپنے شعر میں مدح کرتا تھا اور ان سے صلے کا خواستگار ہوتا تھا۔

سامرا سے ۲۴۹ھ میں بحرین چلا گیا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ علی بن محمد بن الفضل ابن حسن بن عبید اللہ بن العباس بن علی بن ابی طالب ہے۔ ہجر میں لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ وہاں ایک بڑی جماعت نے اُس کا اتباع کر لیا۔ ایک دوسری جماعت منکر رہی۔ اس کے سبب سے متبعین اور منکرین میں تعصب پیدا ہو گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فریقین میں جنگ ہوئی۔ کچھ مخالف مارے گئے اور کچھ موالف کام آئے۔

جب یہ حادثہ ہوا تو وہاں سے الاحساء چلا گیا۔ اور بنی تمیم کے ایک قبیلے سے فریاد کی پھر بنی سعد سے جنھیں بنو الشماس کہا جاتا ہے۔ انھیں میں اس کا قیام ہو گیا۔ اہل بحرین نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنی طرف سے اسے بمنزلہ پیغمبر کے مان لیا تھا یہاں تک کہ وہاں اس کے لیے خراج جمع کیا گیا اور ان کے درمیان اُس کا حکم جاری ہو گیا۔ اس کے سبب سے ان لوگوں نے سلطنت کے متعلقین سے جنگ کی۔ اُس نے اُن کی ایک جماعت کثیرہ سے بدسلوکی کی جس سے وہ لوگ اُس سے برگشتہ ہو گئے تو وہ البادیہ چلا گیا۔

البادیہ جانے لگا تو اہل بحرین کی ایک جماعت اُس کے ہمراہ ہو گئی جن میں ایک شخص اہل الاحساء میں سے بھی تھا کہ وزن کرنے کا پیشہ کرتا تھا۔ اس کا نام یحییٰ بن محمد الارزق البحرانی تھا۔ وہ بنی دارم کا آزاد کردہ غلام تھا یحییٰ بن ابی ثعلب بھی ساتھ ہو گیا جو تاجر اور ہجر کا باشندہ تھا۔ بنی حنظلہ کا آزاد کردہ ایک حبشی غلام بھی تھا۔ جس کا نام سلیمان بن جامع تھا۔ وہی اس کے لشکر کا سردار تھا۔

البادیہ میں ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں منتقل ہوتا رہا۔ خود اسی سے مذکور ہے کہ
"اسی زمانے میں مجھے میری آیات امامت میں سے کچھ آیات دی گئی ہیں جو لوگوں کے
لیے ظاہر ہیں" اسی سے یہ بھی مذکور ہے کہ "مجھے قرآن کی چند ایسی سورتیں دی گئی ہیں
یاد نہ تھیں۔ وہ ایک ہی ساعت میں میری زبان پر جاری ہوگئیں۔ کہ انھیں سورتوں
میں سے سبحان۔ اور الکہف۔ اور صاد ہیں"

اُس نے کہا کہ "اسی وجہ سے میں نے اپنے آپ کو اپنے بچھونے پر ڈال دیا
اور اُس مقام کے بارے میں غور کرنے لگا جہاں کا ارادہ کروں۔ اور وہیں اپنا قیام
کروں کیونکہ البادیہ نے میرے ساتھ شر کیا اور میں وہاں کے باشندوں کی نافرمانی سے
تنگ آگیا تھا کہ مجھ پر ایک ابر سایہ فگن ہوا اور چمکنے اور گرجنے لگا۔ اُس سے رعد کی
آواز برابر میرے کان میں آنے لگی۔ اُس میں مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرے کا ارادہ کر۔
میں نے اپنے اصحاب سے کہا جو میری حفاظت کر رہے تھے کہ مجھے اُس رعد کی آواز کے
ذریعے سے بصرے جانے کا حکم ملا ہے"

اسی نے بیان کیا کہ اُس کے البادیہ جانے پر وہاں کے باشندوں نے اُس کے
متعلق یہ خیال کیا کہ وہ یحییٰ بن عمر ابو الحسین ہے جو کوفہ کے علاقے میں قتل ہوئے تھے۔ یہ
وہم دلا کے اُس نے اُن کی ایک جماعت کو دھوکا دیا۔ وہاں اُن کی ایک بہت بڑی جماعت
جمع ہوگئی جنھیں وہ بحرین کے ایک موضع میں لے گیا جس کا نام الردم تھا۔ اُن میں
آپس میں جنگ عظیم واقع ہوئی جس کا دائرہ اُس پر اور اُس کے اصحاب پر محدود تھا۔
اُس جنگ میں اُس کے اصحاب کا قتل عظیم واقع ہوا جس کی وجہ سے عرب کو اُس سے
نفرت ہوگئی۔ وہ اُسے برا سمجھنے لگے اور اُس کی صحبت سے علیحدہ ہوگئے۔

عرب اُس سے جدا ہوگئے اور البادیہ نے بھی اُس سے بدسلوکی کی تو وہاں سے
وہ بصرے سے روانہ ہوگیا اور وہاں بنی ضبیعہ میں اترا۔ وہاں کی ایک جماعت تھی اُس کی
مطیع ہوگئی جن میں علی بن آبان المہلبی اور اُس کے دونوں بھائی محمد اور خلیل
بھی تھے۔

بصرے میں اس کی آمد ۲۵۴ھ میں ہوئی۔ محمد بن رجاء الحضاری وہاں حاکم
شہر تھا۔ یہ فتنہ اہل بصرہ کے قبیلۂ سعدیہ اور قبیلۂ بلالیہ کے فتنے کے موافق ہوگیا۔ اس لیے

ان دو فریق میں سے ایک کے متعلق یہ طمع ہوا کہ اُسے اپنی طرف مائل کرلے۔ اس نے اپنے اصحاب میں سے چار شخص بھیجے جو نکل کر مسجد عَبّاد گئے۔ اُن میں سے ایک کا نام محمد بن سلم القصاب البحری۔ دوسرے کا بُریش القُریعی تیسرے کا علی الضرّاب اور چوتھے کا الحسین الصید نانی تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے بحرین میں اس کی صحبت اٹھائی تھی۔ انھوں نے اُس کی دعوت دی مگر شہر والوں میں سے کسی نے قبول نہ کیا۔ لشکر اُن کی جانب لوٹا تو وہ لوگ منتشر ہو گئے اور اُن میں سے کسی پر کامیابی نہ ہوئی۔ وہ بصرے سے نکل کر بھاگا۔ ابن رجاء نے اُس کی تلاش کی مگر پا نہ سکا۔

ابن رجاء کو اُس کی جانب اہل بصرہ کی ایک جماعت کے میلان کی خبر دی گئی تو اس نے انھیں گرفتار کرکے قید کردیا۔ جو لوگ قید ہوئے ان میں یحییٰ بن ابی ثعلب، محمد بن الحسن الایادی، حاکم الزنج کا بیٹا علی بن محمد الاکبر، اُس کی بیوی کہ بیٹے کی ماں تھی، ساتھ ایک بیٹی بھی تھی، کہ اسی ماں کے بطن سے پیدا ہوئی تھی، اور ایک حاملہ جاریہ تھی۔ اُن سب کو اُس نے قید کردیا۔

علوی مذکور اپنی ضرورت سے بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا اُس کے ہمراہ محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد اور سلیمان بن جامع اور بریش القریعی تھے۔ البطیحہ پہنچے تو الباہلیین کا ایک مولی عُمیر بن عمار جو البطیحہ کا حاکم تھا اُنھیں دیکھ کر کھٹک گیا۔ اس نے انھیں گرفتار کرلیا اور محمد بن ابی عون کے پاس لے گیا جو واسط میں حاکم تھا۔ اس نے ابن ابی عون سے کوئی حیلہ کیا یہاں تک کہ مع اپنے اصحاب کے اس کے ہاتھ سے رہا ہوکے مدینۃ السلام چلا گیا اور وہاں ایک سال مقیم رہا۔ وہاں اپنے کو احمد بن عیسیٰ بن زید کی طرف منسوب کیا۔ وہ یہ گمان کرتا تھا کہ اُس کے وہاں کے قیام کے لیے کچھ آیات ظاہر ہوئی ہیں۔ "اپنے اصحاب کے دلوں کا حال جانتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص جو کچھ کرتا ہے وہ بھی جانتا ہے۔ اُس نے اپنے رب سے ایک ایسی نشانی طلب کی جو حقیقت حال بتا دے۔ تو اس نے ایک تحریر دیکھی جو اس کے لیے لکھی جاتی ہے اور وہ اُسے ایک دیوار پر دیکھتا ہے مگر کسی شخص کو اُسے لکھتے نہیں دیکھتا۔

اُس کے بعض متبعین سے مذکور ہے کہ مدینۃ السلام کے زمانۂ قیام میں ایک جماعت اس کی جانب مائل ہو گئی جن میں جعفر بن محمد الصوحانی جو زید بن صوحان

کی طرف منسوب تھا اور محمد بن القاسم اور یحییٰ بن عبدالرحمان بن خاقان کے دو غلام مُشرق و رفیق تھے۔ اس نے مشرق کا نام حمزہ رکھا۔ کنیت ابو احمد رکھی رفیق کا نام جعفر رکھا اور کنیت ابو الفضل رکھی۔ یہ پورا سال مدینۃ السلام ہی میں گزرا۔ یہاں تک کہ محمد بن رجاء بصرے سے معزول کر دیا گیا۔ وہاں سے نکلا تو البلالیہ و السعدیہ کے فتنے کے سرغنوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ قید خانے کھول دیئے اور جو لوگ اُن میں تھے انہیں آزاد کر دیا۔ اس کے اصحاب بھی رہا ہونے والوں میں رہا ہو گئے۔ جب اُسے اپنے اصحاب کی رہائی کی خبر ملی تو بصرہ روانہ ہو گیا۔ وہاں اس کی واپسی رمضان ۲۵۵ھ میں ہوئی۔ اس کے ہمراہ علی بن ابان بھی تھا جو اُس سے جب ملا جب وہ مدینۃ السلام میں تھا اور یحییٰ بن محمد اور محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے دونوں غلام مشرق و رفیق بھی تھے۔ ان چھ آدمیوں کے پاس لشکر کا ایک شخص آیا کرتا تھا جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور اُس نے اُس کے بعد اپنا لقب جربان رکھا تھا۔ یہ سب لوگ چل پڑے۔ جاتے جاتے ایک محل میں اترے جو قصر القرشی کے نام سے مشہور اور نہر کے کنارے بنا تھا۔ موسیٰ بن المنجم کی اولاد نے یہ نہر کھدوائی تھی۔ "عمود بن منجم" کے نام سے اُس کی شہرت تھی۔ اُس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ شورے کی بیع میں الواثق کے فرزند کا وکیل ہے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ فرزند واثق کے وکیل کے نام سے اُس کو مخاطب کریں۔ آخر وہیں مقیم ہو گیا۔

واقعات ابتدائے خروج

"شورجی" (شورہ ساز) غلاموں کی جماعت میں ایک ریحان بن صالح بھی تھا جو پہلے مصاحبت میں رہ چکا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ "میں اپنے آقا کے غلاموں پر مقرر تھا بصرے سے آٹا لے جاتا تھا اور ان میں تقسیم کر دیتا تھا حسب معمول ایک مرتبہ لے جاتے ہوئے میں اس (علوی) کے پاس سے گزرا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے کہ قصر القرشی میں وہ مقیم تھا

ادعائے خلافت | مجھے اُس کے آدمیوں نے پکڑ لیا اس کے پاس لے گئے اور

حکم دیا کہ میں اُسے "امیر المومنین" کہہ کر سلام کروں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔
پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ بتایا کہ بصرے سے۔
پوچھا: ہمارے متعلق بصرے میں کوئی خبر سنی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔
پوچھا: الزینبی کی کیا خبر ہے میں نے کہا مجھے اُس کا علم نہیں۔
پوچھا: بلالیہ۔ اور سعدیہ کی خبر؟ میں نے کہا اس سے بھی بے خبر ہوں۔
شورجی غلاموں کے حالات دریافت کیے کہ اُن میں سے ہر غلام کو کتنا ستّو۔
کس قدر آٹا۔ کتنی کھجوریں ملتی ہیں کتنے غلام اور کتنے آزاد شورہ کا کام کرتے ہیں؟
یہ سب باتیں میں نے بتادیں۔

غلاموں کی آزادی

اُس نے مجھے اپنے طریقے کی دعوت دی۔ میں نے اُسے قبول کرلیا تو مجھ سے کہا کہ جن غلاموں پر تو قابو پائے انھیں بہانہ کرکے میرے پاس لے آ۔ وعدہ کیا کہ جن غلاموں کو بہانے سے اُس کے پاس لاؤں گا سب کی افسری مجھ ہی کو ملے گی اور میرے ساتھ انعام و اکرام سے پیش آئے گا۔

قسم دی کہ میں اُس کے مقام کی کسی کو اطلاع نہ دوں۔ اور اُس کے پاس واپس آجاؤں۔ ان مراتب کے بعد راستہ کھل گیا۔ میں اُس آٹے کو جو میرے ساتھ تھا منزل مقصود پر لایا۔

نشان آزادی

اُس دن میں اُس سے جدا رہا۔ دوسرے دن آیا تو میں نے اس طرح پایا کہ اُس کے پاس یحییٰ بن عبد الرحمن کا غلام "رفیق" آگیا ہے۔ جس کو اُس نے اپنی کسی ضرورت سے بصرے بھیجا تھا۔ بشر بن سالم بھی تھا۔ جو دباسین (شیرہ ساز) غلاموں میں سے تھا۔ ایک ریشمی پارچہ لایا تھا جس کے خریدنے کا اُسے حکم ملا تھا کہ اُس کا جھنڈا بنائے۔

علم خروج

اس پارچہ میں سرخی و سبزی سے آخر تک یہ آیت لکھی۔
ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ۔ (اللہ تعالیٰ نے مومنین سے اُن کی جان و مال کو جنت کے عوض مول لے لیا۔ اللہ کی راہ میں یہ لڑتے ہیں) اس آیت کے بعد اپنا اور اپنے باپ کا

نام لکھا اور کشتی کھینے کے بانس کے سرے میں اسے لٹکا دیا۔

جھنڈا چڑھا

۲۸ رمضان شب شنبہ کو سحر کے وقت نکلا۔ قصر کے آخری حصے میں پہنچا تو شورہ سازوں میں سے ایک شخص عطار کے غلام ملے جو اپنے کام پر جا رہے تھے۔ حکم کے مطابق سب کے سب گرفتار کر لیے گئے۔ اُن کا وکیل بھی ساتھ تھا۔ وہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ سب پچاس غلام تھے۔

اُن سے فارغ ہو کے اُس مقام پر گیا جہاں السنائی (برگ سنا کے دواساز) کام کرتے تھے۔ اُن میں سے پانچ سو غلام گرفتار کر لیے جن میں ایک ابو حُدَید مشہور تھا۔ اُن کے وکیل کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جو انھیں کے ساتھ دست بستہ گرفتار کر لیا گیا۔ یہ غلام ایک نہر میں تھے جو نہر مکاثر کے نام سے مشہور تھی۔

یہاں سے موضع سیرانی گیا اور وہاں سے ڈیڑھ سو غلام گرفتار کیے جن میں رزیق اور ابو الخنجر بھی تھا۔

موضع ابن عطاء گیا اور طریق صبیح الاعسر اور راشد مغربی اور راشد قرماطی کو گرفتار کیا۔ اُن کے ہمراہ اسّی غلام بھی۔ موضع اسماعیل آیا جو موضع غلام سہل الطحان کے نام سے مشہور تھا۔

ترغیب دولت

دن بھر اسی شغل میں لگا رہا۔ ہوتے ہوتے شورہ ساز غلاموں کی ایک بڑی جماعت ساتھ ہو گئی۔ اس جمعیت کو اُس نے باقاعدہ بنانا چاہا۔ سب کو یکجا کر کے کھڑے ہو کر وعظ کہا۔ امید دلائی۔ وعدہ کیا کہ انھیں سردار بنائے گا۔ رئیس بنائے گا۔ مالک بنائے گا۔ بڑی سخت سخت قسمیں کھائیں کہ اُن سے بدعہدی نہ کرے گا۔ ان کی امداد میں لگا رہے گا۔ اور ہر طرح کی نیکیاں اُن کے ساتھ کیا کرے گا۔

ترہیب فطرت

آقاؤں کو بلا کے کہا کہ "میرا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں ماردوں۔ اس لیے کہ تم ان غلاموں کے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہو۔ تم نے انھیں کمزور سمجھ لیا ہے۔ اُن پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور ان کے ساتھ وہ برا سلوک روا رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے۔ ایسے کام پر اُن کو مقرر کیا ہے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ میرے اصحاب نے تم لوگوں کے بارے میں مجھ سے

گفتگو کی ہے۔ اس لیے میں نے تم لوگوں سے کلام کرنا مناسب سمجھا"

فریب چل گیا

ان لوگوں نے جواب دیا کہ "یہ سب غلام بھگوڑے ہیں۔ وہ تیرے پاس سے بھی بھاگ جائیں گے۔ نہ تیرے پاس رہیں گے نہ ہمارے پاس۔ اس لیے ہم سے مال لے لے اور انھیں ہمارے لیے رہا کر دے"

اُس نے اُن کے غلاموں کو بلانے کا حکم دیا وہ گروہ در گروہ لائے گئے ہر جماعت اپنے آقا اور اپنے وکیل کے سامنے کھڑی کی گئی۔ انھیں اس امر پر اپنی بیویوں کی طلاق کی قسم دی کہ نہ تو کسی کو اُس کا مقام بتائیں گے اور نہ اس کے اصحاب کی تعداد۔ قسما قسمی کے بعد سب کو رہا کر دیا۔ وہ لوگ بصرے چلے گئے ایک غلام کا نام عبداللہ عرف کریخا تھا۔ اُس نے جاتے جاتے نہر دجیل کو عبور کیا۔ اور شورہ سازوں کو ڈرایا کہ وہ اپنے غلاموں کی حفاظت کریں۔ وہاں پندرہ ہزار غلام تھے۔ علوی عصر کی نماز پڑھ کر چلا۔ دجیل پہنچ گیا۔ بانس کی کشتیاں پائیں جو چڑھے ہوئے دریا میں داخل ہوتی تھیں۔ انھیں سامنے کیا اور ان میں سوار ہو گیا اور اس کے اصحاب بھی سوار ہو گئے دجیل کو عبور کر کے نہر میمون تک پہنچ گئے وہاں اُس مسجد میں اترا جو نہر میمون کے وسط بازار میں تھی وہیں ٹھیر گیا۔

آزادی کا خطبہ

روز مرّہ یہی طریقہ رہا کہ زنجی غلام اُس کے پاس عید الفطر تک جمع ہوتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے اپنے اصحاب میں نماز عید کے لیے جمع ہونے کی منادی کرائی۔ لوگ جمع ہو گئے اُس نے وہ بانس گاڑ دیا جس پر اس کا جھنڈا تھا۔ انھیں نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ عوام کی بدحالی کا رونا رویا جس میں وہ مبتلا تھے کہ "اللہ تعالیٰ نے اُس بدحالی سے اس کے ذریعے سے نجات دی۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ اُن کی قدر کو بلند کرے۔ انھیں غلاموں کا اور مالوں کا اور مکانات کا مالک بنائے اور انھیں بڑے بڑے درجات تک پہنچائے" اس پر قسم بھی کھائی۔

خطبہ و نماز سے فارغ ہوا تو جو لوگ اُس کی بات سمجھتے تھے انھیں یہ حکم دیا کہ وہ عوام کو سمجھا دیں جو عجمی ہونے کی وجہ سے اُسے نہیں سمجھ سکتے کہ اُس سے ان کا دل بھی خوش ہو۔

لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کاموں سے فراغت کر کے محل میں داخل ہو گیا۔ جب ایک دن گزر گیا تو اُس نے نہر بور کا ارادہ کیا۔ اُس کے اصحاب کی ایک جماعت وہاں الحمیری کے پاس پہنچی جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے انھیں جنگل کی طرف نکال دیا۔ اُنھیں صاحب الزنج مع اپنے ہمراہیوں کے مل گیا۔ اُس نے الحمیری اور اُس کے ہمراہیوں سے جنگ کی۔ وہ لوگ بھاگ کے بطن دجلہ چلے گئے

فوجی ترتیب زنجی کا ایک سرہنگ ابو صالح تھا قصیر کے لقب سے اُس کی شہرت تھی، تین سو زنجی اُس کے ماتحت تھے۔ وہ مطیع ہو گیا علوی نے اُن کو طرح طرح کی امیدیں دلائیں اور احسانات کے وعدے کیے، زنجی جو اُس کے پاس جمع ہوئے تھے جب اُن کی تعداد کثیر ہو گئی تو اپنے سردار اُن پر مامور کیے اور حکم دیا کہ "تم میں سے جو شخص کوئی آدمی لائے گا وہ آور وہ اُسی کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا" کہا گیا ہے کہ اُس نے بیان میں الخول کی جنگ اور اپنے القندل کی زمین شور جانے سے پہلے اپنے سردار مقرر نہیں کیے تھے۔

جنگی طیّاری ابن ابی عون ولایت واسط سے ولایت الاُبلّہ اور دجلے کے دیہات کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اُسے اس دن کہ اپنے سردار مقرر کیے یہ خبر ملی کہ الحمیری اور عقیل اور نائب ابن ابی عون جو الابلہ میں مقیم تھا سب لوگ اُس کی طرف بڑھے اور نہر طین پر اُترے، اُس نے اپنے اصحاب کو الزیقیہ جانے کا حکم دیا جو "بادآورد" کے زیریں علاقے میں ہے۔ وہ لوگ وہاں نماز ظہر کے وقت پہنچے۔ نماز پڑھی اور جنگ کی تیاری کی، اُس دن اُس کے لشکر میں صرف تین ہی تلواریں تھیں۔ ایک تلوار اُس کی۔ ایک علی بن ابان کی اور ایک محمد بن سلم کی۔

سامان مقابلہ ظہر و عصر کے درمیان المحمدیہ کی طرف واپس جانے کے ارادے سے وہ مع اپنے اصحاب کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ علی بن ابان کو پیچھے کیا اور حکم دیا کہ جو اُس کے پیچھے آئے اُس سے خبردار رہے۔ خود لوگوں کے آگے روانہ ہو کے المحمدیہ پہنچ گیا۔ نہر پر بیٹھ گیا اور اس کی اجازت سے سب نے پانی پیا۔ ہمراہی بھی

اُس کے پاس پہنچ گئے۔ علی بن ابان نے اُس سے کہا کہ "ہم اپنے پیچھے ایک چمک دیکھ رہے تھے اور ایک جماعت کی آہٹ سُن رہے تھے جو ہمارا پیچھا کر رہی تھی۔ معلوم نہیں کہ چلے گئے یا ہمارا ہی قصد کر رہے ہیں" اُس کی بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ جماعت پہنچ گئی اور زنجی ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے۔ مفرج النوبی نے جس کی کنیت ابوصالح تھی اور ریحان بن صالح اور فتح حجام نے سبقت کی۔

بلبل سے چراغ گل ہوا

فتح کھانا کھا ہی رہا تھا کہ شور سن کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ سامنے جو رکابی تھی لے لی اور کھاتا ہوا آگے بڑھا۔ اُس کے ہمراہی بھی آگے آگئے۔ شورہ سازوں کا ایک شخص ملا جس کا نام بلبل تھا جب فتح نے دیکھا تو اُس پر حملہ کر دیا اور وہ رکابی کھینچ ماری جو اُس کے ہاتھ میں تھی۔ بلبل اپنے ہتھیار پھینک کے پیٹھ پھیر کے بھاگا۔ اُس کے ساتھی بھی بھاگے جو چار ہزار تھے۔ وہ اپنے منہ کے بل چلے گئے اور جو قتل ہونا تھے وہ قتل ہو گئے۔ بعض ان میں پیاسے مر گئے ایک جماعت گرفتار ہو گئی۔ صاحب الزنج کے پاس لائے گئے تو اُس کے حکم سے اُن کی گردنیں ماردی گئیں۔ سر اُن خچروں پر لادے گئے جو شورہ سازوں سے لیے تھے۔ جن پر شورہ ڈھویا جاتا تھا۔

تدبیر

صاحب الزنج آگے بڑھا۔ قادسیہ پہنچا۔ یہ مغرب کا وقت تھا۔ گاؤں سے بنی ہاشم کے کسی آزاد کردہ غلام نے نکل کر اُس کے اصحاب پر حملہ کر دیا اور ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ یہ خبر اُس کے پاس آئی تو اُس کے اصحاب نے درخواست کی کہ "ہمیں اس گاؤں کے لوٹ لینے اور اپنے ساتھی کا قاتل طلب کرنے کی اجازت دے" اُس نے جواب دیا کہ سردست اُس کا موقع نہیں۔ جب تک کہ ہم اُس قوم کی حالت نہ معلوم کرلیں کہ اُس قاتل نے جو کچھ کیا اُن کی رائے سے کیا۔ اور اُن سے یہ سوال نہ کرلیں کہ وہ اُسے ہمارے حوالے کر دیں۔ حوالے کر دیا تو خیر، ورنہ ہمارے لیے اُن کا قتال جائز ہوگا"

تدبیر

چلنے میں جلدی کی۔ لوگ لوٹ کر نہر میمون آگئے۔ اُسی مسجد میں قیام کیا جہاں ابتدا میں قیام کیا تھا۔ کشتوں کے سر جو اُس کے ہمراہ لدے ہوئے تھے لٹکا دیے گئے۔ ابوصالح النوبی کو اذان کا حکم دیا۔ اُس نے اذان کہی اور اُسے

امیر المومنین کہہ کے سلام کیا۔ وہ کھڑا ہوا اور اپنے اصحاب کو عشا کی نماز پڑھائی۔ اُس شب کو وہیں سویا۔ صبح کو چلا کرخ میں گزرا۔ راستہ طے کیا۔ ظہر کے وقت ایک گاؤں میں آیا کہ "جُبّی" کے نام سے مشہور تھا۔ ایک گھاٹ سے جس کا راستہ بتایا گیا تھا دجیل کو عبور کیا۔ گاؤں میں داخل نہیں ہوا۔ اُس کے باہر ہی قیام کیا۔ باشندوں کو بلا بھیجا۔ اُن کے اور اہل کرخ کے بڑے آدمی اُس کے پاس آئے۔ اُنھیں اپنے اصحاب کی مہمانداری کے انتظام کا حکم دیا۔ جو کچھ اُس نے چاہا انتظام کیا گیا۔ شب اُنھیں میں بسر کی۔

فطرت اور بداوت

جب صبح ہوئی تو جُبّی کے ایک شخص نے مشکی گھوڑا ہدیۃً دیا۔ گھوڑا تو ملا مگر نہ زین تھا نہ لگام۔ رسّی باندھ کے سوار ہوا۔ اوپر کھجور کی چھال کس دی۔ ایک مقام پر پہنچا جو العباسی العتیق کے نام سے مشہور تھا۔ وہاں السیب تک کے لیے ایک رہبر لیا۔ یہ ایک گاؤں کی نہر تھی۔ جو الجعفریہ کے نام سے مشہور تھا۔

غنیمت

گاؤں کے باشندے اُس سے ڈر کے وہاں سے بھاگ گئے۔ علوی داخل ہو گیا۔ جعفر بن سلیمان کے گھر میں ٹھیرا جو سر بازار تھا۔ اُس کے اصحاب بازار میں پھیل گئے اور ایک شخص کو جسے وہ پا گئے تھے اُس کے پاس لائے۔ اُس نے اُن سے ہاشمیین کے وکلا کو دریافت کیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ لوگ الاجمہ میں ہیں۔ اُس نے ایک شخص کو بھیجا جس کا لقب جُربان تھا۔ وہ اُن کے رئیس کو اُس کے پاس لایا جو یحییٰ بن یحییٰ عرف الزبیبی الزیادیین کے موالی میں سے تھا۔ پھر اُس نے اُس سے مال مانگا۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ اُس نے اُس کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اُسے قتل کا خوف ہوا تو کسی چیز کا اقرار کیا جسے اُس نے چھپایا تھا۔ اُس نے کسی کو اُس کے ہمراہ روانہ کیا جو دو سو پچاس دینار اور ایک ہزار درہم لایا۔ یہ سب سے پہلی چیز تھی جس میں اُسے کامیابی ہوئی۔

مرکب

وکلائے ہاشمیین کے مواشی کو پوچھا۔ اُس نے اسے تین ترکی گھوڑے بتائے۔ ایک مشکی۔ ایک شقر۔ ایک ابلق اشہب۔ اُس نے اُن میں سے ایک ابن سلم کو دیا۔ دوسرا یحییٰ بن محمد کو اور تیسرا یحییٰ ابن عبد الرحمٰن کے غلام کو۔ رفیق اُس

خچر پر سوار ہوتا تھا جس پر اسباب لادا جاتا تھا۔

اسلحہ ایک زنجی کو بنی ہاشم کا ایک گھر مل گیا جس میں ہتھیار تھے۔ اسے اُن لوگوں نے لوٹ لیا۔ النوبی الصغیر ایک تلوار لایا۔ اُسے صاحب الزنج نے لے لیا اور یحییٰ بن محمد کو دے دی۔ جس سے زنجیوں کے ہاتھ میں تلواریں آگئیں اور ہتھیار میسّر آئے۔

پہلی فتح یہ رات اُس نے السیب میں گزاری۔ صبح ہوئی تو یہ خبر آئی کہ رمیس اور الحمیری اور عقیل الابلی السیب پہنچ گئے ہیں۔ اُس نے یحییٰ بن محمد کو پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجا جن میں سلیمان اور ریحان بن صالح اور ابو صالح النوبی الصغیر بھی تھے۔ اُنھوں نے قوم کا مقابلہ کر کے انھیں شکست دی۔ کشتی اور ہتھیار لے لیے۔ جو اُس مقام پر تھا وہ بھی بھاگ گیا۔

عہد و پیمان محمد بن یحییٰ نے واپس آکر اس واقعے کی خبر دی۔ وہ اُس دن ٹھیرا۔ دوسرے دن المذار کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اہل جعفریہ سے یہ عہد لیا کہ اُس سے وہ قتال نہ کریں گے۔ نہ اُس کے خلاف کسی کو مدد دیں گے اور نہ اُس سے کچھ چھپائیں گے۔

ہزیمت نہر سیب کو عبور کر کے ایک گاؤں پہنچا جو قریۃ الیہود کے نام سے مشہور اور دجلے کے راستے میں واقع تھا۔ وہاں پھر رمیس کا ساتھ ہو گیا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا۔ اُس روز برابر اُن سے قتال لڑتا رہا۔ چند ساتھی گرفتار ہو گئے ایک جماعت تیروں سے مجروح ہوئی۔ محمد بن ابی عون کا ایک غلام جو رمیس کے ہمراہ تھا قتل کر دیا گیا۔ ایک کشتی غرق ہو گئی۔ ملاح گرفتار کر لیا گیا اور اُس کی گردن مار دی گئی۔

"شیطان کا پہاڑ" وہ اُس مقام سے المذار کے ارادے سے روانہ ہو کے اُس نہر تک پہنچا جو بامداد کے نام سے مشہور ہے تو اُس کے آگے بڑھ کے جنگل میں نکل گیا۔ ایک باغ اور ایک ٹیلہ دیکھا کہ جبل الشیاطین کے نام سے مشہور تھا۔ وہ اُس پر بیٹھ گیا۔ ساتھیوں کو صحرا میں ٹھیرا دیا اور خود نگرانی کرتا رہا۔

شبل سے مذکور ہے کہ میں دجلے پر اُس کا مخبر تھا۔ میں نے اُسے یہ خبر کہلا بھیجی کہ رمیس دجلے کے کنارے کسی ایسے شخص کی تلاش میں ہے جو اُس کا

پیام پہنچا دے۔ اُس نے اُس کے پاس علی بن ابان اور محمد بن سَلم اور سلیمان بن جامع کو روانہ کیا۔ جب وہ لوگ اُس کے پاس آئے تو اُس نے پیغام دیا:

دعوت مصالحت اپنے صاحب سے میرا سلام کہو کہ "تجھے اپنی جان پر امان ہے۔ روئے زمین پر تو جہاں چاہے جا۔ کوئی شخص تجھ سے مزاحمت نہ کرے گا۔ ان غلاموں کو اُن کے مالکوں کو واپس کر دے۔ اپنے لیے ہر غلام کے بدلے پانچ دینار لے لے۔"

ردِّ دعوت سفرائے صلح نے اس گفتگو کے بعد مراجعت کی۔ علوی کے پاس آئے۔ پیغام سنایا۔ وہ اُس پر غضبناک ہوا اور قسم کھائی کہ "وہ ضرور لوٹے گا۔ رئیس کی بیوی کا شکم چاک کر ڈالے گا۔ اُس کا گھر جلا دے گا اور خونریزی کرے گا۔"

قبولِ ردّ سفرا یہ پیغام لے کے رئیس کے پاس گئے اور وہی جواب دے دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ رئیس نے یہ سنا تو دجلے کے بالمقابل موضع میں واپس جا کے ٹھیر گیا۔

ابراہیم بن جعفر جو ہمدانی مشہور تھا پاس آیا۔ علوی اُسی وقت اُس سے مل چکا تھا۔ ابراہیم اُس کے پاس خطوط لایا تھا جو اُس نے پڑھ لیے، عشا کی نماز پڑھ لی تو ابراہیم نے آ کے کہا کہ "المذار جانے کی رائے نہیں ہے۔"

پوچھا پھر کیا رائے ہے۔

کہا: والیسی، عبادان اور میان رودان کے باشندے تیری بیعت کر چکے۔ سلیمانیوں نے امامت تسلیم کر لی ہے۔ جماعت بلالیہ جو فوہتہ القندل و ابرسان میں چھوڑی تھی وہ تیرے منتظر ہیں۔

نتیجۂ ردّ و قبول زنجیوں نے کہ رئیس کے ترغیبی وعدے سن چکے تھے، ابراہیم کی باتیں سنیں تو خوف زدہ ہو گئے کہ ایسا نہ ہو کوئی حیلہ کیا ہو اور اس بہانے انہیں اُن کے آقاؤں تک پہنچانا چاہتا ہو۔ اس خوف سے کچھ تو نکل بھاگے اور کچھ پریشانی کے ساتھ ادھر اُدھر چل دیے۔

دلاسا محمد بن سلم آیا اور اُسے ان کی پریشانی سے آگاہ کیا۔ اُن میں سے جسے

بھاگنا تھا وہ بھاگ گیا۔ اُس نے اُسی رات کو سب کے جمع کرنے کا حکم دیا مصلح کو بلایا۔ زنجی اور فراتی کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ مصلح کو حکم دیا کہ وہ انھیں یہ بتا دے کہ "وہ سب کو یا کسی ایک کو اُن کے آقاؤں کو واپس نہ کرے گا۔" اس پر سخت سخت قسمیں کھائیں اور کہا کہ "تم میں سے کچھ لوگ مجھے گھیر لیں۔ اگر مجھ سے بدعہدی محسوس ہو تو ہلاک کر ڈالیں۔" بقیہ غلام جمع ہوئے۔ یہ القرابۃ اور القراطیون اور النوبۃ کے لوگ تھے جو عربی زبان اچھی طرح بولتے تھے۔ اُن سے بھی اُس نے اسی طرح کی قسم کھائی ذمہ داری کی۔ اپنی طرف سے بھروسا دلایا اور یہ تنبیہ کی:

وجہ خروج

میں کسی دُنیاوی غرض کے لیے نہیں نکلا۔ اللہ کے لیے غیظ و غضب کے جذبے نے باہر نکالا ہے۔ یہ دیکھ کے کہ لوگوں کے دین میں فساد آگیا ہے خروج کرنا پڑا۔ خبردار ہو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ ہر جنگ میں تمھارے ساتھ بذاتِ خود شریک ہوں گا۔ اور اپنے آپ کو تمھارے ساتھ خطرے میں ڈالوں گا۔"

سب لوگ خوش ہو گئے اور اُسے دعائے خیر دی۔

تزویر

صبح ہوئی۔ ایک شورہ ساز غلام کو جس کی کنیت ابومنارہ تھی حکم دیا، اُس نے بگل بجایا جس کی آواز پر لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ وہ روانہ ہو کے نہر السیب آیا۔ وہاں الحمیری اور رئیس اور محمد ابن ابی عون کے ایک ساتھی کو پایا۔ اُس نے ایک پوشیدہ پیام کے ساتھ "مشرق" کو اُن کے پاس بھیجا۔ وہ جواب لایا تو صاحب الزنج نہر تک گیا۔ محمد بن ابی عون کا ساتھی آیا۔ سلام کیا اور کہا کہ "ہمارے صاحب کی جزا تیری طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے کہ تو اُس کے علاقے میں فساد کرے۔ اُس کی جانب سے واسطے میں تیرے ساتھ جو کچھ احسان ہو چکا ہے وہ تو جانتا ہے۔"

اُس نے کہا کہ "میں تم سے جنگ کرنے نہیں آیا۔ اس لیے اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ مجھے راستہ دے دیں کہ تمھارے پاس سے گزر جاؤں۔"

عہد شکنی پر ملامت

نہر سے دجلے کی طرف نکلا۔ دیر نہ ہوئی تھی کہ لشکر اس طرح آیا کہ اہل جعفریہ بھی مسلح تھے۔ ایک شخص بڑھا جس کی کنیت ابویعقوب تھی اور جربان مشہور تھا۔ اُن سے کہا کہ "اے اہل جعفریہ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ

کیا کیا سخت سخت قسمیں تم نے کھائی تھیں کہ ہم سے نہ لڑو گے، ہمارے خلاف کسی کو مدد نہ دو گے۔ اور جب ہم میں سے کوئی شخص تمھارے پاس گزرے گا تو اُس کی مدد کرو گے۔"

جواب میں شور و فریاد کے ساتھ آوازیں بلند ہوئیں، اُن لوگوں نے تیر اور پتھر مارے۔

لکڑی کے سہارے بیڑا پار

وہاں ایک گاؤں تھا جس میں تقریباً تین سو لکڑیاں تھیں (جو کنویں پر گراری کے لیے لگائی جاتی ہیں) حسب الحکم یہ سب لکڑیاں لے لی گئیں اور اُن میں سے ایک کو ایک سے جوڑ کے تختے تیار کر لیے گئے۔ جب کام کے قابل ہو گئے تو پانی میں اُتار دیے۔ جنگ آور سپاہی سوار ہو کے اُس قوم سے ملے جو جعفریہ کی تھی۔ انھی لوگوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ کنویں کی لکڑیوں کے تیرانے سے پہلے علی بن ابان عبور کر کے آیا پھر لکڑیاں جمع کی گئیں۔ پہلے زنجی پار گئے، وہ نہر کے کنارے سے ہٹ گئے تھے، پھر ان لوگوں میں تلوار چلائی، مخلوق کثیر مقتول ہوئی۔ قیدی لائے گئے جو تہدید و توبیخ کر کے چھوڑ دیے گئے۔ ایک شورہ ساز غلام کو کہ سالم الزغاوی مشہور تھا، اُن لوگوں کے پاس بھیجا جو جعفریہ میں گھس گئے تھے کہ اُس نے انھیں واپس کر دیا ہے۔ منادی کرادی کہ "خبردار۔ میں اُس شخص سے بری الذمہ ہوں جو اس گاؤں سے کچھ لوٹے یا اس کے کسی آدمی کو قید کرے۔ جو ایسا کرے گا تو اُس کے لیے دردناک سزا جائز ہو جائے گی۔"

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیانے کے

نہر سیب کے مغربی جانب سے مشرقی جانب عبور کر گیا۔ رؤسائے اصحاب جمع ہو گئے، گاؤں سے بقدر ایک تیر پرتاب کے بڑھا تھا کہ پیچھے سے شور کی ایک آواز سنی جو جو وسط نہر سے آ رہی تھی، پلٹ کے دیکھا کہ رئیس اور الحمیری اور ابن ابی عون کا ساتھی پاس آ گئے۔ انھیں اہل جعفریہ کا حال معلوم ہو گیا، زنجیوں نے اپنے آپ کو اُن پر ڈال دیا، چار کشتیاں مع اُن کے ملاحوں اور جنگ آوروں کی گرفتار کر لیں کشتیوں کو مع اُن لوگوں کے جو ان میں سوار تھے نکالا۔ جنگ آوروں کو بلا کر دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ

وہ رمیس اور ابن ابی عون کے ساتھی نے اُس وقت تک نہیں چھوڑا کہ انھیں سوار نہیں کرلیا۔ گاؤں والوں نے رمیس کو برانگیختہ کیا۔ اُس سے اور ابن ابی عون کے ساتھی سے بہت بڑے مال کی ذمہ داری لی۔ مشورہ سازوں نے اپنے غلاموں کی واپسی پر ہر غلام پر اُس سے پانچ پانچ دینار کا ذمہ لیا،

اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوگئے

"نمیری" اور "حجام" کے نام سے جو دو غلام مشہور تھے ان کا حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ النمیری تو اب تک اُن کے ہاتھ میں گرفتار ہے، حجام کے متعلق اُس علاقے کے باشندوں نے بیان کیا کہ وہ ان کے علاقے میں چوری اور خون ریزی کیا کرتا تھا اس لیے اُس کی گردن ماردی گئی اور لاش کو نہر ابو الاسد پر لٹکا دیا گیا،

جب اُس نے حال معلوم کر لیا تو سب کی گردنیں مارنے کا حکم دیا، سوائے ایک شخص کے سب کی گردنیں ماردی گئیں، یہ شخص جو بچ گیا اس کا نام محمد بن حسن البغدادی تھا، اُس نے قسم کھائی کہ وہ مطیع ہے نہ اُس پر تلوار کھینچی ہے نہ جنگ کی ہے، اُسے رہا کر دیا گیا۔ سر اور نیزے خچروں پر لاد لیے۔ کشتیاں جلادی گئیں اور روانہ ہو گیا، نہر فرید آیا، پھر ایک نہر تک پہنچا جو الحسن بن محمد القاضی کے نام سے مشہور تھی، اُس پر ایک پل بنا تھا جو مواضع جعفریہ اور القفص کے درمیان واقع تھا،

دیہات کے رہنے والوں میں سے بنی عجل کی ایک جماعت اُس کے پاس آئی، اپنے آپ کو پیش کیا جو پاس تھا سب اُسی کی راہ میں لگا دیا، اُس نے جزائے خیر کی دعا دی، اُن کی مزاحمت کرنے کی ممانعت کر دی، وہاں سے روانہ ہو کے ایک نہر پر آیا جو بغشا کے نام سے مشہور تھی، گاؤں لب نہر آباد تھا، اُس کے باہر ٹھیرا۔ یہ گاؤں دجیل کے سر راہ تھا۔ اُس کے پاس کرخ کے لوگ آئے۔ سلام کیا، دعا دی، اور اُس کی خواہش کے مطابق میزبانی کی،

سجود یہود

ایک شخص خیبر کا یہودی آیا جس کا نام ماندویہ تھا، اس کا ہاتھ چوما، سجدہ کیا، وہ سمجھا کہ یہ سجدہ بطور شکرانۂ دیدار کے ہے، یہودی سے اُس نے بہت سے مسائل دریافت کیے جن کے جواب اُس نے دیے۔ جب یہ گمان ہوا کہ یہودی کو توراۃ میں میرا تذکرہ ملا ہے اور وہ میری موافقت میں (مسلمانوں سے)

لڑنا مناسب سمجھتا ہے۔

علامات موعودہ تورات

جسمانی نشانی دریافت کی (کہ ایسا شخص جو اللہ کے لیے مسلمانوں پر خروج کرے گا، تورات میں اُس کی جسمانی علامتیں کیا کیا مذکور ہیں، یہودی نے وہی علامتیں بتائیں جو اس خارجی کے جسم میں تھیں، خارجی نے وہ علامتیں اپنے جسم پر دکھائیں، یہودی نے پہچان لیں (کہ واقع میں یہی علامتیں تورات میں مذکور ہیں) رات بھر دونوں یک جا رہے اور باتیں کیا کیے،

مزہ منھ کا بدلنے کے لیے

جس دن اُترتا تھا مع اپنے چھ ساتھیوں کے لشکر سے علیحدہ رہتا تھا اُس روز اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نبیذ سے روکتا نہ تھا۔ لشکر کی حفاظت محمد بن مسلم کے سپرد کرتا تھا،

آخر شب میں اہل کرخ میں سے ایک شخص آیا کہ ریس اور المفتح اور دیہات کے رہنے والے جو متصل ہیں اور عقیل اور اہل الابلہ پاس آ گئے ہیں، اُن کے ہمراہ الدبیلا مسلح ہے، الحمیری اہل فرات کی ایک جماعت کے ہمراہ ہے، وہ لوگ اسی شب کو نہر میمون کے پل کی طرف گئے، پل کو کاٹ دیا کہ عبور کو روک دیں جمع ہوئی، حسب الحکم زنجیوں کو پکار اگیا، وہ عبور کر کے دجیل گئے، خود اُس نے کرخ کے آخری حصے کی طرف رُخ کیا، نہر میمون پر آیا تو نہر کے پل کو کٹا ہوا پایا، لوگوں کو نہر کے شرقی جانب اور پل کی کشتیوں کو نہر کے اندر پایا، الدبیلا کو کشتیوں میں اور دیہات والوں کو مختلف خالی کشتیوں میں، اپنے ساتھیوں کو چھپتے رہنے کا حکم دیا کہ آویزش کی نوبت نہ آنے پائے، بچ کے گزر جائیں، خود لوٹا اور گاؤں سے سو ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھ گیا، جب ان لوگوں نے کسی کو نہ دیکھا جو اُن سے قتال کرے تو حال معلوم کرنے کے لیے ایک جماعت نکلی، اُس نے ایک جماعت کو حکم دیا تھا جو گاؤں میں آ کر اس طرح چھپ گئے تھے کہ سب سے اُن کی آمد پوشیدہ رہی تھی، اُن میں سے جو نکلا اُس کے نکلنے کی جب آہٹ پائی تو حملہ کر دیا۔ بائیس آدمیوں کو قید کر لیا۔ بقیہ کی طرف دوڑے۔ ایک جماعت کو نہر کے کنارے قتل کر دیا، اُس کے پاس سر اور قیدی لے کے پلٹے تو باہمی گفتگو کے بعد سب کی گردنیں مارتے اور سروں کے محفوظ رکھنے کا حکم دیا نصف النہار تک

مقیم رہا۔ وہ اُن کی آوازیں سُن رہا تھا کہ بات بن گئی،

ایک بدوی امان مانگتا ہوا آیا، اُس نے اُس سے نہر کی گہرائی پوچھی تو اُس نے کہا کہ "میں ایک ایسی جگہ جانتا ہوں جو پایاب ہے۔ قوم اپنی پوری جماعت کے ساتھ اُس سے قتال کی تیاری کر رہی ہے۔" وہ اُس شخص کے ساتھ چل کے ایک مقام پر آیا جو المہدیہ سے بقدر ایک میل کے تھا، وہ اپنے آگے نہر میں گھسا، لوگ اس کے پیچھے گھسے، اُسے اُس کے تابع نے جو الرملی مشہور تھا اُٹھا لیا اور چوپایوں کے ذریعے سے عبور کر گیا، جب نہر کی شرقی جانب پہنچا تو دوبارہ نہر میمون کی طرف پلٹ کے مسجد میں اُتر گیا، سر لٹکا دیے گئے، اُس روز وہاں مقیم رہا، رئیس کا پورا لشکر جبل کے وسط میں اُتر گیا، انھوں نے اُس موضع میں قیام کیا جو نہر بردالخیار کے مقابلے میں اقشی کے نام سے مشہور تھا، کسی کو خبر رسانی کے لیے بھیجا جس نے وہاں قیام کرنے کی خبر دی اُس نے اسی وقت ایک ہزار آدمی روانہ کیے جو اُس مقام کی شور زمین پر کہ اُس نہر کے دہانے پر تھی ٹھیر گئے، اُن سے یہ کہا کہ اس سے علوی نے کہا کہ اگر وہ لوگ تمہارے پاس مغرب کی جانب سے آئیں تو خیر ورنہ مجھے اطلاع دو، عقیل کو ایک خط لکھا جس میں یاد دلایا تھا کہ اس نے باشندگانِ الابلہ کی ایک جماعت کے ساتھ اُس سے بیعت کی ہے، رئیس کو لکھا جس میں اُسے اپنے متعلق السیب کا اس امر کا حلف یاد دلایا کہ وہ اس سے قتال نہ کرے گا۔ اور سلطنت کی خبروں سے آگاہ کرتا رہے گا۔ یہ دونوں خط کسی کاشتکار کے ساتھ اُسے یہ حلف دینے کے بعد کہ وہ اُنکے پاس پہنچا دیگا، اُن دونوں کو بھیج دیے اور خود نہر میمون سے اُس شور زمین کے ارادے سے روانہ ہو گیا جہاں اُس نے اپنا منبر تیار کیا تھا،

غارتگری

قادسیہ اور شیفیا پہنچا تو وہاں ایک شور کی آوازسُنی اور تیر باری دیکھی، وہ جب روانہ ہوتا تھا تو گاؤں سے بچتا تھا اور اُن میں داخل نہیں ہوتا تھا، اُس نے محمد بن سلم کو حکم دیا کہ ایک جماعت کے ساتھ شیفیا جائے اور وہاں کے باشندوں سے سوال کرے کہ وہ اُس کے ساتھیوں میں سے اُس شخص کے قاتل کو سپرد کر دیں جو گزرنے کے وقت اُن کے ساتھ تھا،

ابن سلم نے واپس آ کے اطلاع دی کہ گاؤں والوں کا ایسا گمان ہے کہ بنی ہاشم اس شخص کے محافظ و نگراں ہیں اس لیے ہم اُس پر قابو نہیں رکھتے علوی نے غلاموں کو آواز دی اور انھیں دونوں گاؤں لوٹ لینے کا حکم دیا۔

گاؤں لوٹ لیے

علوی نے غلاموں کو آواز دی کہ دونوں گاؤں لوٹ لیے جائیں۔ اس حکم کے مطابق دونوں گاؤں سے بکثرت سامان، اسباب، دینار، درہم، جواہر، زیور اور سونے چاندی کے برتن لُٹ گئے۔ اہل قریہ کے غلام اور عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ اس سے پہلے کبھی ایسی کارروائی نہیں کی تھی۔ لوگ ایک مکان پر کھڑے ہوگئے جس میں شوریٰ والوں کے چودہ غلام تھے جن پر دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ انھیں گرفتار کر لیا۔ ہاشمیوں کے آزاد کردہ غلام کو لائے جو اُس کے ساتھی کا قاتل تھا۔ محمد بن سلم کے حکم سے اُس کی گردن ماری گئی۔

منع شراب

گاؤں سے عصر کے وقت نکلا اور اُس شور زمین میں اُترا جو بردالخیار کے نام سے مشہور ہے۔ مغرب کا وقت ہوا تو اُس کے پاس چھ ساتھیوں میں سے کوئی آیا اور یہ اطلاع دی کہ اُس کے ساتھی اُن شرابوں اور نبیذوں کے پینے میں مشغول ہو گئے ہیں جو انھوں نے قادسیہ میں پائی ہیں۔ وہ محمد بن سلم اور یحییٰ بن محمد کے ہمراہ اُن کے پاس گیا اور انھیں آگاہ کیا کہ یہ انھیں جائز نہیں۔ اُس دن اُس نے نبیذ کو حرام کر دیا، اور اُن سے کہا کہ تم لوگ اُن لشکروں سے ملو گے جن سے قتال کرو گے لہٰذا نبیذ کا پینا اور اُس کا شغل ترک کرو۔ انھوں نے اس کی یہ بات مان لی۔

بر سر جنگ

صبح ہوئی تو ایک حبشی غلام آیا جس کا نام فاقویہ تھا اس نے یہ خبر دی کہ رمیس کے ساتھی دجیل کے شرقی جانب پہنچ گئے ہیں اور دریا کے کنارے کی طرف نکلے ہیں۔ اُس نے علی بن ابان کو بُلا کے حکم دیا کہ زنجیوں کو لے جائے اور اُن لوگوں سے جنگ کرے۔ مشرق کو بلا کے اُس سے اصطرلاب لیا، آفتاب کا اندازہ کیا، اور وقت پر نظر کی۔ اُس کے بعد اُس نہر کے پُل پر گزرا جو بردالخیار کے نام سے مشہور ہے۔ لوگ اُس کے پیچھے تھے۔

نہر کے شرقی جانب پہنچے تو لوگ علی بن ابان سے مل گئے، رئیس اور عقیل کے ساتھیوں کو انھوں نے دریا کے کنارے اور الدبیلا میں اس طرح کشتیوں پر سوار پایا کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے انھوں نے اُن پر حملہ کر کے مقتل عظیم برپا کر دیا، دجیل کی غربی جانب سے ایک آندھی آئی جس نے کشتیوں کو اٹھا کے کنارے کے قریب کر دیا، زنجی دوڑے، کشتیوں میں جسے پایا قتل کر دیا۔ رئیس اور اس کے ساتھی نہر الدیر کی جانب بھاگے جو اقشی کے راستے میں تھی، اپنی کشتیوں کو اس طرح بے حرکت چھوڑ دیا کہ یہ گمان ہو کہ وہ مقیم ہے عقیل اور ابن ابی عون کا ساتھی اس طرح دجلے کی جانب بھاگ رہے تھے کہ کسی طرف رخ نہ کرتے تھے۔

صاحب الزنج نے الدبیلا کی کشتیوں میں جو کچھ تھا اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ قاقویہ اُن کے اندر اترا کہ تلاش کرے۔ الدبیلا کے ایک آدمی کو پایا جسے حیلے سے نکالنا چاہا مگر اُس نے انکار کیا۔ آلۂ جارحہ (سنانے) ساتھ تھا۔ جس سے اس کی کلائی پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ ایک رگ کٹ گئی۔ دوسرا وار پاؤں پر کیا اور ایک پٹھا کاٹ دیا۔ قاقویہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، سر پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ گر پڑا، اُس کے بال پکڑ لیے، سر کاٹ لیا اور صاحب الزنج کے پاس لایا جس نے چند دینار انعام کے ساتھ یحییٰ بن محمد کو حکم دیا کہ اُسے سو زنجیوں پر سردار بنا دے۔

صاحب الزنج ایک گاؤں کی طرف چلا گیا جو المہلبی کے نام سے مشہور تھا یا ران کے مقابل تھا۔ زنجی جنھوں نے عقیل اور ابن ابی عون کے نائب کا تعاقب کیا تھا واپس آ گئے۔

اُس نے ایک کشتی کو گرفتار کیا جس میں دو ملّاح تھے، حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے اُن کا تعاقب کیا تو انھوں نے اپنے آپ کو کنارے کی طرف ڈال دیا اور اس کشتی کو چھوڑ دیا تو ہم اُسے لے آئے۔ اُس نے اُن دونوں ملاحوں سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ عقیل نے اُن دونوں کو زبردستی اپنی فرمانبرداری پر مجبور کیا اور اطاعت کے یرغمال کے طور پر اُن کی

عورتوں کو قید کر لیا۔ تمام ملاحوں کے ساتھ جو اُس کے مطیع بنے تھے، یہی
روش رکھی۔

اُس نے اُن دونوں سے اہل الدبیلا کے آنے کا سبب دریافت کیا؟
اُنھوں نے کہا کہ عقیل نے اُن سے مال کا وعدہ کیا تو وہ اُس کے ساتھ ہو گئے۔
اُن کشتیوں کے متعلق دریافت کیا جو اقشی میں کھڑی تھیں۔ اُنھوں نے کہا کہ
یہ رمیس کی کشتیاں ہیں اور وہ اُنھیں چھوڑ گیا ہے اور دن چڑھتے ہی
بھاگ گیا ہے۔

یہ سُن کے وہ لوٹا، اُن کشتیوں کے مقابل ہوا تو زنجیوں کو حکم دیا، وہ
پانی میں اُتر گئے اور پاس لے آئے جو کچھ اُس میں تھا اُن سے لٹوا لیا اور
کشتیاں جلا دی گئیں، المہلبیہ گاؤں میں گیا جس کا نام تنغت تھا اُس کے قریب
اُتر گیا اور اُس کے لوٹ لینے اور جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ لوٹ لیا
اور جلا دیا گیا۔ نہر المادیان پر روانہ ہوا، وہاں اُسے نخلستان ملے جنھیں
جلا دینے کا حکم دیا۔

اُس علاقے میں صاحب الزنج اور اُس کے ساتھیوں کے فساد
کے متعلق اور امور بھی تھے جن کا ذکر ہم نے ترک کر دیا کیونکہ وہ بڑے
نہ تھے اگرچہ اُس کے تمام امور بڑے ہی تھے۔

جسے پایا مار ڈالا

بڑی جنگوں میں سے وہ جنگ تھی جو بازار الریان میں
ترکوں میں سے اُس شخص کے ساتھ ہوئی جس کی کنیت
ابو ہلال تھی اُس کے سرداروں میں سے ایک سردار سے جو ریحان کہلاتا تھا
مذکور ہے کہ یہ ترک اس بازار میں اُن لوگوں کے پاس اس طرح پہنچا کہ
اس کے ہمراہ تقریباً چار ہزار آدمی یا اس سے زائد تھے۔ مقدمے میں وہ
جماعت تھی جن کے پاس جھنڈے اور طبل تھے۔ زنجیوں نے اُن پر
ایک بہادرانہ حملہ کیا، کسی نے جھنڈے والے کو گرا دیا اور اُن دو
لکڑیوں سے اُسے مارا جو اُس کے ہاتھ میں تھیں کہ اُسے پچھاڑ دیا اور وہ
جماعت بھاگ گئی۔ زنجی ٹوٹ پڑے، ابو ہلال کے ساتھیوں میں سے تقریباً

پندرہ سو آدمی قتل کر دیے۔ بعض نے ابو ہلال کا تعاقب کیا مگر اُسے پا نہ سکا کیونکہ وہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر تھا۔ اُن کے اور شکست پانے والوں کے درمیان تاریکیٔ شب حائل ہو گئی، صبح ہوئی تو اُس نے ان لوگوں کے تعاقب کا حکم دیا متعاقبین اُس کے پاس قیدیوں اور سروں کو لائے تو اُس نے تمام قیدیوں کو قتل کر دیا۔

اس جنگ کے بعد افواج خلافت کے ساتھ اُس کی دوسری لڑائیاں بھی ہوئیں سب میں اُسی کی فتح رہی۔

بھونکنے کی آواز

اس معاملے کی ابتدا جیساکہ صاحب الزنج کے ایک قائد (ریحان) کی زبانی مذکور ہے، یہ ہے کہ اس سال کی جس کا ہم نے ذکر کیا کسی رات کو اُن دروازوں میں جو عمرو بن مسعدہ کے نام سے منسوب تھے، کتے کی آواز آئی۔ دریافت کا حکم دیا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ ایک شخص پھر پھرا کے آیا اور بتایا کہ مجھے تو کچھ نظر نہ آیا۔ کتے کی آواز پھر آئی۔ ریحان کا بیان ہے کہ اب کے اُس نے مجھے بلایا کہ اس بھونکنے والے کتے کے مقام پر تو جا۔ وہ ضرور کسی آدمی کو دیکھ کر بھونکتا ہے۔ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کتا پل پر ہے اور میں نے کچھ نہ دیکھا۔ میں بلند ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص وہاں کی سیڑھیوں میں بیٹھا ہے، میں نے اُس سے بات کی جب اُس نے مجھے سنا کہ میں عربی بولتا ہوں تو کہا میں سیران بن عفواللہ ہوں، تمھارے سردار کے پاس اُس کی بصرے کی جماعت کے خطوط لایا ہوں۔

یہ سیران اُن لوگوں میں سے تھا جنھوں نے بصرے کے زمانۂ قیام میں صاحب الزنج کی صحبت اُٹھائی تھی۔

میں نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُس کے پاس لے گیا اُس نے وہ خطوط پڑھے الزینبی اور اُن چند شخصوں کو دریافت کیا جو اُس کے ساتھ تھے اُس نے کہا کہ الزینبی نے تیرے لیے الخول اور المطوعہ اور البلالیہ اور السعدیہ کو تیار کیا ہے، وہ لوگ مخلوق کثیر ہیں اور وہ تیرے مقابلے کے لیے اُن کے ساتھ بیان میں ہے۔ اُس نے اُس سے کہا کہ اپنی آواز آہستہ کر تاکہ

غلام تیری خبر سے ڈر نہ جائیں۔

دریافت کیا کہ کون شخص اس لشکر کی سرداری کرے گا؟ اُس نے جواب دیا: ایک شخص جو ابو منصور کے نام سے مشہور ہے نامزد کیا گیا ہے، اور وہ ہاشمیوں کا آزاد کردہ غلام ہے۔ پوچھا: کیا تو نے اُن کی جماعت دیکھی ہے؟ اُس نے کہا ہاں، اور اُن لوگوں نے اُن کے باندھنے کے لیے جن پر وہ فتح پائیں گے رسّیاں تیار کی ہیں۔ پھر اُس نے اُس مقام پر واپس جانے کو کہا۔

سیران علی بن ابان اور محمد بن مسلم اور یحییٰ بن محمد کے پاس واپس آیا۔ اُن سے باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ صبح نمودار ہوگئی۔ اس کے بعد صاحب الزنج روانہ ہوا یہاں تک کہ اُس نے اُن لوگوں کو معلوم کر لیا۔ جب وہ ترسے کے پچھلے حصّے اور برسونا اور بیان کی سند ادان تک پہنچا تو ایک جماعت اُس کے سامنے آگئی جو اس سے قتال کا ارادہ رکھتی تھی، اُس نے علی بن ابان کو حکم دیا وہ اُن کے پاس آیا اور اُنھیں شکست دی، اُن کے ہمراہ جو زنجی تھے، اُن سب کو گرفتار کر لیا۔

ریحان نے بیان کیا کہ میں نے خود سُنا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ جو کچھ تم لوگ دیکھتے ہو یہ تم لوگوں کے معاملے کے مکمل ہونے کی علامات میں سے ہے کہ وہ لوگ اپنے غلاموں کو لاتے ہیں اور تمھارے سپرد کر جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ تمھاری تعداد کو بڑھاتا ہے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہو کے بیان تک پہنچ گیا، مجھے اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو المحجر اُس قافلے اور لشکر کی تلاش میں روانہ کیا جو بیان کی غربی جانب النخل کے کنارے تھا، ہم لوگ روانہ ہو گئے، وہاں اُنّیس سو کشتیاں پائیں اور اُن کے ساتھ مجاہدین کی ایک جماعت کو جنھوں نے کشتیوں کو روک لیا ہے۔ جب اُنھوں نے ہمیں دیکھا تو کشتیوں کو چھوڑ دیا اور سُلیمان عرایا کو عبور کر کے جوبک کی طرف چلے گئے، ہم نے کشتیوں کو چلایا اور اس کے پاس پہنچا دیا۔ اُس نے فرش کرنے کا حکم دیا جو اُس کے لیے ایک بلند جگہ پر بچھا دیا گیا اور وہ بیٹھ گیا۔

کشتیوں میں ایک جماعت، حجاج کی تھی جو بصرے کے راستے پر جانا چاہتے تھے، وہ بقیۂ دن سے غروب آفتاب تک ان سے باتیں کرتا رہا، اور وہ لوگ اُس کی ہر بات میں تصدیق کرتے رہے۔ اور یہ کہنے لگے کہ اگر ہمارے پاس زائد نفقہ ہوتا تو ہم لوگ ضرور تیرے ساتھ قیام کرتے، اُس نے انھیں اُن کی کشتیوں میں واپس کر دیا، جب صبح ہوئی تو انھیں کشتیوں سے نکالا اور قسم دی کہ کسی کو اُسی کے ہمراہیوں کی تعداد نہ بتائیں گے اور اُس کی حالت کو اُن لوگوں سے کم کر کے بتائیں گے جو اُن سے اُس کے بارے میں دریافت کرے گا،

ان لوگوں نے اپنے ساتھ کا ایک فرش اُس کے روبرو پیش کیا، چنانچہ اُس نے اُسے اپنے ساتھ کے فرش سے بدل دیا، اور انھیں اس امر پر قسم دی کہ اُن کے ہمراہ کوئی سرکاری مال نہیں ہے اور نہ تجارت کا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ شاہی ملازمین میں سے ایک آدمی ہے، اُس نے اُس کے حاضر کرنے کا حکم دیا، وہ حاضر کیا گیا تو اُس نے قسم کھائی کہ وہ شاہی ملازمین میں سے نہیں ہے، وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ساتھ جوتے ہیں کہ اُس نے انھیں بصرہ لے جانے کا ارادہ کیا ہے، وہ کشتی والا بلایا گیا جس کشتی میں یہ شخص پایا گیا تھا، اُس نے اُس کے لیے قسم کھائی کہ وہ بشبک (جوتے) کا تاجر ہے اس لیے اُس نے اُسے سوار کر لیا ہے، اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور حجاج کو بھی رہا کر دیا وہ سب چلے گئے،

باشندگان سلیمانان بیان کے راستے پر اُس علوی کے روبرو نہر کی شرقی جانب چل رہے تھے۔ اُس کے ساتھیوں نے اُن سے بات کی، انھی میں حسین الصید نانی بھی تھا جو بصرے میں اُس کے ساتھ رہا تھا، وہ اُن چار اشخاص میں سے ایک تھا جو مسجد عبّاد میں ظاہر ہوئے تھے۔ وہ شخص اُس دن اُس سے مل گیا۔ اُس نے تعجب سے پوچھا کہ اس وقت تک تو نے کیوں دیر کی؟ صید نانی نے معذرت کی کہ میں پوشیدہ تھا، جب یہ لشکر نکلا تو اُسی کے غول میں داخل ہو گیا،

کہا: مجھے اس لشکر کا حال بتا کہ کون لوگ ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں؟
اُس نے کہا کہ میرے سامنے غلاموں میں سے بارہ سو مجاہد نکلے اور زینبی کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار اور بلالیہ اور سعدیہ میں سے تقریباً دو ہزار اور سواروں میں سے دو سو۔ جب یہ لوگ الابلہ پہنچے تو اُن کے اور وہاں کے باشندوں کے درمیان اختلاف ہو گیا، ایک نے دوسرے پر لعنت کی، غلاموں نے محمد بن ابی عون کو گالیاں دیں، میں نے عثمان کے کنارے پر انھیں پیچھے چھوڑا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ کل صبح کو تیرے پاس پہنچیں گے۔
کہا: جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو اُن کا کیا کرنے کا ارادہ ہے؟
اس نے کہا: اُن کا ارادہ سنداد ان بیان سے سواروں کو داخل کرنے کا ہے، اُن کے پیادے نہر کے دونوں کناروں سے تیرے پاس آئیں گے۔
جب صبح ہوئی تو اُس نے مخبر روانہ کیا کہ حال معلوم کرے، وہ مخبر بوڑھا کمزور اور معذور منتخب کیا کہ اُس سے مزاحمت نہ کی جائے، مخبر اُس کے پاس واپس نہ آیا۔ پھر جب اُس نے دیر کی تو فتح حجام کو تین سو آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور یحییٰ بن محمد کو سنداد ان بھیج کے حکم دیا کہ وہ بیان کے بازار میں نکلے، فتح اُس کے پاس آیا اور خبر دی کہ قوم بہت بڑی جماعت کے ساتھ اُس کی طرف آرہی ہے، انھوں نے نہر کے دونوں جانب کا راستہ اختیار کیا ہے، اُس نے سیلاب کو پوچھا تو کہا گیا کہ اب تک نہیں آیا۔ پھر کہا کہ اُن کے سوار اب تک داخل نہیں ہوئے،
محمد بن سلم اور علی بن ابان کو اُس نے حکم دیا کہ وہ دونوں اُن لوگوں کے لیے کھجور کے باغ میں بیٹھیں، اور وہ خود ایک پہاڑ پر بیٹھ گیا، کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ جھنڈے اور آدمی نظر آئے، لوگ اُس زمین تک آگئے جو ابوالعلاء البلخی کے نام سے مشہور ہے جو دبیران کا کنارہ ہے، اُس نے زنجیوں کو حکم دیا، انھوں نے تکبیر کہی پھر اُن پر حملہ کر دیا، وہ دبیران میں اُن کے پاس پہنچ گئے، اس کے بعد غلاموں نے حملہ کیا جن کے آگے ابوالعباس بن ایمن عرف ابوالکباش

اور بشیر قیسی تھے، پھر زنجی واپس ہو کے اُس پہاڑ پر پہنچ گئے، پلٹ پڑے اور سامنے جم گئے۔ ابوالکباش نے فتح حجام پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور ایک غلام کو پا گیا جس کا نام دینار تھا، اُسے بھی چند ضربیں ماریں، زنجیوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ بیان کے کنارے اُن کے پاس پہنچ گئے، انھیں تلواروں پر لے لیا۔

ریحان نے کہا کہ میں محمد بن سلم کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس نے ابوالکباش کو مارا اُس نے اپنے آپ کو زمین میں ڈال دیا ایک زنجی اُس کے پاس پہنچ گیا اور اُس کا سر کاٹ لیا۔ لیکن علی بن ابان ابوالکباش اور بشیر قیسی کے قتل کا دعوی کرتا تھا کہ سب سے پہلے جس نے میرا مقابلہ کیا وہ بشیر قیسی تھا۔ اُس نے مجھے مارا اور میں نے اُسے مارا، مگر اُس کی ضرب میری ڈھال پر پڑی اور میری ضرب اُس کے سینے اور پیٹ میں پڑی۔ میں نے اُس کے سینے کی پسلیوں کو بیچ دیا اور اُس کا پیٹ چاک کر ڈالا، وہ گر پڑا، میں نے اس کا سر کاٹ لیا، ابوالکباش نے میرا مقابلہ کیا، ہم میں آویزش ہو رہی تھی کہ ایک زنجی پیچھے سے اُس کے پاس آیا، اُس نے اپنے ہاتھ کی لاٹھی سے اُس کی دونوں پنڈلیوں پر ایسا مارا کہ دونوں ٹوٹ گئیں، وہ گر پڑا، میں اُس کے پاس آیا، کوئی روک نہ تھی، میں نے اُسے قتل کر کے سر کاٹ لیا اور دونوں سروں کو صاحب الزنج کے پاس لایا۔ محمد بن الحسن بن سہل نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج سے سُنا کہ اُس کے پاس علی ابوالکباش اور بشیر قیسی کے سر لایا، میں ان دونوں کو پہچانتا نہیں تھا، یہ دونوں آگے آگئے تھے، میں نے ان کو قتل کر دیا، یہ حالت دیکھی تو سب ہمراہی بھاگ گئے،

ریحان سے مذکور ہے کہ لوگ بھاگے اور ہر طرف جانے لگے، اور زنجیوں نے نہر بیان تک اُن کا تعاقب کیا، نہر کا پانی اُتر گیا تھا، جب وہاں پہنچے تو کیچڑ میں دھنس گئے جس کے باعث اُن میں سے اکثر قتل ہوئے، زنجی اپنے ساتھی دینار کے پاس سے گزرنے لگے جسے ابوالکباش نے مارا تھا

اور وہ زخمی پڑا ہوا تھا، وہ لوگ اُسے غلاموں میں سے سمجھتے تھے اور اُسے ہتھیلیوں سے مار رہے تھے، یہاں تک کہ وہ ادھ موا ہو گیا، ایک شخص اُس کے پاس گزرا جو اُسے پہچانتا تھا، وہ اُسے صاحب الزنج کے پاس اُٹھا لے گیا جس نے اُس کے زخموں کے علاج کا حکم دیا،

ریحان کا بیان ہے کہ وہ قوم نہر بیان کے دہانے پر پہنچی جسے ڈوبنا تھا وہ ڈوب گیا، وہ کشتیاں پکڑ لی گئیں جن میں گھوڑے تھے کہ یکایک ایک شخص کشتی سے اشارہ کرتا نظر آیا، ہم لوگ اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا کہ نہر شریکان کے اندر جاؤ کیونکہ وہاں اُن کا پوشیدہ لشکر ہے، یحییٰ بن محمد اور علی بن ابان داخل ہوئے، یحییٰ نے نہر کا غربی کنارہ اختیار کیا اور علی بن ابان اُس کے شرقی کنارے سے روانہ ہوا، کیا دیکھا کہ قریب ایک ہزار کے مغربی لشکر پوشیدہ ہے اور اُن کے ساتھ حسین الصید نامی قید ہے، جب ان لوگوں نے ہمیں دیکھا تو حسین پر حملہ کر کے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نیزے دراز کر دیے، ظہر تک تعال کرتے رہے پھر زنجی اُن پر ٹوٹ پڑے، سب کو قتل کر دیا اُن کے ہتھیار جمع کر لیے، اور اپنے لشکر واپس آ گئے، اپنے سردار کو بیان کے کنارے بیٹھا پایا، اور اُس کے پاس کچھ اوپر تیس جھنڈے لائے گئے تھے اور تقریباً ایک ہزار سر جن میں بہادر غلاموں کے اور بڑے بڑے شجاعوں کے سر بھی تھے، کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ اُس کے پاس اُس دن کے بہادر کو لائے، میں نے اُسے نہیں پہچانا، پھر یحییٰ آیا کہ وہ بہادر اُس کے سامنے تھا، اُس نے اُسے پہچان کے مجھ سے کہا کہ یہ غلاموں کا بہادر ہے، کیوں تو نے اُسے باقی رکھا ہے، آخر اُس کی گردن مار دی گئی،

صاحب الزنج نے اُس دن اور اُس رات قیام کیا، جب صبح ہوئی تو اُس نے مخبر کو دجلے کے کنارے روانہ کیا، جس نے آ کے خبر دی کہ دجلے میں دو کشتیاں ہیں جو جزیرے سے ملی ہوئی ہیں، جزیرہ اُس وقت قندل کے دہانے پر تھا، اُس نے مخبر کو عصر کے بعد واپس کیا تاکہ حال معلوم کرے، جب

مغرب کا وقت ہوا تو اُس کے پاس ابوالعباس آیا جو اس کے بیٹے کا بڑا ماموں تھا، ہمراہ لشکر کا ایک آدمی تھا جس کا نام عمران تھا اور وہ اسی ابوالعباس کی ماں کا شوہر تھا، اُس کے ساتھیوں نے اُن دونوں کے لیے صف باندھ لی اور دونوں کو بلایا، عمران نے اُسے ابن ابی عون کا پیام پہنچا دیا اور درخواست کی کہ وہ بیان کو عبور کر جائے تاکہ اُس کے علاقے سے جدا ہو جائے، اُسے یہ بتایا کہ اُس نے اُس کے راستے سے تکلیف دور کر دی ہے، اُن کشتیوں کے پکڑنے کا حکم دیا جو جبی سے بیان کو گزرتی ہیں، اُس کے ساتھی الجھ گئے،

سُلیمان میں دو سو کشتیاں پائیں جن میں چند پیمانہ آٹا تھا، سب کشتیاں پکڑ لی گئیں، اُن میں کپڑے پائے گئے، دس زنجی بھی تھے، اس نے لوگوں کو کشتیوں میں سوار ہونے کا حکم دیا، مغرب کے وقت جب مّد (پانی کا چڑھاؤ) آیا تو اُس نے عبور کیا، ساتھیوں نے دہانۂ قِندل کے مقابل عبور کیا، ہوا تیز ہو گئی، ابودلف چھوٹ گیا، اس کے ساتھ وہ کشتیاں تھیں جن میں آٹا تھا جب صبح ہوئی تو ابودلف اُس کے پاس پہنچا اور بتایا کہ ہوا اُسے عمران کے غاروں کی طرف لے گئی تھی، گاؤں والے اُس کو مع ہمراہیوں کے گرفتار کرنا چاہتے تھے مگر دفع ہو گئے، پچاس زنجی آ گئے، پاس پہنچے پر وہ روانہ ہو گئے قِندل میں داخل ہوا پھر معلی بن ایوب کے گاؤں میں اُتر گیا، ساتھی دیہاتوں تک پھیل گئے، وہاں اُنھوں نے تین سو زنجی پائے جن کو پکڑ لائے، اُنھوں نے معلی بن ایوب کے وکیل کو بھی پایا، وکیل سے مال طلب کیا تو اُس نے کہا کہ میں بوسان تک عبور کر لوں تو تیرے پاس مال لاؤں، اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ چلا گیا، پھر واپس نہیں آیا، دیر ہوئی تو حسب الحکم وہ گاؤں لوٹ لیا گیا،

ریحان سے مذکور ہے کہ میں نے صاحب الزنج کو دیکھا کہ وہ ہمارے ساتھ اُس دن لوٹ رہا تھا، میرا ہاتھ اور اُس کا ہاتھ ایک سیسے ہوئے ادنی مجبّے پر پڑ گیا تھا، اُس کا کچھ حصّہ اُس کے ہاتھ میں چلا گیا اور کچھ میرے ہاتھ میں، وہ

مجھے کھینچنے لگا، یہاں تک کہ میں نے اُسے اُس کے لیے چھوڑ دیا، اس کے بعد وہ روانہ ہو کے نہر کی غربی جانب قندل کے کنارے زینبی کے اسلحہ خانے تک پہنچ گیا، وہ جماعت اُس کے مقابلے پر جم گئی جو اس اسلحہ خانے میں تھی، وہ لوگ سمجھتے تھے کہ مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں مگر عاجز آ گئے، دو سو کے قریب تھے، سب کے سب مار ڈالے گئے، وہ رات کو محل میں سویا صبح کو مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت قندل کی زمین شور کے ارادے سے روانہ ہوا، اُس کے ساتھیوں نے نہر کے دونوں کنارے اختیار کر لیے، منذران پہنچے تو گاؤں میں داخل ہو کے اُسے لوٹ لیا، یہاں زنجیوں کی ایک جماعت پائی، وہ انھیں اُس کے پاس لے آئے، اُس نے سب کو اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا،

قندل کے پچھلے حصے میں گیا اور کشتیوں کو اُس نہر میں ڈالا جو الحسنی کے نام سے مشہور ہے اور نہر صالحی سے مل جاتی ہے، کسی ساتھی سے مذکور ہے کہ اسی جگہ لوگ سردار بنائے گئے تھے، اس سے اُس نے انکار کیا کہ اس کے قبل سردار بنائے گئے ہوں، اُس کے ساتھی نہروں میں منتشر ہو گئے، دبّا کے چوراہے پر پہنچے تو ایک شخص کو پایا جو ساحل بصرہ کے کھجور والوں میں سے تھا، محمد بن جعفر المُریدی نام تھا، وہ اسے اس کے پاس لے آئے اُس نے اُسے سلام کیا اور اُسے پہچان لیا، بلالیہ کو پوچھا اُس نے کہا کہ میں انھیں کا پیام لے کے تیرے پاس آیا تھا کہ زنجی مل گئے اور وہ مجھے تیرے پاس لے آئے۔ وہ لوگ تجھ سے شرائط دریافت کرتے ہیں، جب وہ شرائط تو انھیں بتا دے گا تو وہ تیری بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، اُس نے اُسے وہ شرائط بتا دیے اور اُن کا سرپرست بننے کی ذمہ داری کر لی، اس کے بعد اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور اُس کے ساتھ ایک شخص کو روانہ کیا، وہ وہاں سے واپس آ گیا تھا، چار دن تک اُس کے انتظار میں ٹھیرا رہا مگر وہ نہیں آیا، پانچویں دن روانہ ہوا، اُس نے وہ کشتیاں چھوڑ دی تھیں جو اُس کے ساتھ نہر میں تھیں، خشکی کے راستے کو اختیار کیا جو

نہرداور دانی اور نہر حسنی اور نہر صالحی کے درمیان تھا، ایک لشکر کو نہر امیر کی جانب سے سامنے آتے دیکھا جس میں تقریباً چھ سو سوار تھے، اُس کے ساتھی تیزی سے نہرداور دانی کی طرف چلے گئے، لشکر غربی جانب تھا، اُن سے اُن لوگوں نے طویل گفتگو کی، معلوم ہوا وہ اعراب کی ایک جماعت تھی جس میں عنترہ بن جمناد ثمال بھی تھا، اُس نے محمد بن سلم کو اُن کے پاس بھیجا جس نے ثمال اور عنترہ سے گفتگو کی اُن دونوں نے صاحب الزنج کو دریافت کیا تو اُس نے کہا "وہ کیا ہے"۔

اُن دونوں نے کہا ہم اُن سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں،

وہ اُس کے پاس آیا اور اُسے اُن دونوں کی گفتگو کی اطّلاع دے کے کہا کہ اگر تو اُن دونوں سے گفتگو کر لے تو مناسب ہے،

اُس نے اُسے جھڑک دیا کہ یہ مکّاری ہے، زنجیوں کو قتال کا حکم دیا، اُنھوں نے نہر کو عبور کیا تو اُس لشکر نے رخ پھیر لیا اور سیاہ جھنڈا بلند کیا اور سلیمان برادر زینبی اُن کے ساتھ تھا، صاحب الزنج کے ساتھی لوٹ آئے اور وہ جماعت بھی واپس ہو گئی، اُس نے محمد بن سلم سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا نہیں تھا کہ اُن لوگوں کا ارادہ صرف ہمیں دھوکا دینا ہے،

دبّا کو کوچ کیا، اُس کے ساتھی نخلستان میں منتشر ہو گئے، بھیڑ اور گائے لائے اور ذبح کرنے اور کھانے لگے، اُس رات کو وہ وہیں رہا، جب صبح ہوئی تو روانہ ہو کے الارخنج میں داخل ہوا جو المطہری مشہور ہے، یہ وہ ارخنج ہے جو نہر امیر کو جاتا ہے جو فیاض کے دونوں جانب سے اُس کے مقابل ہے، وہاں اُنھوں نے شہاب بن العلاء العنبری کو پایا، اُس کے ساتھ غلاموں کی ایک جماعت بھی تھی، اُن لوگوں سے جنگ کی، شہاب کو مع اپنی ہمراہی جماعت کے شکست ہوئی، شہاب فیاض چلا گیا، وہاں صاحب الزنج کے ساتھیوں نے چھ سو شورہ ساز غلام پائے، اُنھیں گرفتار کر لیا، محافظوں کو قتل کر دیا اور اُن کو اُس کے پاس لے آئے، وہ روانہ ہو کے قصر جوہری پہنچ گیا جو زمین شور برامکہ پر ہے، اُس رات کو وہیں رہا، جب صبح ہوئی تو

اُس زمین شور پر پہنچا جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اُس کا آخری حصّہ نہر محدث تک پہنچتا ہے، وہاں ٹھیر کے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور انھیں یہ ہدایت کی کہ جب تک میں حکم نہ دوں بصرے جانے کی جلدی نہ کریں، اُس کے ساتھی لوٹنے کے لیے منتشر ہو گئے، وہ رات اُس نے وہیں بسر کی،

صاحب الزنج بصرے میں

بیان کیا گیا ہے کہ صاحب الزنج اُس زمین شور سے جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اور اُس کا آخری حصّہ نہر محدث تک پہنچتا ہے اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرنے کے بعد بصرے کے ارادے سے روانہ ہوا، جب نہر ریاح کے سامنے آیا تو اُس کے پاس زنجیوں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے اُسے بتایا کہ نہر ریاح میں تلوار دیکھی ہے، ہنوز تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ لوگ ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے، پھر اُس نے علی بن ابان کو وہاں جانے کا حکم دیا، وہ جماعت نہر دینار کے شرقی جانب تھی، اُس نے تقریباً تین ہزار کی جماعت کے ساتھ عبور کیا، صاحب الزنج نے ساتھیوں کو اپنے پاس جمع کیا اور علی سے کہا کہ اگر تجھے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہو تو مجھ سے مدد مانگنا، وہ جب روانہ ہوا تو اُس حرکت کی وجہ سے جو زنجیوں نے اُس سمت کے خلاف سے دیکھی جدھر علی روانہ ہوا تھا، چلّائے کہ "ہتھیار ہتھیار" واقعہ دریافت کیا تو خبر دی گئی کہ اُس کے پاس ایک جماعت اُس گاؤں کی طرف سے آئی ہے جو نہر حرب جعفریہ کے راستے میں ہے، اُس نے محمد بن سلم کو اُس جانب روانہ کیا،

یہاں سے مذکور ہے کہ میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو محمد کے ساتھ

روانہ ہوئے تھے، یہ ظہر کا وقت تھا، ہم اُس قوم کے پاس جعفریہ میں پہنچ گئے ہمارے اور اُن کے درمیان عصر کے آخر وقت تک جنگ جاری رہی، زنجیوں نے اُن پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ انھوں نے شکست کھا کے پشت پھیر لی، لشکر اور اعراب اور بصرے کے قبیلۂ بلالیہ اور سعدیہ کے پانچ سو آدمی مقتول ہوئے، فتح غلام ابی شیث بھی اُس دن اُن کے ساتھ تھا، وہ بھی پشت پھیر کر بھاگا، فیروز کبیر نے اُس کا تعاقب کیا، جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی جستجو میں کوشاں ہے تو خود جو سر پر تھا پھینک مارا، اُس نے اُسے اپنی ڈھال کھینچ ماری، اُس نے لوہے کی زرہ کھینچ ماری جو اُس کے جسم پر تھی، اور نہر حرب میں اُس کے پاس پہنچ گیا، فتح نے اپنے آپ کو اُس نہر میں ڈال دیا، پھر بھاگ گیا، فیروز واپس آیا، اس کے پاس وہ سب ہتھیار تھے جو فتح نے ڈال دیے تھے، یہ سب صاحب الزنج کے پاس لے آیا،

شبل کا بیان ہے کہ ہم نے سنا اُسی دن فتح کو نہر حرب پر فتح ہوئی تھی، میں نے یہ بات الفضل بن عدی الدارمی سے بیان کی تو اُس نے کہا کہ میں اس دن سعدیہ کے ساتھ تھا، فتح پر لوہے کی زرہ نہ تھی، صرف زرد رنگ کی ایک ریشمی صدری تھی، اُس نے اُس دن اتنا قتال کیا کہ کوئی شخص اُس سے قتال کرنے والا نہ رہا، نہر حرب پر آیا اور اُس پر سے کود کے غربی جانب پہنچ گیا، فیروز کا حال نہ معلوم ہوا،

ریحان نے کہا کہ میں فیروز سے اُس کے صاحب الزنج کے پاس پہنچنے سے پہلے ملا تو اُس نے مجھ سے اپنا اور فتح کا قصہ بیان کیا اور مجھے ہتھیار دکھائے، لوگ چھینے ہوئے مال لیے کو بڑھے، میں نے نہر دینار کا راستہ اختیار کیا، ایک شخص ایک کھجور کے درخت کے نیچے ملا جو ریشمی ٹوپی، سرخ موزے اور عبا پہنے تھا، میں نے اُسے گرفتار کر لیا، اُس نے مجھے اپنے پاس کے خطوط دکھائے کہ یہ اہل بصرہ کے خطوط ہیں، میں نے عمامہ اُس کی گردن میں ڈال دیا اور کھینچ لایا، اُسے اُس کا حال بتا دیا، نام پوچھا تو کہا کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں، میری کنیت ابو اللیث ہے، اصبہان کا باشندہ ہوں،

تیرے پاس میں محض تیری صحبت کی رغبت سے آیا ہوں، اُس نے اُسے قبول کر لیا،

کچھ دیر ہوئی تھی کہ تکبیر سنی، یکایک علی بن ابان پاس آیا، اُس کے ساتھ ابو اللیث القواریری کا سر تھا، بیان کیا کہ قواریری جماعت بلالیہ کے ناموروں میں تھا، وصیف زہری اُس کا قاتل ہے، اُس کے ساتھ العبدان الکسبی کا سر تھا، جماعت بلالیہ کے سرداروں میں اُس کی شہرت تھی، واقعہ دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ جن لوگوں سے اُس نے قتال کیا اُن میں ابو اللیث اور عبدان سے زیادہ جنگجو کوئی نہ تھا، اُس نے اُن لوگوں کو شکست دے کے ایک گزرنے والی نہر میں ڈال دیا، ساتھ جو کشتیاں تھیں اُنھیں غرق کر دیا،

محمد بن سلم آیا جس کے ساتھ بلالیہ کا ایک قیدی تھا جسے شبل نے قید کیا تھا، اس کا نام محمد الارزق القواریری تھا، اس کے ساتھ بہت سے سر تھے،

قیدی کو بلا کے دونوں لشکر والوں کو پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ جو لوگ نہر ریاح میں تھے اُن کا سردار ابو منصور زینبی تھا اور جو لوگ نہر حرب کے متصل تھے اُن کا سردار سلیمان برادر زینبی تھا جو اُن کے پیچھے صحرا کے باہر تھا،

تعداد دریافت کی تو کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ اتنا جانتا ہوں کہ اُن کی تعداد بہت تھی،

اُس نے محمد القواریری کو رہا کر کے شبل کے ساتھ شامل کر دیا، اور روانہ ہو کے سبخۂ جعفریہ پہنچ گیا، وہیں مقتولین کے درمیان اپنی رات گزاری، صبح ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور ڈرایا کہ کوئی بصرے میں داخل نہ ہو، دھمکی دے کے روانہ ہو گیا، انکلویہ اور زریق اور ابو الخنجر نے تیزی کی، اُس دن اُن میں سے کوئی سردار نہیں بنایا گیا تھا، سلیم اور وصیف کوفی نہر شاذان پہنچے، اُن کے پاس اہل بصرہ آئے اور اُن سے بھی زیادہ ہو گئے، یہ خبر پہنچی تو اُس نے محمد بن سلم اور علی بن ابان

اور مشرق غلام یحییٰ کو بہت سی مخلوق نے ساتھ روانہ کیا
اور خود اُن کے ساتھ چل کر آگیا، اُس کے ہمراہ کشتیاں تھیں جن میں
گھوڑے لدے ہوئے تھے اور غلاموں کی عورتیں تھیں، نہر کثیر کے پل پر
ٹھیر گیا،

ریحان نے کہا کہ میں اس کے پاس اس طرح آیا کہ مجھے ایک پتھر مارا گیا تھا
جو میری پنڈلیوں میں لگا تھا، اُس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا تو میں نے
اطلاع دی کہ جنگ جاری ہے، اُس نے مجھے واپسی کا حکم دیا، خود بھی
میرے ساتھ آیا، نہر سبابجہ پر چڑھا، مجھ سے کہا کہ تو ہمارے ساتھیوں کے
پاس جا اور اُن سے کہہ کہ پیچھے ہٹ آئیں، میں نے اُس سے کہا کہ تو اس
اس مقام سے دور ہو جا کیونکہ میں غلاموں کی طرف سے تجھ پر مطمئن نہیں ہوں،
وہ کنارے ہٹ گیا اور میں چلا گیا، میں نے سرداروں کو اس حکم کی خبر دی،
وہ لوگ واپس ہوئے، اہل بصرہ اُن پر ٹوٹ پڑے اور شکست ہو گئی، یہ عصر
کے وقت ہوا، لوگ دونوں نہروں نہر کثیر و نہر شیطان میں گر پڑے، وہ انھیں
پکارنے اور واپس بلانے لگا مگر وہ واپس نہیں ہوتے تھے، اُس کے
ساتھیوں کی ایک جماعت نہر کثیر میں غرق ہو گئی، ایک جماعت اُسی نہر کے
کنارے مقتول ہوئی، اور نہر شاذان میں غرق ہوئی، اُس کے جو سردار
اُس روز غرق ہوئے یہ تھے ابو الجون، مبارک البحرانی، عطاء البربری، سلام الشامی،

غلام ابی شیث اور حارث القیسی اور شمیل اُس سے مل گئے اور
پُل پر چڑھ گئے، وہ اُن کی طرف واپس ہوا، لوگ بھاگے یہاں تک کہ
زمین پر چلے گئے، وہ اُس روز عبا و عمامہ، جوتے اور تلوار میں تھا، ڈھال
اُس کے ہاتھ میں تھی، پُل سے اُتر گیا، بصری چڑھ کر اُسے ڈھونڈ رہے تھے،
وہ واپس آیا، اُس کے ہاتھ سے ایک آدمی پل کے پانچویں طاق پر مارا گیا،
وہ اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا اور انھیں اپنا ٹھکانا بتانے لگا، اور اُس
مقام پر سوائے ابو الشوک، مصلح اور رفیق غلام یحییٰ کے اور کوئی اس کے ساتھ
نہ تھا، ریحان نے کہا کہ میں بھی اُس کے ساتھ تھا، وہ واپس ہوا اور المعلّی

پہنچ گیا، پھر نہر شیطان کی غربی جانب اُتر گیا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو بیان کرتے سُنا کہ آج صبح کے ابتدائی وقت میں میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ اپنے ساتھیوں سے گم ہو گیا تھا اور وہ مجھ سے گم ہو گئے تھے، میرے ساتھ سوائے مصلح و رفیق کے کوئی نہ رہا، میرے پاؤں میں ایک سندی جوتا تھا، سر پر ایک عمامہ تھا جس کا ایک پیچ کھل گیا تھا، میں اُسے اپنے پیچھے گھسیٹ رہا تھا، مجھے اُس کے اُٹھانے سے زیادہ چلنے کی عجلت تھی، میرے ساتھ میری ڈھال اور میری تلوار تھی، مصلح اور رفیق نے چلنے میں تیزی کی اور میں نے کمی کی تو وہ دونوں مجھ سے غائب ہو گئے، میں نے اپنے پیچھے بصرے کے دو آدمیوں کو اس طرح دیکھا کہ ایک کے ہاتھ میں تلوار ہے اور دوسرے کے ہاتھ میں پتھر، جب ان دونوں نے مجھے دیکھا تو مجھ کو پہچان لیا، میری جستجو میں خوب کوشش کی، اُن کی طرف پلٹا تو وہ دونوں مجھ سے واپس ہو گئے، میں چلنے لگا، اُس مقام تک نکل آیا جس میں میرے ساتھیوں کا مجمع تھا اور جو میرے گم ہو جانے سے پریشان تھے، جب انھوں نے مجھے دیکھا تو مطمئن ہوئے،

ریحان نے کہا کہ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اُس مقام کی طرف واپس لے گیا جو نہر شیطان کے غربی جانب المعلی کے نام سے مشہور تھا، وہاں اتر گیا، آدمیوں کو دریافت کیا تو اُن میں سے بہت سے بھاگ گئے تھے، نظر کی تو وہ اپنے تمام ساتھیوں میں سے پانچ سو کی مقدار میں تھا، بگل بجانے کا حکم دیا جس کی آواز سے وہ لوگ جمع ہو جاتے تھے، مگر کوئی شخص واپس نہ آیا، اُس نے وہ رات بسر کی، جب کچھ رات گزر گئی تو جربان آیا جو بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گیا تھا، اُس کے ساتھ تیس غلام تھے، اُس سے دریافت کیا کہ کہاں غائب رہا، اُس نے کہا کہ میں مخبر بن کر کشتیوں کی طرف گیا تھا،

ریحان نے کہا کہ مجھ کو اُس نے روانہ کر دیا کہ یہ معلوم کروں کہ نہر حرب کے پُل پر کون ہے، میں نے وہاں کسی کو نہیں پایا، اہل بصرہ نے اُسی دن

وہ کشتیاں لوٹ لی تھیں جو اُس کے ہمراہ تھیں، وہ گھوڑے بے لیے تھے جو وہاں تھے، اُس کے کچھ اسباب پر اور کچھ خطوط پر اور اصطرلابوں پر جو اُس کے ہمراہ تھے کامیاب ہو گئے تھے،

دوسرے دن صبح ہوئی تو اُس نے اپنے ساتھیوں کے شمار پر نظر کی، وہ ایک ہزار آدمی تھے جو اُسی رات کو اُس کے پاس واپس آگئے تھے، ریحان نے کہا کہ بھاگنے والوں میں شبل بھی تھا، ناصح الرملی شبل کے بھاگنے کا منکر تھا،

ریحان نے کہا کہ شبل دوسرے دن واپس آیا، اُس کے ساتھ دس غلام تھے، اُس نے ملامت کی اور اُسے سخت سست کہا، اُس غلام کو جس کا نام نادر اور کنیت ابو نعجہ تھی اور عنبر البربری کو پوچھا، اُس نے بتایا کہ وہ دونوں بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گئے، وہ اُسی مقام پر ٹھیرا رہا، محمد بن سلم کو یہ حکم دیا کہ نہر کثیر کے پُل پر جائے اور لوگوں کو نصیحت کرے کہ کس چیز نے اُنھیں خروج اور بغاوت پر آمادہ کیا ہے، محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن محمد روانہ ہو گئے، سلیمان اور یحییٰ ٹھیر گئے اور محمد بن سلم عبور کر کے اہل بصرہ کے بیچ میں پہنچ گیا اور اُن سے باتیں کرنے لگا، اُنھوں نے اُس کی پیشانی دیکھی تو اُس پر ٹوٹ پڑے اور اُسے قتل کر دیا،

الفضل بن عدی نے کہا کہ محمد بن سلم نے اہل بصرہ کی طرف عبور کیا کہ اُنھیں نصیحت کرے، وہ لوگ الفضل بن میمون کی زمین میں جمع تھے، وہ سب سے پہلا شخص جس نے اُس کی طرف سبقت کی اور اُسے تلوار ماری وہ فتح غلام ابی شیث تھا، ابن التومنی السعدی اُس کے پاس آیا اور اُس نے اُس کا سر کاٹ لیا، سلیمان اور یحییٰ اُس کے پاس واپس گئے، واقعہ بتایا تو اُس نے اُن دونوں کو لوگوں سے اُس کے چھپانے کا حکم دیا، یہاں تک کہ وہ خود اُن لوگوں سے کہہ دے،

جب عصر کی نماز پڑھی تو محمد بن سلم کی موت کی خبر اُس کے ساتھیوں کو دی گئی اُس کا حال اُسے بھی معلوم ہو گیا جسے معلوم نہ تھا، اُس نے اُن لوگوں سے کہا کہ

تم لوگ اس کے عوض کل اہل بصرہ کے دس ہزار آدمی قتل کرو گے، زریق کو اور اپنے غلام سقلبتویا کو اُس نے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو عبور کرنے سے روکیں، یہ واقعہ ۱۳ ذی قعدہ یوم یکشنبہ ۲۵۵ھ کو ہوا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان کاتب نے بیان کیا کہ جب ۱۴ ذی قعدہ دوشنبے کا دن ہوا تو اہل بصرہ جمع ہوئے، یکشنبے کو جس امر کے اظہار کا فیصلہ کیا تھا اُس کے لیے اکٹھا ہو گئے، اس کام کے لیے اہل بصرہ میں سے ایک شخص قائم مقام ہو گیا جس کا نام حماد الساجی تھا، جو کشتی کے اندر سے دریا میں جنگ کرنے والوں میں سے تھا، کشتی میں سوار ہونا اور اُس میں جنگ کرنا خوب جانتا تھا، مجاہدین (رضاکار) و تشانہ باز اور اہل مسجد جامع اور بلالیہ و سعدیہ میں سے قلیل گروہ اُس کے ساتھ تھا، ان کے علاوہ ہاشمیوں اور قریشیوں اور بقیہ اقسام کے اہل غور و خوض بھی تھے، تین کشتیاں تیر اندازوں سے بھر گئیں، اُس مقام پر حاضر ہونے کی حرص میں کشتی میں لوگوں کا ہجوم ہونے لگا، عام طور پر لوگ پیادہ روانہ ہوئے جن میں ایسے بھی تھے جن کے ساتھ ہتھیار تھے، اور وہ بھی تھے جو سیر کو نکلے تھے، اُن کے ہمراہ کوئی ہتھیار نہ تھا، یہ تمام کشتیاں اُسی روز زوال آفتاب کے بعد مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت نہر اُم حبیب میں داخل ہوئیں اور پیادہ اور تماشائی نہر کے کنارے روانہ ہوئے، اپنی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے انھوں نے نظر کے گزرنے کو روک دیا تھا، صاحب الزنج نہر شیطان میں اپنے مقام پر ٹھیرا ہوا تھا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ ہمیں صاحب الزنج نے خبر دی کہ اُس نے جب اُس جماعت کا اپنی طرف آنا محسوس کر لیا اور اُس کے مخبر بھی اس خبر کو اُس کے پاس لائے تو اُس نے زریق اور ابو اللیث الاصبہانی کو ایک جماعت کے ساتھ نہر کی شرقی جانب چھپا کر روانہ کیا، شبل اور حسین الحمامی کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اسی طرح غربی جانب روانہ کیا، علی بن ابان اور اس کی جماعت میں سے جو لوگ اُس کے ساتھ باقی تھے انھیں اُس جماعت کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا کہ وہ

اُن لوگوں کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھے اور اپنی ڈھالوں میں پوشیدہ رہیں، کوئی حملہ آور اُن پر حملہ نہ کرے، یہاں تک کہ وہ قوم اُن کے پاس پہنچ جائے اور اُن کی طرف اپنی تلواروں سے اشارہ کرے، جب وہ لوگ ایسا کریں تو ان پر حملہ کریں، دونوں پوشیدہ لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ جماعت اُن دونوں سے آگے بڑھ جائے اور وہ اپنے ساتھیوں کے اُن پر حملہ کرنے کو محسوس کرلیں تو نہر کے دونوں جانب سے نکلیں اور لوگوں کو پکاریں، عورتوں کو اینٹیں جمع کرنے کا اور اُس سے مردوں کی مدد کرنے کا حکم دیا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا کہ اُس روز جب وہ جماعت میرے سامنے آگئی اور میں نے اُس کا معائنہ کرلیا تو ایک ایسا ہولناک امر دیکھا جس نے مجھے ڈرادیا اور میرے سینے کو خوف اور بیقراری سے بھر دیا، میں نے گھبرا کر دعا مانگی، میرے ساتھیوں میں سے سوائے چند کے جن میں مصلح بھی تھا کوئی میرے ساتھ نہ تھا، ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ اُس واقعے میں اُس کے بچھڑنے کا خیال نہ کیا گیا ہو، مصلح مجھے اُس جماعت کی کثرت سے تعجب میں ڈالنے لگا، میں اُسے اشارہ کرنے لگا کہ وہ رُکے، جماعت میرے قریب آگئی تو میں نے کہا اے اللہ یہ تنگی کا وقت ہے لہٰذا میری مدد کر، میں نے سفید پرندوں کو دیکھا کہ اُس جماعت کو انھوں نے گھیر لیا، کلام ختم نہ کرنے پایا تھا کہ ایک کشتی کو دیکھا کہ مع اُن کے جو اُس میں تھے اُلٹ گئی اور وہ لوگ غرق ہوگئے، کشتیاں اُس کے پیچھے ہوئیں، میرے ساتھیوں نے قوم پر حملہ کیا تو وہ چلّانے لگے، دونوں پوشیدہ لشکر نہر کے دونوں جانب سے کشتیوں اور پیادہ لوگوں کے پیچھے نکلے اور اُن سب کو مارنے لگے جو پیدلوں اور سیر دیکھنے والوں میں سے پشت پھیرتے تھے، ایک گروہ غرق ہوا، ایک گروہ قتل ہوا اور ایک گروہ ساحل کی طرف نجات کی طمع میں بھاگا تو اُسے تلوار نے پالیا، جو ٹھیرا وہ قتل ہوگیا اور جو پانی کی طرف لوٹا وہ ڈوب گیا، پیادہ لشکر جو نہر کے کنارے تھا

اس نے نہر کی پناہ لی، وہ بھی ڈوب گئے، اور قتل کیے گئے یہاں تک کہ اُس جماعت کے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور سوائے بھاگنے والے کے کسی نے اُن میں سے نجات نہ پائی، بصرے میں گم ہونے والوں کی کثرت ہو گئی اُن کی عورتوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی،

یہی یوم الشذا ہے جس کا لوگوں نے ذکر کیا اور اُس دن جس قدر قتل ہوا اُسے بہت بڑا سمجھا،

بنی ہاشم میں سے جو لوگ مقتول ہوئے اُن میں جعفر بن سلیمان کی اولاد کی بھی ایک جماعت تھی، چالیس مشہور تیرانداز مع مخلوق کثیر کے جن کے عدد کا شمار نہیں کیا جا سکتا،

وہ خبیث واپس ہوا، تمام سر اُس کے لیے جمع کیے گئے، مقتولین کے ورثہ کی ایک جماعت اُس کے پاس گئی تو اُس نے وہ سر اُن پر پیش کر دیے جو اُنھوں نے پہچانے لے لیئے اور جو سر اُس کے پاس باقی رہ گئے جن کا کوئی مانگنے والا نہ آیا وہ اُس نے ایک کشتی میں بھر کے اُسے نہر ام حبیب سے جزر (پانی کے اُتار) میں نکال دیا، یہ کشتی بصرہ پہنچی اور اُس راستے میں رُک گئی جو مشرعۃ القیار کے نام سے مشہور ہے، لوگ ان سروں کے پاس آنے لگے اور ہر آدمی کے سر کو اُس کے ورثہ لینے لگے، اُس دن کے بعد وہ اللہ کا دشمن مضبوط ہو گیا، اہل بصرہ کے دلوں میں اُس کا رعب بیٹھ گیا اور وہ اُس جنگ سے رُک گئے،

جو کچھ واقعہ تھا خلافت کو لکھا گیا، اُس نے جعلان ترکی کو اہل بصرہ کی مدد کے لیے روانہ کیا، ابو الاحوص باہلی کو گورنر بنا کے الابلہ جانے کا حکم دیا، جریح ترک کو اُس کا مددگار مقرر کیا،

خبیث (صاحب الزنج) کے ساتھیوں نے اس واقعے کے بعد اُس سے کہا کہ ہم نے بصرے کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا، اب کوئی سوائے کمزوروں کے باقی نہیں رہا جو حرکت بھی نہیں کر سکتے، لہذا ہمیں بصرے میں داخل ہونے کی اجازت دے دے، اُس نے اُنھیں منع کیا اور اُن کی رائے کی مذمت کی کہ نہیں،

بلکہ اُس سے دور رہو کیونکہ ہم نے اُنھیں ڈرادیا ہے اور خوف دلادیا ہے، تم لوگ اُن کی طرف سے مطمئن ہو گئے ہو، لہذا مناسب رائے اب یہ ہے کہ ان کی جنگ ترک کرو، یہاں تک کہ وہ خود ہی تمھیں تلاش کریں،

غنیث اپنے ساتھیوں کو ایک شورزمین کی طرف واپس لے گیا جو اُن کی نہروں کے آخر میں نہر حاجر کے قریب ہے، شبل نے کہا کہ یہ شبخہ ابی قرہ ہے جو نہر ابی قرہ اور نہر حاجر کے درمیان واقع ہے، وہاں اُس نے قیام کیا اور اپنے ساتھیوں کو جھونپڑیاں بنانے کا حکم دیا، یہ شبخہ وہ ہے جس کے درمیان میں کھجور کے باغ اور گاؤں اور عمارتیں تھیں، ساتھیوں کو داہنے بائیں پھیلا دیا، اُنھیں گاؤں پر برانگیختہ کرتا تھا، کاشتکاروں کو قتل کراتا تھا، ان کے مال لوٹ لیتا تھا اور اُن کے مواشی ہنکا لے جاتا تھا،

بس اس سال میں یہ تھا اُس کا واقعہ اور ان لوگوں کا واقعہ جو اُس کے قریب تھے،

اسی سال (۲۵۵ھ) ۲۸ ذی القعدہ کو الحسن بن محمد بن ابی الشوارب قاضی کو قید کیا گیا، عبدالرحمن بن نائل بصری کو اسی سال ذی الحجہ میں قضائے سامرا سپرد کی گئی،

اس سال علی بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۶ھ

بڑے بڑے حوادث جو اس سال پیش آئے

منجملہ اُن کے موسیٰ بن بغا کا سامرا آنا، صالح بن وصیف کا اس کی آمد کو چھپانا،

اور ان سرداروں کا جو موسیٰ کے ساتھ تھے المہتدی کو محل سے یاجور کے گھر تک اُٹھالے جاتا ہے"

موسیٰ کی فرعونیت

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۱۱ محرم یوم دوشنبہ کو موسیٰ بن بغا کا مع اپنے ہمراہیوں کے سامرا میں داخلہ ہوا، جب وہ داخل ہوا تو الحیر میں رک گیا اور اپنے مسلح ساتھیوں کو میمنہ و میسرہ وقلب میں تیار کر کے باب الحیر گیا جو محل اور قصر احمر کے متصل ہے، یہ وہ دن تھا جس میں المہتدی لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کے لیے بیٹھا تھا، اُس روز ردّ مظالم کے لیے احمد بن المتوکل نے ابن فتیان کو حاضر کیا تھا، حضوری ہی میں وہ تھا کہ موالی داخل ہوئے اور المہتدی کو یاجور کے گھر اٹھالے گئے، احمد بن المتوکل اُس مقام تک اُس کے پیچھے گیا، پھر وہ مفلح کے خیمے میں پہرے کے اندر رکھا گیا یہاں تک کہ معاملہ ختم ہوگیا اور المہتدی محل واپس کر دیا گیا، اس کے بعد آزاد کر دیا گیا،

دارالخلافت کا منتظم بایکباک تھا، اُس نے اس واقعے کے چند روز قبل ساتکین کے سپرد کر دیا تھا، لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ محض ساتکین پر اپنے بھروسے کی وجہ سے ایسا کیا ہے کہ موسیٰ کی آمد کے وقت وہ دار الخلافت اور خلیفہ پر غالب رہے، مگر جب یہ دن آیا تو وہ اپنے گھر ہی میں رہا اور دار الخلافت کو خالی چھوڑ دیا،

موسیٰ اپنے لشکر کے ساتھ اس حالت میں دار الخلافت پہنچا کہ المہتدی ردّ مظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا، اسے اُس کے آنے کی اطلاع دی گئی، تو وہ تھوڑی دیر اجازت دینے سے رکا، اس کے بعد اُن سب کو اجازت دی، وہ داخل ہوئے، اسی قسم کی گفتگو جاری ہوئی جیسی کہ وفد اور قاصد دل کے آنے کے دن ہوئی تھی، جب بات طویل ہوگئی تو انھوں نے آپس میں ترکی میں باتیں کیں، خلیفہ کو کھڑا کر دیا، شاکریہ کے ایک گھوڑے پر لاد دیا، محل میں جتنے خاصے کے گھوڑے تھے سب لوٹ لیے، کرخ کے ارادے سے روانہ ہو گئے، جب القطایع میں باب الحیر کے قریب یاجور کے گھر کے پاس پہنچے تو اُسے انھوں نے یاجور کے

گھر میں داخل کر دیا،

موالی میں سے ایک ایسے شخص سے مذکور ہے جو اُس روز ان میں موجود تھا کہ اُس روز اُن کے المہتدی کو گرفتار کرنے کا سبب یہ تھا کہ اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ ٹالنا محض تمھارے اوپر حیلہ ہے کہ صالح بن وصیف تم پر اپنے لشکر سے حملہ کر دے، اُنھیں اس کا خوف ہوا اور وہ اُسے اُٹھا کے دوسرے مقام پر لے گئے،

اُس شخص سے مذکور ہے جس نے المہتدی کو سنا کہ وہ موسیٰ سے کہتا تھا کہ "تیرا کیا ارادہ ہے، تیری خرابی ہو، خدا سے ڈر اور اُس کا خوف کر، کیونکہ تو بہت بڑے امر کا ارتکاب کر رہا ہے"

موسیٰ نے اُسے یہ جواب دیا کہ "ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ صرف خیر ہے۔ قبر متوکل کی قسم کہ ہماری جانب سے تجھے کوئی شر نہیں پہنچے گا"

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اُس کا ارادہ خیر کا ہوتا تو معتصم کی یا واثق کی قبر کی قسم کھاتا،

وہ لوگ جب اُسے یاجور کے گھر لے گئے تو اس سے اس امر کے عہد و پیمان لیے کہ وہ ان کے خلاف صالح کی طرف مائل نہ ہوگا، اُس نے ایسا کیا تو اُنھوں نے شب سہ شنبہ ۱۲ محرم ۲۵۶ھ کو اُس کی بیعت کی تجدید کی، سہ شنبے کی صبح ہوئی تو اُنھوں نے صالح سے کہلا بھیجا کہ وہ اُن سے گفتگو کرنے آئے، اس نے اُن کے پاس آنے کا وعدہ کیا،

فرغانیوں کے ایک رئیس سے مذکور ہے کہ اُس سے کہا گیا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا تم صالح بن وصیف سے مطالبہ کرتے ہو؟

اُس نے کہا کہ کاتبین کے خون اور اُن کے مال اور المعتز کے خون اور اُس کے مال و اسباب کا۔

وہ جماعت باب الحیر کے باہر یاجور کے دروازے کے قریب اپنے امور اور لشکر کے مضبوط کرنے پر متوجہ ہو گئی، پھر جب شب چار شنبہ ہوئی تو صالح چھپ گیا،

طلمجور سے مذکور ہے کہ جب شب چارشنبہ ہوئی تو ہم لوگ صالح کے پاس جمع ہوئے، اُس نے یہ حکم دیا تھا کہ پہرے والوں کی تنخواہیں تقسیم کردی جائیں، پھر اُس نے کسی سے جو اُس کے پاس حاضر تھا حکم دیا کہ حاضرین وموجودین کو نکل کے دیکھ لے، صبح کے وقت وہ تقریباً پانچ ہزار تھے، وہ شخص جائزہ لے کے لوٹا اور کہا کہ وہ آٹھ سو آدمی ہوں گے جن میں اکثر تیرے غلام اور موالی ہیں، یہ سُن کے بڑی دیر تک خاموش رہا پھر کھڑا ہوگیا اور ہمیں چھوڑدیا اور کوئی حکم نہیں دیا، یہ اس سے آخری ملاقات تھی،

بختیشوع کہتا تھا کہ وہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر صالح سے کہتا تھا کہ ہم نے اس سخت لشکر کو حرکت دی اور اُسے غضبناک بنایا، یہاں تک کہ وہ جب ہماری طرف متوجہ ہوا تو ہم چوسر پچیسی اور شراب میں مشغول ہو گئے، گویا کہ ہم خود اپنے ساتھ بُرا کر رہے تھے، اور ہم چھپ گئے جب وہ تا طول میں وارد ہوا،

طغتا چارشنبے کی صبح کو یاجور کے دروازے کی طرف گیا تو اُسے مفلح ملا اُس نے اُسے تیر سے مارا اور اُس کی پیشانی کی داہنی جانب سرکو زخمی کردیا،

وہ بڑے بڑے سردار لوگ جو اُس شب میں صالح کے ساتھ مقیم تھے جہاں وہ پوشیدہ ہوا یہ لوگ تھے: طغتا ابن الصیغون، طلمجور المؤید کا ساتھی، محمد بن ترکش، خموش، النوشری، بڑے بڑے کاتبوں میں سے یہ لوگ تھے: ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد، عبداللہ بن منصور، ابو الفرج،

۱۳ محرم چارشنبے کو اس حالت میں صبح ہوئی کہ صالح پوشیدہ ہوگیا تھا، صبح کو ابو صالح یاجور کے گھر گیا اور عبداللہ بن منصور آیا، اُس گھر میں سلیمان بن وہب کے ساتھ داخل ہوا، اور اس طرح اُن سے اپنا خلوص ظاہر کیا کہ اُس کے پاس پانچ ہزار دینار کی ہنڈیاں ہیں، بیان کیا کہ صالح نے اُس سے اُس رقم کے اُٹھانے کی خواہش کی تھی تو اُس نے انکار کیا کہ حالات کو اپنی جگہ پر قرار ہو جائے، اسی دن کنجور کو خلعت دیا گیا کہ وہ صالح کے مکان کے انتظام اور اُس کی تفتیش کا ذمہ دار ہو جائے، یاجور موسیٰ کا ساتھی گیا اور الحسن بن مخلد کو صالح کے گھر کے اُس مقام سے لایا جہاں وہ قید تھا،

صالح کے گھر اُس مقام سے لایا جہاں وہ قید تھا،

اُسی روز اُسی مہینے میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مدینۃ السلام اور اُس کے مضافات کا والی بنایا گیا، اور اُسے خلعت روانہ کیا گیا، عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو جو خلعت دیا جاتا تھا اُس سے بھی یہ تشریف بڑھ چڑھ کر تھی،

اسی دن المہتدی کو محل میں واپس کیا گیا اور عبداللہ بن محمد بن یزداد کو الحسن بن مخلد کے حوالے کیا گیا،

اسی دن صالح کی نسبت منادی کرائی گئی،

اسی سال ۲۲ صفر ۲۵۶ھ کو صالح بن وصیف قتل کیا گیا،

قتل صالح

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ۲۷ محرم ۲۵۶ھ چار شنبے کا دن ہوا تو المہتدی نے ایک خط ظاہر کر کے بیان کیا کہ سیما الشرابی نے دعویٰ کیا کہ وہ خط ایک عورت اُس مقام سے لائی جو قصر احمر کے متصل ہے، اور اُسے کافور خادم کو دیا جو حرم پر مقرر ہے اور اُس سے کہا کہ اُس میں نصیحت ہے، اور میرا مکان فلاں مقام پر ہے، اگر تمھیں میری ضرورت ہو تو مجھے وہاں سے بلا لینا" اُس نے وہ خط المہتدی کو پہنچا دیا، جب اُس خط کے متعلق اُس سے بحث کی ضرورت ہوئی تو وہ اُس مقام پر تلاش کی گئی جو اُس نے بیان کیا تھا مگر وہ نہیں ملی اور نہ اُس کا کوئی حال معلوم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ المہتدی اس خط کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اسے کون ڈال گیا ہے، مذکور ہے کہ المہتدی نے سلیمان بن وہب کو بہت سے موالی کے روبرو بلایا جن میں موسیٰ بن بغا، مفلح، بایکباک، یاجور اور بکالبا وغیرہ تھے وہ خط سلیمان کو دے دیا اور اس سے پوچھا کہ تو یہ خط پہچانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں یہ صالح بن وصیف کا خط ہے، اس نے حکم دیا کہ اُن کے سامنے پڑھے،

خط میں صالح نے یہ ذکر کیا تھا کہ "وہ سامرا میں پوشیدہ ہے اور صرف اس لیے پوشیدہ ہوا ہے کہ طریق سلامت کو اختیار کرے اور سلامت وعافیت کو موالی پر باقی رکھے، اور یہ خوف کرے کہ اگر آپس میں جنگ چھڑ گئی تو فتنے آئیں گے، اور یہ ارادہ کرے کہ قوم اس حالت میں رات کو سوئے کہ جو کچھ اس باب میں بیان کیا گیا ہے وہ اُس پر بصیرت کے اُس مقام پر آئے جہاں وہ آنے والی ہے"

اس کے بعد اُس نے کاتبین کے مال کا ذکر کیا جو اُس کے پاس پہنچے کہ اُس کا علم الحسن بن مخلد کو ہے اور وہ اُن میں سے ایک ہے جو تمھارے قبضے میں ہے" پھر اُس کا ذکر تھا جسے یہ مال پہنچا، اور وہ اُس کی تقسیم کا ذمہ دار بنا، قبیحہ کا جو معاملہ ہوا اُس کا ذکر کیا کہ " اس کا علم ابو صالح بن یزداد اور صالح العطار کو ہے۔" اس کے بعد بعض امور بیان کیے جن میں بعض کی معذرت کی تھی اور بعض سے حجت کی تھی، اور خلاصۂ کلام اس میں اس کی ذاتی قوت پر دلالت کرتا تھا،

جب سلیمان اس خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو المہتدی نے اُسے اپنے اس قول پر ملامت کی جس میں اُس نے صلح و آشتی اور الفت و اتفاق پر برانگیختہ کیا تھا، اور انھیں فرقت اور ایک کے دوسرے کو فنا کرنے کو اور آپس کے بغض کو مکروہ بتایا تھا جس سے اُس جماعت کو اُس کی تہمت کی دعوت دی، اور یہ کہ وہ صالح کے مرتبے کو جانتا ہے اور وہ اُس کے نزدیک اُن سب پر مقدم ہے، اس بارے میں اُن کے درمیان کلام کثیر و گفتگوئے طویل ہوئی،

۲۸ محرم ۲۵۶ھ یوم پنجشنبہ کو وہ سب کے سب محل کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان جا کر ترکی میں باتیں کرتے رہے، یہ خبر المہتدی کو پہنچی، احمد بن خاقان واثقی سے مذکور ہے کہ میری جانب سے یہ خبر المہتدی کو پہنچی، یہ اس لیے کہ میں نے بعض حاضرین مجلس کو یہ کہتے سنا کہ اُس جماعت نے اس شخص کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا ہے، میں اس کے بھائی ابراہیم کے پاس گیا، اُسے یہ سب بتایا تو وہ اُس کے پاس گیا اور میری جانب سے واقعات بیان کیے، میں ڈرتا رہا کہ امیر المومنین جلدی کر کے میری طرف سے انھیں یہ واقعہ بتا دے، اللہ اُسے سلامت رکھے۔"

بیان کیا گیا ہے کہ جبکہ اُنھوں نے بایکباک کے بھائی کو اپنے عزم کی خبر دی تو اُس نے اسی مجلس میں اُن سے کہا کہ " تم نے متوکل کے بیٹے کو قتل کر دیا حالانکہ وہ خوبصورت، ہاتھ کا سخی، نفس کا فاضل تھا، اب تم بغیر کسی گناہ کے

اُس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو، حالانکہ وہ مسلمان ہے، روزہ رکھتا ہے، اور شراب نہیں پیتا، بخدا اگر تم نے اُسے قتل کیا تو میں ضرور خراسان میں نکل جاؤں گا اور تمھارے معاملے کو وہاں شائع کر دوں گا۔"

جب یہ خبر المہتدی کو پہنچی تو وہ اپنی مجلس میں تلوار لگا کے نکلا، اُس نے صاف کپڑے پہنے تھے اور خوشبو لگائی تھی، اُن لوگوں کو اندر بلانے کا حکم دیا، بڑی دیر تک اُنھوں نے انکار کیا پھر حاضر ہوئے، اُس نے اُن سے کہا کہ "جو کچھ تم لوگوں نے میرے متعلق قرار دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے، میں اپنے پیش رو کی طرح نہیں ہوں، مثل احمد بن محمد المستعین کے اور نہ مثل ابن قبیحہ کے، بخدا میں تمھارے پاس بغیر حنوط (عطر میت) لگائے نہیں نکلا ہوں، میں نے اپنے بھائی کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کر دی ہے، اور یہ میری تلوار ہے خدا کی قسم میں ضرور اس سے ماروں گا جس کا کہ قبضہ میرے ہاتھ میں ہے، بخدا اگر میرے بالوں میں سے ایک بال بھی گر گیا تو اس کے بدلے تم میں سے اکثر لوگ ضرور ہلاک ہوں گے یا چلے جائیں گے، کیا دین نہیں ہے، کیا حیا نہیں ہے، کیا تقویٰ نہیں ہے، اس قسم کی مخالفت خلفا پر کب تک ہوتی رہے گی اور اقدام اور جرأت علی اللہ پر تا بہ کے کرتے رہو گے؟ جو شخص تم پر رحم کرے اور جو شخص ایسا ہو کہ جب اُسے اس قسم کی خبر تمھاری جانب سے پہنچے تو وہ رطل کے رطل شراب کے منگا کے تمھاری مصیبت کی خوشی اور تمھاری تباہی کی محبت میں پیے، تمھارے نزدیک دونوں برابر ہیں، اپنی جانب سے مجھے آگاہ کرو کہ آیا تم بھی جانتے ہو کہ مجھے تمھاری دنیا سے یہ شے پہنچی ہے،

کیا تو نہیں جانتا اے بایکباک کہ تیرے بعض متعلقین میرے بھائیوں اور لڑکوں کی جماعت سے زیادہ امیر ہیں، اگر تیری خواہش ہو کہ تو یہ جانے تو تو غور کر کہ کیا تو اُن کے گھروں میں فرش دیکھتا ہے یا غلام یا خدمتگار یا باندیاں یا اُن کے لیے جائداد ہے یا آمدنیاں ہیں، تمھارے لیے برائی ہو،

پھر تم کہتے ہو کہ مجھے صالح کا علم ہے، صالح کیا ہے؟ موالی میں سے ایک شخص ہے اور تمھیں میں سے ایک شخص کے مثل ہے، پھر کس طرح اس کے ساتھ

قیام ہو سکتا ہے جبکہ اُس کے حق میں تمھاری رائے بُری ہے، اگر تم نے صلح اختیار کر لی تو یہ وہ امر ہو گا جو میں تمھاری جماعت کے لیے چاہتا ہوں، اگر تم نے سوائے اس کے جس پر تم لوگ قائم ہو انکار کیا تو تم جانو، لہذا تم لوگ صالح کو تلاش کرو اور اپنے نفس کی شفا کو پہنچو، اور میں تو اس کا کوئی علم نہیں رکھتا کہ وہ کہاں پوشیدہ ہے۔"

اُنھوں نے کہا کہ تو اس پر ہم سے قسم کھا، اُس نے کہا کہ قسم میں ضرور تم سے کھاؤں گا مگر اُسے ہاشمیین، قضاۃ، اور گواہوں اور اصحاب مراتب کے آنے پر کل بعد نماز جمعہ تک موخر کرتا ہوں، وہ لوگ کسی قدر نرم ہو گئے، ہاشمیین کے بلانے کو بھیجا گیا تو وہ لوگ رات ہی کو حاضر ہوئے، باریابی کی اجازت دی گئی، اُنھوں نے سلام کیا، اُن سے اُس نے کچھ ذکر نہیں کیا، اُنھیں نماز جمعہ کے لیے دارالخلافت جانے کا حکم دیا گیا، وہ واپس گئے،

جمعے کے دن صبح کو لوگ اس طرح آئے، اُنھوں نے کوئی نئی بات نہیں کی، المہتدی نے نماز جمعہ پڑھی اور لوگوں کو سکون ہو گیا اور وہ صلح کی حالت میں واپس گئے،

اُس شخص سے مذکور ہے جس نے چار شنبے کی گفتگو سنی کہ وہ کہتا تھا کہ جب صالح کو خائن بنایا گیا تو المہتدی نے کہا کہ صالح نے کاتبین کے بارے میں اور ابن قبیحہ کے مال کے بارے میں جو عمل کیا اُس میں بایکباک بھی حاضر تھا، لہذا اگر صالح نے اس میں سے کچھ لے لیا ہے تو بایکباک نے بھی اس کے مثل لیا ہے۔"

یہ وہ بات تھی جس نے بایکباک کو غضبناک کر دیا،

ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے سنا کہ محمد بن بغا نے بیان کیا، اور کہا کہ وہ حاضر تھا اور اُن تمام امور سے واقف تھا جن پر اُنھوں نے بنیاد قائم کی تھی، اور ان سب میں شریک تھا کہ المہتدی کے اس قول نے ابو نصر کو غضبناک کر دیا،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ جماعت جب سے موسیٰ آیا ہے اس بات کو چھپائے ہوئے تھی اور فساد کی نیت کیے ہوئے تھی، اُنھیں صرف پریشانی کا خوف اور

مال کی قلت مانع تھی، جب فارس اور اہواز کا مال اُن کے پاس آ گیا تو اُنھوں نے حرکت شروع کر دی اور اُنھیں اس مال کی آمدنی ۲۷ محرم چہارشنبہ (۲۵۶ھ) کو وصول ہوئی، اُس کی مقدار پونے دو کروڑ درہم تھی، جب ہفتے کا دن ہوا تو عوام میں یہ خبر پھیل گئی کہ قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ المہتدی کو معزول کر کے دفعۃً قتل کر دیں، اُنھوں نے اُس کے ساتھ صرف یہی ارادہ کیا ہے اور اُس پر ظلم کیا ہے، لوگوں نے رقعے لکھے اور جامع مسجد اور راستوں میں ڈال دیے، کسی ایسے شخص نے بیان کیا جس کا دعویٰ تھا کہ اس نے اُن میں سے ایک رقعہ پڑھا جس میں یہ مضمون تھا:

رائے عام بحق امام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اے گروہ مسلمین، اپنے ایسے خلیفہ کے لیے اللہ سے دعا کرو جو عادل اور پسندیدہ ہے اور حضرت عمر بن خطابؓ کے مشابہ ہے، کہ اللہ اُس کے دشمن پر اُس کی مدد کرے اور اُس کے ظالم کی مشقت میں اس کی کفایت کرے، اپنی نعمت کو اُس پر اور اس اُمت پر اُس کی بقا سے مکمل کرے، کیونکہ موالی نے اسے پکڑا ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کر دے، اُس پر چند روز سے سختی کی جا رہی ہے، اس امر کا منتظم احمد بن محمد بن ثوابہ اور الحسن بن مخلد ہے، خدا رحم کرے اُس پر جو اپنی نیت درست کرے، اور دعا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔"

جب اسی سال ۴ صفر کو چارشنبے کا دن ہوا تو موالی کرخ میں متحرک ہوئے، اُنھوں نے ایک جماعت کو المہتدی کے پاس روانہ کیا جن میں سے ایک شخص کی زبان پر جس کا نام عیسیٰ تھا یہ تھا کہ "ہمیں اس امر کی حاجت ہے کہ ہم امیر المومنین کو کچھ بتائیں۔" اُنھوں نے یہ درخواست کی کہ امیر المومنین اُن کے پاس اپنے کسی بھائی کو روانہ کرے لہٰذا اُس نے عبد اللہ ابو القاسم کو روانہ کیا جو اُس کے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا، اُس کے ہمراہ محمد بن مباشر عرف کرخی کو بھی روانہ کیا، وہ دونوں اُن کے پاس گئے اور حال دریافت کیا، اُنھوں نے بیان کیا کہ "ہم لوگ امیر المومنین کی بات سنیں گے اور اُس کی اطاعت کریں گے، یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور اُن کے سرداروں کی ایک جماعت اس کی معزولی کا قصد رکھتی ہے، ہم اُس کے خلاف اپنی جانیں دیں گے،

اس کے متعلق چند رقعے پڑھے ہیں جو مسجد اور راستوں میں ڈالے گئے تھے۔"
اسی کے ساتھ انھوں نے اپنی بدحالی اور تاخیر عطا کی بھی شکایت کی کہ "جاگیریں اُن کے سرداروں کو چلی گئیں جنھوں نے جائداد اور خراج کو تباہ کر دیا، بڑوں نے معادن اور رسوم قدیمہ پر قبضہ کرلیا ہے عورتوں اور گھر والوں کی تنخواہوں نے خراج کی اکثر آمدنی کو گھیر رکھا ہے۔"

ابوالقاسم عبداللہ بن الواثق نے اُن سے کہا کہ تم یہ سب امیرالمومنین کے نام ایک معروضے میں لکھ دو، میں تمھارے لیے اُس کے پہنچانے کا ذمہ دار ہوں، انھوں نے یہ لکھ دیا، کاتب محمد بن ثقیف الاسود تھا، جو کبھی کبھی رئیس کرخ عیسیٰ کے لیے لکھا کرتا تھا، ابوالقاسم اور محمد مباشر واپس ہوئے اور اُس معروضے کو المہتدی تک پہنچا دیا، اُس نے اُس کا جواب اپنے قلم سے لکھا اور اُس پر اپنی مُہر لگائی، صبح کو ابوالقاسم کرخ گیا اور اُن کے پاس پہنچا تو وہ لوگ اُسے اشناس کے گھر لے گئے، اُن لوگوں نے اپنے واسطے مسجد جامع بنالیا تھا، وہ صحن میں ٹھیر گیا، اُس کے لیے وہ بھی ٹھیر گئے، اُن میں سے تقریباً ڈیڑھ سو سوار اور قریب پانچ سو پیادے جمع ہو گئے، اُس نے اُنھیں المہتدی کا سلام کہا کہ امیرالمومنین تم سے کہتا ہے کہ "تمھارے نام میرا یہ فرمان میرے قلم اور میری مُہر کا ہے اُسے سنو اور غور کرو" یہ کہہ کے وہ فرمان اُن کے کاتب کو دے دیا، اُس نے پڑھا، لکھا تھا:

فرمان خلافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، درود بھیجے اللہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی آل پر اور اُن پر بہت بہت سلام کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں ہدایت کرے اور ہمارا اور تمھارا محافظ و مددگار ہو، میں نے تمھارا خط سمجھا اور تم نے اپنی جس فرمانبرداری کا ذکر کیا اُس نے مجھے مسرور کیا، تم لوگ جس امر پر قائم ہو اللہ تعالیٰ تمھاری جزا کو اچھا کرے، اور تمھاری حفاظت کا ذمہ دار ہو، جو کچھ اپنی محبت و حاجت تم نے بیان کی ہے تو یہ تمھارے بارے میں مجھ پر بہت گراں ہے، اور بخدا مجھے یہ پسند ہے کہ تمھاری بہتری و درستی کا سامان مہیا ہو جائے اس طور پر کہ نہ میں کھاؤں اور نہ اپنے بیوی بچوں کو کھلاؤں مگر صرف غذا کہ اُس سے کمتر اور کوئی شے نہ ہو، اور نہ اپنے بچوں کو

پہناؤں مگر وہی جس سے ستر عورت ہو، خدا تمھاری حفاظت کرے، بخدا جب سے کہ میں تمھارے امور کا ذمہ دار بنا ہوں خود میرے لیے اور میرے بیوی بچوں کے لیے اور اپنے غلاموں اور خاندان والوں کے مستحقین کے لیے جو میری طرف آیا وہ پندرہ ہزار دینار سے زائد نہیں ہے، تم لوگ بھی اس سے واقف ہو جو آیا اور جو آئے گا اور وہ سب تم پر صرف کیا جائے گا اور تم سے بچا کے جمع نہیں کیا جائے گا،

یہ جو تم نے بیان کیا جو تمھیں پہنچا اور جس کے متعلق تم نے وہ رقعے پڑھے جو مسجدوں اور راستوں میں ڈالے گئے اور جو اپنی باتیں تم نے پیش کیں تو تم لوگ اس کے اہل ہو، تم اپنے بیان کی کہاں تک معذرت کرتے ہو حالانکہ ہم اور تم مثل ایک جان کے ہیں، اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری جانوں اور عہدوں اور امانتوں کی اچھی جزا دے، اور معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمھیں پہنچا، اس پر تمھارا عمل ہو انشاء اللہ تعالیٰ،

یہ جو تم نے جاگیروں اور معاون وغیرہ کا ذکر کیا تو میں اس میں غور کرتا ہوں اور اسے تمھاری پسند کے موافق کردوں گا انشاء اللہ تعالیٰ، والسلام علیکم، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں سیدھا راستہ بتائے اور ہمارا اور تمھارا حافظ ہو، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد رسول اللہ اور اُن کی آل پر اور سلام کثیر اُن پر نازل کرے۔"

جب پڑھنے والا اس مقام پر پہنچا کہ "مجھے بھی پندرہ ہزار دینار سے زیادہ نہیں پہنچے" تو ابوالقاسم نے قاری کو اشارہ کیا جس سے وہ خاموش ہو گیا، اُس نے کہا کہ "یہ وہ ہے جس کی یہ مقدار ہے، حالانکہ امیر المومنین اپنی امیری کے زمانے میں اس سے کم مدت میں جتنے کا مستحق ہوتا تھا وہ اس کی پوری تنخواہ اور جاگیر اور معونت سے بہت زیادہ تھا۔ تم لوگ اسے بھی جانتے ہو جو اس سے پہلے گزر گیا کہ وہ مخنثوں اور مطربوں کے اور تماشے والوں کے انعامات اور محلات کی تعمیر وغیرہ میں جو کچھ صرف کیا کرتا تھا، لہٰذا امیر المومنین کے لئے اللہ سے دعا کرو۔"
اس کے بعد اُس نے پھر پڑھا یہاں تک کہ اُس کے ختم تک آ گیا، جب فارغ ہوا تو بہت گفتگو ہوئی، ابوالقاسم نے کہا کہ اُس کے متعلق لکھ دو اور اُسے خلفا کی

ڈاک کے ساتھ روانہ کر دو، اور اسے سرداروں اور اُن کے نائبوں اور کرخ اور سامرا کے واقف کاروں کی طرف سے لکھو، انھوں نے اس میں امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرنے کے بعد لکھا کہ جو کچھ اُن کی درخواست ہے یہ ہے:

جمہور کا مطالبہ

"تمام امور خاص اور عام کے امیر المومنین کے پاس براہ راست پیش ہوں،

تمام رسوم ویسے ہی کر دیے جائیں جیسے کہ زمانۂ المستعین باللہ میں تھے،

اُن میں سے نو نو پر ایک ایک عریف ہو، پچاس پر ایک نائب ہو اور سو پر ایک ایک قائد ہو، عورتیں اور زیادات اور معاون ساقط کر دیے جائیں، اور کوئی مولیٰ کسی قبالے وغیرہ میں داخل نہ ہو،

ہر دو ماہ میں مسلمانوں کے لیے اجرائے عطا کا ضابطۂ عطا مقرر کر دیا جائے، جیسا کہ پہلے ہوتا رہا،

جاگیریں باطل کر دی جائیں، امیر المومنین جس کو چاہے زیادہ دے اور اور جس کا چاہے مرتبہ بلند کر دے۔"

انھوں نے بیان کیا کہ وہ اپنے مطالبات کے بعد امیر المومنین کے دروازے پر جائیں گے اور اُس وقت تک وہیں مقیم رہیں گے جس وقت تک اُن کی حاجتیں پوری ہوں، اگر انھیں یہ معلوم ہوا کہ ان امور میں سے کسی پر بھی امیر المومنین کے سامنے کسی نے اعتراض کیا تو وہ اُس کا سر کاٹ لیں گے، اگر امیر المومنین کے سر میں سے کوئی بال گرا تو وہ اُس کے بدلے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور مفلح اور یاجور اور بکالیا وغیرہ کو قتل کر دیں گے، انھوں نے امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کی اور مطالبہ ابوالقاسم کے حوالے کر دیا، وہ اُسے لے کے واپس ہوا اور حضور خلافت میں پہنچا دیا، سامرا کے موالی میں حرکت پیدا ہوئی، سردار بہت پریشان ہوئے، المہتدی منظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا اور فقہا اور قضاۃ داخل کیے گئے تھے، وہ اور وہ لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور سردار اپنے اپنے ٹھکانے سے کھڑے ہوئے تھے، ابوالقاسم کا داخلہ، دادخواہوں کے

داخلے سے پہلے ہوا، المہتدی نے اُس عرضداشت کو کھلم کھلا پڑھا اور موسیٰ بن بغا سے خلوت میں بات کی، سلیمان بن وہب کو حکم دیا کہ وہ ایک رقعے میں اُن کی درخواست کی منظوری کا فرمان لکھ دے، پھر جب اُس نے خط کے ایک یا دو فقرے میں ایسا کیا تو ابوالقاسم نے کہا کہ "یا امیر المومنین انھیں صرف امیر المومنین ہی کے دستخط سے تسلی ہوگی"۔

مطالبات منظور ہوگئے

المہتدی نے رقعہ لے لیا اور اُسے کاٹ دیا جو سلیمان نے اُس میں حکم لکھا تھا اور ہر باب میں اُن کی درخواست کی منظوری کا فرمان لکھا، اس کے بعد اپنے قلم سے ایک خط اور لکھا اور اُس پر اپنی مُہر لگائی اور اُسے ابوالقاسم کے حوالے کیا، ابوالقاسم نے موسیٰ اور بایکباک اور محمد بن بغا سے کہا کہ تم لوگ اُن کے پاس میرے ہمراہ اپنے قاصد روانہ کرو جو اُن سے اُس خبر کی معذرت کریں جو تمھاری جانب سے انھیں پہنچی، ہر ایک نے اُن میں سے ایک آدمی کو روانہ کیا، ابوالقاسم اُن کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ وہ لوگ اپنے مقامات میں تھے اور وہ تقریباً ایک ہزار سوار اور تین ہزار پیادے ہوگئے تھے، یہ اسی سال ۵ صفر یوم پنجشنبہ کو ہوا، اُس نے اُن لوگوں کو امیر المومنین کا سلام کہا کہ امیر المومنین نے جو کچھ تمھاری درخواست تھی اُسے منظور کرلیا، لہذا امیر المومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو، اس کے بعد اُس نے وہ فرمان اُن کے کاتب کو دے دیا، اُس نے جو مطالب اُس میں تھے انھیں پڑھ کر سنائے پھر امیر المومنین کا خط پڑھا تو اُس میں یہ لکھا تھا:۔

رعیت چو بیخ است و سلطاں درخت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے، اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل پر، اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت کرے اور تمھاری حفاظت کرے اور تمھیں کامیاب کرے اور تمھارے امور کی اور مسلمانوں کے اُن امور کی جو تمھارے ساتھ ہیں اور تمھارے ہاتھ میں ہیں اصلاح کرے، میں نے تمھارا خط سمجھا اور تمھارے رئیسوں کو پڑھ کر سنایا تو انھوں نے وہی بیان کیا جو تم نے بیان کیا، اور وہی سوال کیا جو تم نے سوال کیا اور میں نے

تمام امور منظور کر لیے جن کی تم نے درخواست کی، تمھاری بھلائی اور تمھارے اتفاق اور تمھاری یک زبانی پسند ہونے کی وجہ سے، اور ہیں نے تمھاری عطا کا حکم دے دیا کہ وہ تم پر جاری رہے لہٰذا تم لوگوں کو حرکت کی حاجت نہیں ہے، اپنے دل میں خوش ہو جاؤ، والسّلام،

اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت کرے، تمھاری حفاظت کرے، تمھیں کامیاب کرے، تمھاری اور مسلمین کے اُن امور کی جو تمھارے ساتھ یا تمھارے اوپر ہیں اصلاح فرمائے"

جمہور کا تعلق خلیفہ کے ساتھ

جب پڑھنے والا پڑھنے سے فارغ ہو اتو ابوالقاسم نے کہا کہ یہ لوگ تمھارے رئیسوں کے قاصد ہیں جو تم سے کسی بات کی معذرت کریں گے بشرطیکہ اُن کی طرف سے تمھیں کچھ آزار پہنچا ہو، وہ کہتے ہیں کہ "تم لوگ تو بھائی ہو، ہم سے ہو اور ہماری طرف ہو" قاصدوں نے بھی اسی طرح کا کلام کیا، ان لوگوں نے بھی بڑی طویل گفتگو کی، ایک عریضہ امیر المومنین کو لکھا جس میں پہلے کی طرح انھوں نے معذرت کی تھی، اور اس میں چند ایسے امور بھی بیان کیے جن کو اس کے پہلے بیان کر چکے تھے کہ انھیں قناعت نہیں ہو سکتی جب تک یہ پانچ فرمان اُن کے لیے نہ نافذ کر دیے جائیں :-

(۱) زیادات کی کمی،

(۲) جاگیریں واپس،

(۳) موالی بوابین (دربان) سے نکال کر بانیین (مٹی کے برتن بنانے والے) میں شمار ہوں،

(۴) رسوم کو اُس طریقے پر واپس لایا جائے جیسا کہ وہ زمانۂ مستعین میں تھیں،

(۵) طریقۂ ماتحتی کی واپسی یہاں تک کہ وہ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جس کے ماتحت پچاس اہل بیوتات ہوں اور پچاس اہل سامرا جو دواوین سے تعلق رکھیں،

امیر المومنین لشکر کو اپنے کسی بھائی کے یا کسی غیر کے جس کو وہ مناسب سمجھے

سپرد کر دے تاکہ وہ اُس کے اور اُن کے درمیان اُن کے امور کی پیامبری کرے، وہ شخص موالی میں سے نہ ہو، صالح بن وصیف کو حکم دیا جائے کہ وہ حساب دے اُس سے اور موسیٰ بن بغا سے اُن خزانوں کا حساب لیا جائے جو اُن کے پاس ہیں، ہمیں کوئی شے اُس سے کم پر رضامند نہیں کرے گی مع تنخواہ کی تعجیل کے اور وظائف کی ہر دو ماہ میں مسلسل ادا ہونے کے، ہم نے اہل سامرا اور مغربیوں کو سامرا آنے کے بارے میں لکھا ہے، ہم خود امیر المومنین کے دروازے پر جانے والے ہیں کہ مطالبات پورے کیے جائیں۔"

یہ عریضہ اُنھوں نے ابوالقاسم برادر امیر المومنین کو دے دیا۔ ایک دوسرا خط موسیٰ بن بغا، بایکباک، محمد بن بغا، مفلح، یاجور اور ربکالیا وغیرہم کو لکھا جنھوں نے بیان کیا تھا کہ بارگاہِ خلافت میں ایک عرضداشت پیش کی ہے، امیر المومنین اُن کی درخواست سے انکار نہیں کرتا سوائے اس کے کہ وہ لوگ اس کی مخالفت کریں " امیر المومنین کے اگر ایک پھانس بھی چبھ جائے یا اُس کے سر کا ایک بال بھی لے لیا جائے تو اُن سب کا سر لے لیا جائے گا، کوئی امر ہمیں مطمئن نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو، وہ اور موسیٰ بن بغا جمع ہوں کہ غور کیا جائے کہ خزانے کا مقام کونسا ہے، کیونکہ صالح نے اپنے پوشیدہ ہونے سے قبل وعدہ کیا تھا کہ چھ ماہ کی تنخواہ دے گا۔"

اُنھوں نے یہ خط موسیٰ کے قاصد کو دے دیا، چند آدمی ابوالقاسم کے ہمراہ روانہ ہوئے کہ وہ اُن کے عریضے کو امیر المومنین کو پہنچا دیں اور امیر المومنین کی بات سنیں، ابوالقاسم واپس ہوا تو موسیٰ نے تقریباً پانچ سو سوار روانہ کیے جو باب الحیر، محل اور کرخ کے درمیان کھڑے ہو گئے، ابوالقاسم اور اُن لوگوں کے قاصد اور خود اُن کے قاصد اُن کی طرف متوجہ ہوئے،

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ کو اُس قوم کا خط دے دیا جو اُس کے اور اُس کے ساتھیوں کے نام تھا، اُس جماعت میں کاتبین میں سے سلیمان بن وہب اور اُس کا لڑکا اور احمد بن محمد بن ثوابۃ وغیرہ تھے، اُس نے وہ خط پڑھ کے سنایا تو ابوالقاسم نے اُنھیں بتایا کہ اُس کے ہمراہ قوم کا ایک عریضہ

امیر المومنین کے نام بھی ہے جسے ان کو اس نے نہیں دیا،

خلیفہ اپنے گھر میں

وہ سب لوگ سوار ہو کر المہتدی کے پاس گئے، اُسے اُس حالت میں پایا کہ نماز فرض پڑھ کر دھوپ میں ایک کمبل پر بیٹھا ہوا تھا محل کے تمام آلات لہو و لعب کو توڑ دیا تھا، وہ لوگ اندر گئے، اور اُسے عریضے پہنچا دیے، بڑی دیر تک علیحدہ رہے،

جمہور کے سب مطالبے منظور

المہتدی نے سلیمان بن وہب کو اُن لوگوں کی درخواست کے مطابق لکھنے کا حکم دیا، المہتدی نے اُنھیں اپنی کتاب میں اپنے قلم سے درج کر کے نافذ کر دیا اور اپنے بھائی کو دے دیا، سرداروں نے اُنھیں اپنے خطوط کا جواب لکھا اور موسیٰ کے ساتھی کو دے دیا، ابو القاسم اُن کے پاس مغرب کے وقت پہنچا، اُنھیں المہتدی کا سلام کہا، اس کا خط پڑھ کر سنایا، جس میں یہ مضمون تھا:

راعی بر عایت مرعی

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی طاعت کی اور جو کام اُسے راضی کرے اُس کی توفیق دے، میں نے تمھارا خط سمجھ لیا اللہ تعالیٰ تمھارا نگہبان ہو تمھاری درخواست کے مطابق تمھارے لیے پانچوں فرمان نافذ کر دیے، تم لوگ اُسے مقرر کرو جو دفتروں کا انتظام کرے، انشاء اللہ تعالیٰ، یہ جو تم نے درخواست کی ہے کہ تمھارا معاملہ میں اپنے کسی بھائی کے سپرد کر دوں کہ وہ مجھے تمھارے حالات پہنچائے اور مجھ تک تمھاری ضروریات کو پہنچا دے تو بخدا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود انجام دوں اور تمھارے حالات سے اور جس میں تمھاری مصلحت ہے خبردار رہوں، میں انشاء اللہ تمھاری درخواست کے مطابق کسی شخص کا تمھارے لیے اپنے بھائیوں یا غیروں میں سے انتخاب کرنے والا ہوں، لہٰذا تم لوگ اپنی ضروریات اور وہ امور جس میں تم اپنی مصلحت جانتے ہو مجھے لکھ دو، کیونکہ میں اُسے تمھاری پسند کے موافق انشاء اللہ کرنے والا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی طاعت کی اور اُن کاموں کی جو اُسے راضی کریں توفیق دے۔"

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ اور اُس کے ساتھیوں کا خط بھی پہنچا دیا جس میں یہ مضمون تھا:

رعیت کی دلدہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، خدا تمھیں سلامت رکھے، تمھاری نگہبانی کرے، اور تم پر اپنے انعام پورے کرے، ہم نے تمھارا خط سمجھا، تم تو ہمارے بھائی اور ہمارے چچا کے بیٹے ہو، ہم وہی کرنے والے ہیں جو تم پسند کرتے ہو، امیر المومنین نے خدا اُسے عزت دے جو کچھ تم نے سوال کیا تمھاری پسند کے موافق حکم دے دیا ہے اور اپنے فرمان نافذ کر دیے ہیں،

یہ جو تم نے صالح مولیٰ امیر المومنین کا معاملہ اور ہمارا اُس پر غصہ بیان کیا ہے تو وہ بھائی ہے اور چچا کا بیٹا ہے، اس کے متعلق بھی ہم وہ نہیں چاہتے جو تمھیں ناپسند ہو، اگر اُس نے تم سے چھ مہینے کی تنخواہ تمھیں دینے کا وعدہ کیا تھا تو ہم نے امیر المومنین کی خدمت میں رقعے پیش کر دیے ہیں جس میں وہی درخواست کی ہے جو تم نے سوال کیا ہے،

یہ جو تم نے امیر المومنین پر اعتراض نہ کرنے اور معاملے کو اُس کے سپرد کر دینے کے بارے میں کہا ہے، تو ہم لوگ امیر المومنین کا حکم سننے والے اور اُس کی اطاعت کرنے والے ہیں، تمام امور اللہ کے سپرد ہیں اور وہی ہمارا مالک ہے اور ہم اُس کے بندے ہیں، ہم کسی چیز میں بھی اس پر بالکل اعتراض نہ کریں گے،

یہ جو تم نے بیان کیا کہ ہم لوگ امیر المومنین کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے ہیں، تو جو ایسا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ برائی میں رکھے اور اُسے اُس کی دنیا و آخرت میں رسوا کرے، اللہ تعالیٰ تمھیں سلامت رکھے، اور تمھاری نگہبانی کرے اور تم پر اپنا پورا انعام کرے۔"

جب یہ خطوط انھیں پڑھ کر سنائے گئے تو انھوں نے ابو القاسم سے کہا کہ اب اس وقت تو شام ہو گئی، ہم رات بھر اپنے معاملے میں غور کر کے صبح کو لوٹیں گے کہ تجھے اپنی رائے سے آگاہ کریں، سب جدا ہو گئے اور ابو القاسم

امیر المومنین کے پاس واپس آگیا، جب جمعے کی صبح ہوئی تو جب پہلا گھنٹہ ختم ہوا تو موسیٰ بن بغا امیر المومنین کے ایوان سے سوار ہوگیا اور دوسرے لوگ بھی اُس کے ساتھ سوار ہوگئے، یہ سب تقریباً پندرہ سو آدمی تھے، باب الحیر سے نکلا جو محل اور کرخ کی جاگیروں کے متصل ہے، وہاں اُس نے پڑاؤ کیا، ابوالقاسم برادر المہتدی بھی نکلا، اُس کے ساتھ کرخی بھی تھا، وہ اُس قوم کے پاس پہنچا جو تقریباً پانچ سو سوار اور تین ہزار پیادے تھے، ابوالقاسم رات ہی میں واپس آگیا تھا، اُس کے ساتھ فرمان بھی تھے، اُن کے درمیان پہنچ گیا تو اُس نے المہتدی کا ایک رقعہ نکالا جس کی تحریر اُس خط کے مشابہ تھی جس میں فرمان درج تھے، رقعہ پڑھا تو لوگ شور کرنے لگے، کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ، پیادہ موالی کا جو علاقۂ سامرا کے الحیر میں سے اُن میں شامل ہو رہے تھے کثیر مجمع ہوگیا، ابوالقاسم انتظار کرتا رہا کہ جواب حاصل کرکے واپس ہو اور اُسے امیر المومنین کو پہنچا دے، مگر عصر تک جواب نہ مل سکا اور وہ لوگ واپس گئے،

ایک گروہ تو یہ کہتا تھا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ امیر المومنین کو عزت دے اور وہ ہماری تنخواہیں پوری ہمیں دے دے کیونکہ ہم تاخیر سے ہلاک ہوگئے،

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم راضی نہ ہوں گے جب تک امیر المومنین ہم پر اپنے بھائیوں کو والی نہ بنا دے گا کہ ایک کرخ میں ہو، ایک ایوان خلافت میں اور ایک سامرا میں، یہ ہم نہیں چاہتے کہ موالی میں سے کوئی شخص ہم پر سردار ہو،

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو، یہ گروہ بہت قلیل تھا،

اس قضیے میں جب باتیں بڑھیں تو ابوالقاسم نے واپس آکر پوری خبر المہتدی کو پہنچا دی، اُس نے موسیٰ کو آگے کیا جو اُس مقام پر تھا جہاں اُس نے لشکر جمع کیا تھا وہ بھی اُس کے واپس ہوتے ہی واپس ہوگیا المہتدی نے

جمعہ پڑھ لیا تو لشکر کو محمد بن بغا کے سپرد کیا اور اُسے مع اپنے بھائی ابو القاسم کے قوم کی طرف جانے کا حکم دیا، محمد بن بغا اُس کے ہمراہ تقریباً پانچ سو سواروں کے ساتھ سوار ہوا، موسیٰ اُسی مقام پر واپس آیا جہاں وہ صبح کو تھا، ابو القاسم اور محمد بن بغا روانہ ہوئے، دونوں اُس قوم میں گھس گئے اور اُس نے سب کو اُس کے ذریعے سے گھیر لیا، ابو القاسم نے اُن سے کہا کہ امیر المومنین کہتا ہے کہ "میں نے اُن تمام امور کے متعلق جو تم نے سوال کیا فرمان نافذ کر دیے اور تمہاری پسندیدہ کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جسے امیر المومنین نے حد تک نہ پہنچا دیا ہو، یہ صالح بن وصیف کو ظاہر ہونے کے لیے امان ہے" صالح کا امان نامہ پڑھ کر سنایا کہ "موسیٰ اور بایکباک نے امیر المومنین سے خدا اُسے عزت دے اس کی درخواست کی تو اُس نے اُن دونوں سے اُسے قبول کر لیا، اور اُسے بڑی تاکید سے مضبوط کر دیا" پھر پوچھا کہ "اب کس بات پر تمہارا اتفاق ہے" اُنھوں نے بہت سی باتیں کیں، وہ بات جو اُس نے اپنی واپسی کے وقت حاصل کی یہ تھی کہ اُنھوں نے کہا "ہم یہ چاہتے ہیں کہ موسیٰ بغا کبیر کے مرتبے میں ہو اور صالح وصیف کے اس مرتبے میں ہو جو زمانۂ بغا میں تھا، بایکباک اپنے مرتبۂ سابق میں ہو، لشکر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے تک اُسی کے ہاتھ میں رہے جس کے ہاتھ میں ہے، صالح نکلے تنخواہیں دے، اور فرمانوں کے مطابق اُن کی تنخواہوں کو جاری کر دے" سب کچھ مال لینے پر واپس چلے، بقدر پانچ سو گز کے گئے تھے کہ اُن میں اختلاف ہو گیا، ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی نہیں ہیں، المہتدی کے قاصد دل نے واپس جا کر کہہ دیا کہ وہ لوگ متفرق ہو گئے اور اس پر تیار ہیں کہ واپس ہو جائیں، موسیٰ بھی یہ سُن کے واپس ہو گیا، کرخ اور سامرا کے لوگ بھی اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے،

ہفتے کی صبح ہوئی تو وصیف کا بیٹا اس طرح سوار ہوا کہ موالی اور غلاموں کی ایک جماعت اُس کے ہمراہ تھی اور لوگ آپس میں پکارنے لگے "ہتھیار، ہتھیار" صالح بن وصیف کے پیادوں کے گھوڑے لوٹ لیے اور چلے گئے، سامرا میں

وادی اسحاق بن ابراہیم کے کنارے مسجد لجین امّ ولد متوکل کے قریب پڑاؤ کیا،
اُسی وقت ابو القاسم بھی المہتدی کے ارادے سے سوار ہوا، اپنے راستے میں
اُن کے پاس سے گزرا، لوگ اُس کے۔ اُس کے خادموں اور غلاموں کے
لپٹ گئے کہ تو امیر المومنین کو ہمارا پیام پہنچا دے، اُس نے جواب دیا کہ کہو،
وہ گڑبڑ کرنے لگے، باتوں سے اُسے سوائے اس کے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ ہم لوگ
صالح کو چاہتے ہیں، وہ روانہ ہوا، امیر المومنین کو اور موسیٰ کو اور سرداران حاضرین کو
یہ پیام پہنچا دیا،

اس شخص سے مذکور ہے جو اُس مجلس میں موجود تھا کہ موسیٰ بن بغا نے کہا کہ
"وہ لوگ صالح کو مجھ سے مانگتے ہیں، جیسے میں نے اُسے چھپایا ہے، اور وہ
میرے پاس ہے، اگر وہ اُن کے پاس ہو تو انھیں مناسب ہے کہ اُسے ظاہر کریں"
قوم کے جمع ہونے اور لوگوں کے اُن کی طرف امنڈ آنے کی خبر کو اُس نے
اُن سے بڑی تاکید سے بیان کیا، امیر المومنین ہی کے ہاں سے قتال کی تیاری
کرلی، ہتھیار لگا کے سوار ہوئے، اور الحیر کا راستہ اختیار کیا، چبوترے اور
جامع مسجد کی پشت کے درمیان جمع ہو گئے، یہ خبر ترکوں کو اور جو اُن کے پاس
پناہ گزیں تھے اُنھیں پہنچی تو وہ اس طرح بھاگتے ہوئے واپس ہوئے کہ نہ کوئی
سوار پیادے کی طرف رُخ کرتا تھا اور نہ کوئی بڑا چھوٹے کی طرف، الدروب
اور الازقہ میں گھس کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے، موسیٰ اور
اس کے سب ساتھی چلے گئے تھے، کوئی سردار ساھرا میں نہ تھا
جو امیر المومنین کے ہاں سوار ہو کے جائے، الحیر ہی میں بیٹھے
رہے یہاں تک کہ الحائطین کے متصل سے نکلے اس کے بعد
روانہ ہوئے۔ مفلح اور واجن اور جوان دونوں کے ساتھ شامل
ہو گئے بغداد کے راستے پر روانہ ہو کے سوق الغنم
پہنچ گئے، اس کے بعد شارع ابی احمد کی طرف پلٹے اور موسیٰ
کے لشکر سے مل گئے،

موسیٰ اور اُن سرداروں کی جماعت جو اُس کے ساتھ تھی جیسے باجور، ساتکین،

یارجوخ اور عیسیٰ کرخی، یہ لوگ شارع ابی احمد کی طرف چل کے الوادی پہنچے، اور محل واپس آئے، موسیٰ کے ساتھی لشکر کی مقدار جو اُس دن کہ وہ ہفتے کا دن تھا، چار ہزار سوار تھی جو ہتھیار اور کمانوں اور زرہوں اور جوشن اور نیزوں اور تبروں سے مسلح تھے، اور اکثر سردار ان کرخ جو اس لشکر میں تھے وہ موسیٰ کے ہمراہ صالح کو تلاش کر رہے تھے، اُن کا ارادہ اُس سے لڑنے کا تھا جو صالح کو طلب کرے،

کسی ایسے شخص سے مذکور ہے جو اُن کے حال سے خبردار تھا کہ اکثر اُن میں کے جو موسیٰ کے ہمراہ سوار تھے اُن کی محبت صالح کے ساتھ تھی، اُس روز کوئی حرکت نہ ہوئی، جب یہ جماعت محل پہنچ گئی تو سب سے پہلی چیز جو اُن سے ظاہر ہوئی وہ یہ منادی تھی:

منادی "کل یکشنبے کی صبح کو صالح کے اہل وعیال اور اُس کے سرداروں، غلاموں اور ساتھیوں میں سے جو شخص امیر المومنین کے ہاں حاضر نہ ہوگا اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا، اُس کا گھر ویران کر دیا جائے گا، مارا جائے گا، قید کیا جائے گا اور قید خانے میں ڈال دیا جائے گا، اس جماعت میں سے تین دن چھپنے کے بعد جو شخص پایا جائے گا اُس پر بھی اُسی قسم کا عذاب نازل ہوگا، اور جو شخص کسی عام آدمی کا گھوڑا لے گا یا راستے میں اُس سے تعرض کرے گا اُس پر بھی دردناک عذاب نازل ہوگا۔"

۸ر صفر شب یکشنبہ کو اسی حالت میں شب بسر ہوئی، دوشنبے کی صبح ہوئی تو المہتدی کو یہ خبر ملی کہ المساور الشاری نے شہر میں قتل و آتش زنی کی ہے، امیر المومنین نے وہیں جماعت متقاتلین کو آواز دی اور موسیٰ و مفلح و بایکباک کو روانگی کا حکم دیا، موسیٰ نے اپنے خیمے روانہ کر دیے، ۱۱ر صفر یوم چارشنبہ کو موسیٰ اور محمد بن بغا اور مفلح کی روانگی رک گئی، ان لوگوں نے کہا کہ اُس وقت تک ہم میں سے کوئی نہ جائے گا جب تک کہ ہمارا اور صالح کا معاملہ طے نہ ہو جائے، سب اس پر متفق تھے، صالح سے ڈرتے تھے کہ وہ اُن کے بعد برائی کرے گا،

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے وصیف کے ایک بیٹے کو دیکھا، وہ وہی تھا جس نے ان سب جماعتوں کو جمع کیا تھا، موسیٰ اور بایکباک کے ساتھ

میدان بغا صغیر میں ۱۱ر صفر چار شنبہ کو گیند تھاپی سے کھیل رہا تھا، یہ لوگ صالح بن وصیف کی تلاش میں کوشش کرنے لگے، اس کے سبب سے اس جماعت پر حملہ کیا گیا جو اس کے قبل اُس کے متعلقین میں سے تھی جن کو یہ تہمت لگائی تھی کہ اُسے پناہ دی ہے، ابراہیم بن سعدان نحوی، ابراہیم طالبی، ہارون بن عبدالرحمٰن بن ازہر شیعی، ابوالاحوص بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ، ابوبکر داماد ابی حرملہ حجام، شاریہ مغنیہ اور سر خسی سردار پولیس خاص انھیں میں تھے، ان کے علاوہ ایک اور جماعت بھی تھی۔

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مصعب بن زریق سے مذکور ہے کہ ربیع القبہ صالح بن وصیف کی حویلی کے قریب ایک عمارت ہے، اس کے مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ یوم یکشنبہ کو بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک گلی سے ایک غلام نکلا، میں نے اُسے خوف زدہ دیکھا تو اچھا معلوم ہوا، تو حال دریافت کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ ہمیں چھوڑ گیا، کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن وصیف کے موالی میں سے ایک گزرنے والا سامنے آیا جو روزبہ مشہور تھا، اس کے ہمراہ تین یا چار آدمی تھے، وہ اُس گلی میں گھس گئے، اس سے بھی تعجب ہوا، تھوڑی دیر کے بعد وہ نکلے اور صالح بن وصیف کو نکالا، ہم نے واقعہ دریافت کیا، یکایک وہ غلام اُس گلی کے کسی گھر میں پانی کی تلاش میں گھس گیا کہ اُسے پیئے، اُس نے کہا کہ اُس نے کسی کہنے والے کو سنا جو فارسی میں کہتا ہے کہ اے امیر کنارے ہو جا، کیونکہ ایک غلام آیا ہے جو پانی ڈھونڈتا ہے، اُس غلام نے بھی یہ سنا اُس کے اور اُس گزرنے والے کے درمیان جان پہچان تھی، وہ اُس کے پاس آیا اور اُسے خبر دی، گزرنے والے نے تین آدمی جمع کیے اور اُس پر ٹوٹ پڑا اور اُسے نکال لیا۔

گزرنے والے نے جو اُس پر ٹوٹ پڑا تھا کہا کہ مجھ سے اُس غلام نے جو کچھ کہا وہ کہا، میں آگے بڑھا، میرے ساتھ تین آدمی تھے، دیکھا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ میں آئینہ اور کنگھا ہے اور وہ اپنی ڈاڑھی میں کر رہا ہے اُس نے مجھے دیکھا تو بھاگا اور ایک گھر میں گھس گیا، میں یہ ڈرا کہ کہیں یہ تلوار

یا ہتھیار لینے کے خیال میں نہ ہو، میں ٹھیر گیا، دیکھا تو وہ ایک کونے میں چھپا ہے، میں اُس کے پاس گھس گیا اور اُس کو نکال لایا، اُس نے مجھ سے عاجزی وزاری سے زیادہ کچھ نہ کیا، جب اُس نے مجھ سے گریہ وزاری کی تو میں نے کہا کہ "مجھے تیرے چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن میں تجھے تیرے بھائیوں ساتھیوں، سرداروں اور تیرے افسروں کے پاس لے چلوں گا، اگر ان میں سے دو نے بھی اعتراض کیا تو میں ان کے ہاتھ میں تجھے چھوڑ دوں گا۔" پھر میں نے اُسے نکالا مگر مجھے سوائے اُس کے کوئی نہ ملا جو اس کی برائی پر میرا مددگار تھا، جب وہ گرفتار کیا گیا تو اُسے قریب دو میل کے اس طرح چلایا گیا کہ ساتھ میں سوائے سرکاری آدمیوں کے کوئی نہ تھا جو پانچ سے بھی کم تھے،

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت وہ گرفتار کیا گیا تو اُس پر ایک کرتہ، ایک ریشمی تانے کی صدری اور پاجامہ تھا، سر پر کچھ نہ تھا اور وہ برہنہ پا تھا، ترکی ابلق گھوڑے پر لاد اگیا، عوام اُس کے پیچھے دوڑ رہے تھے اور خواص روک رہے تھے، انھوں نے اُسے موسیٰ بن بغا کے گھر پر پہنچایا، موسیٰ بن بغا کے گھر لے گئے تو سرداروں میں سے بایکباک اور مفلح اور یاجور اور ساتکین وغیرہ اس کے پاس آئے، اُسے باب الحیر سے نکالا جو جامع مسجد کے قبلے سے متصل ہے کہ محل لے جائیں، جب وہ اُسے منارے کی حد تک لے گئے تو مفلح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اُس کے شانے پر ایک ایسی ضرب لگائی جو قریب تھا کہ اُسے پھاڑ دے، اس کے بعد اُس کا سر کاٹ لیا، دھڑ وہیں چھوڑ دیا، اور اُسے المہتدی کے گھر لے گئے،

ایوان خلافت میں مغرب کے کچھ ہی قبل پہنچے، سر مفلح کے غلاموں میں سے ایک شخص کی قبا کے دامن میں تھا، خون ٹپک رہا تھا، اُسے لے کے پہنچے تو المہتدی مغرب کی نماز کے لیے کھڑا ہو چکا تھا اس لیے اُس نے اُسے نہیں دیکھا، وہ اُسے نکال لائے تاکہ درست کر لیا جائے، المہتدی نے اپنی نماز ادا کر لی اور انھوں نے اُسے خبر دی کہ صالح کو قتل کر دیا اور وہ اُس کا سر لائے ہیں تو اُس نے اس سے زیادہ اُن سے کچھ نہ کیا کہ یہ کہا کہ اُسے دکھاؤ، اور اپنی تسبیح میں لگ گیا،

یہ خبر اُس کے گھر پہنچی تو فریاد بلند ہوئی، وہ لوگ اُس رات کو سو رہے، جب ۲۳ صفر دوشنبے کا دن ہوا تو صالح بن وصیف کا سر ایک نیزے پر چڑھایا گیا اور اُسے گھمایا گیا، مُنادی کی گئی کہ یہ اُس شخص کا بدلہ ہے جو اپنے آقا کو قتل کرے، تھوڑی دیر کے لیے باب العامہ پر لٹکا دیا گیا اور اس کے بعد ہٹا لیا گیا، پے در پے تین دن تک ایسا ہی کیا گیا، دوشنبے کے دن جبکہ صالح بن وصیف کا سر لٹکایا گیا بغا صغیر کا سر نکالا گیا اور اُس کے اعزّہ کو دے دیا گیا تاکہ دفن کر دیں،

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے مفلح کو اس طرح دیکھا کہ اُس نے بغا کے سر کو دیکھا تو رونے لگا اور کہا کہ خدا مجھے قتل کرے اگر میں تیرے قاتل کو قتل نہ کروں، جب ۲۶ صفر پنجشنبے کا دن ہوا تو موسیٰ نے وہ سرام الفضل وصیف کی بیٹی کو بھیجا، وہ النوشری کی بیوی تھی اور اُس کے قبل سلمۃ بن خاقان کے پاس تھی،

بعض بنی ہاشم سے مذکور ہے کہ اُمّ الفضل نے موسیٰ بن بغا کو صالح کے قتل پر مبارکباد دی، موسیٰ نے کہا کہ وہ امیر المومنین کا دشمن تھا، قتل کا مستحق تھا، ام الفضل نے بایکباک کو مبارکباد دی تو اُس نے کہا کہ یہ مبارکباد میرے لیے نہیں ہے صالح تو میرا بھائی تھا،

واقعے کا اثر عوام پر جب صالح بن وصیف قتل کیا گیا تو السلولی نے موسیٰ کے لیے اشعار ذیل کہے،

(۱) ونلت وترك من فرعون حين طغى — وجئت اذ جئت يا موسىٰ على قدر
تو نے فرعون سے اپنا انتقام لے لیا جب اُس نے سرکشی کی — اے اے موسیٰ تو جب آیا تو اپنے مرتبے پر آیا،

(۲) ثلاثة كلهم باغ اخو حسد — يرميك بالظلم والعدوان عن وتر
تین ہیں، جو سب کے سب باغی ہیں، ہر ایک حسد کا بھائی ہے، — جو ظلم و عدوان کی کمان سے تجھے تیر مارتا ہے،

(۳) وصيف بالكرخ ممثول به وبغا — بالجسر محترق بالجمر والشرر
وصیف کرخ میں ہے جس کے ناک کان کٹ چکے ہیں، بغا — الجسر پر چنگاری اور شعلے میں جل رہا ہے،

(۴) وصالح بن وصيف بعد مغفص — في الحير جيفته والروح في سقر
ان کے بعد صالح بن وصیف ہے جو مٹّی میں چیر رہا ہے — اُس کی لاش الحیر میں ہے اور روح جہنم میں،

اسی سال جمادی الاولی کی چاند رات کو موسیٰ بن بغا اور بایکباک نے مساور الشاری کی طرف کوچ کیا اور محمد بن الواثق نے اُن کی مشایعت کی،

اسی سال جمادی الاولی میں مساور بن عبد الحمید اور عبیدۃ العمروسی کا الکحیل میں مقابلہ ہوا، وہ دونوں مختلف الرائے تھے، مساور کی عبیدہ پر فتح ہوئی اور اُس نے اُسے قتل کر دیا،

اسی سال اور اسی مہینے میں مساور الشاری اور مفلح کا مقابلہ ہوا، مساور کی جانب سے مجھ سے بیان کیا گیا کہ وہ العمروسی کو قتل کرنے کے بعد اس حالت میں کہ اُس کے ساتھی بہت زخمی تھے، اور اُن کے زخم بھرے نہ تھے اور وہ اس جنگ سے تھک گئے تھے جو دونوں فریق کے درمیان ہوئی تھی، الکحیل سے موسیٰ کے لشکر کی طرف اور جو اُس لشکر میں شامل ہو گئے تھے اُن کی طرف واپس ہوا، وہ لوگ حفاظت کر رہے تھے، اُس نے اُن پر حملہ کر دیا، کامیابی کی جو امید تھی بر نہ آئی، یہ مقابلہ جبل زینی میں ہوا تھا، آخر وہ اور اُس کے ساتھی اُس پہاڑ کے متصل ہو گئے پھر اُس کی چوٹی پر چلے گئے، وہاں آگ سلگائی اور اپنے نیزے گاڑ دیے، موسیٰ کا لشکر اُس پہاڑ کے میدان میں تھا، مساور اور اُس کے ساتھی اُس راستے کے علاوہ جس میں موسیٰ نے اپنا لشکر اُتارا تھا اُس پہاڑ سے اُترے، وہ چلا گیا، موسیٰ اور اُس کے ساتھی یہ سمجھتے رہے کہ پہاڑ ہی پر ہے، وہ لوگ اُن سے بچ گئے،

اسی سال ۱۴ رجب کو المہتدی معزول کیا گیا اور ۱۸ رجب پنجشنبہ کو اُس کی وفات ہوئی،

خلع خلیفہ

مہتدی کا عزل اور وفات

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۲ رجب کو ساکنان کرخ نے سامرا میں اپنی

عطا کے لیے حرکت کی، المہتدی نے اُن کے پاس طبایغو کو جو اُن کا رئیس تھا اور اپنے بھائی عبد اللہ کو بھیجا، دونوں نے اُن سے گفتگو کی، اُنھوں نے اُن کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم امیر المومنین سے بالمشافہہ گفتگو کریں، ابو نصر بن بغا رات میں چھپ کر اپنے بھائی کے لشکر کی طرف نکل گیا جو الشاری کے قریب السن میں تھا، محل میں ایک جماعت داخل ہوئی، یہ چار شنبے کا دن تھا، المہتدی نے اُن لوگوں سے دیر تک گفتگو کی، اُن کی عطا چار شنبہ و پنجشنبہ کو بند کی گئی تھی، وہ منتظر تھے کہ یہ معلوم کریں کہ موسیٰ بن بغا کیا کرتا ہے، موسیٰ نے اپنے لشکر کو ایک مہینے کی تنخواہ دی تھی، وہ الشاری کے مقابلے پر تھا، اُس کے ساتھی قرار سے ہوئے تو اختلاف پڑ گیا، موسیٰ خراسان کے ارادے سے چلا گیا،

اسباب اختلاف میں اور ترکوں سے لڑنے کے لیے مہتدی کے نکلنے کے باعث میں مختلف روایتیں ہیں، بعض کہتے ہیں کہ جس وجہ سے الشاری کے سامنے سے موسیٰ ہٹ گیا، اُس کی جنگ ترک کر دی اور خراسان چلا گیا، وہ وجہ یہ ہے کہ المہتدی نے بایکباک کو ایسے وقت کہ وہ موسیٰ کے ساتھ مشاور الشاری کے مقابلے میں مقیم تھا اپنی طرف مائل کرنا چاہا، اُسے لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ "اُس لشکر کو جو موسیٰ کے ساتھ ہے خود اپنے ماتحت کر لے، اور وہی اُن پر سردار ہو جائے، یہ کہ موسیٰ بن بغا اور مفلح کو قتل کر دے یا قید کر کے دونوں کو اُس کے پاس بھیج دے۔"

جب وہ خط بایکباک کو ملا تو وہ اُسے لے کے موسیٰ بن بغا کے پاس گیا، اور اُس سے کہا کہ "میں اس سے خوش نہیں ہوں، کیونکہ یہ تدبیر تو ہم سب کے خلاف ہے، جب آج تیرے ساتھ کچھ کیا جائیگا تو کل میرے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے گا، تیری کیا رائے ہے؟" اُس نے کہا کہ "میری رائے یہ ہے کہ تو سامرا جا کے اُسے اطلاع دے کہ تو اُس کی اطاعت میں ہے اور موسیٰ و مفلح پر اُس کا مددگار رہے، وہ تجھ سے مطمئن ہو جائے گا، پھر ہم سب اُس کے قتل کی تدبیر کریں گے،"

بایکباک آیا اور المہتدی کے پاس گیا، وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے،

گویا کہ الشاری کے پاس سے آئے ہیں، المہتدی ناخوش ہوا کہ "تو نے لشکر چھوڑ دیا حالانکہ میں نے تجھے یہ حکم دیا تھا کہ تو موسیٰ و مفلح کو قتل کر دے، ان کے معاملے میں تو نے ڈھیل دی"۔

اُس نے کہا "اے امیر المومنین میرے لیے ان دونوں کے ساتھ یہ کیونکر ممکن تھا، لشکر کے اعتبار سے دونوں مجھ سے بہت بڑے اور بہت زبردست ہیں، میرے اور مفلح کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا تو میں اُس کا انتقام نہ لے سکا، البتہ میں اپنا لشکر اور اپنے ساتھی اور جس نے میری اطاعت کی سب کو لے آیا ہوں کہ ان دونوں کے خلاف تیری مدد کروں اور تیرے معاملے کو طاقت پہنچاؤں، اور موسیٰ کے پاس تو بہت تھوڑی تعداد رہ گئی ہے"۔

اُس نے کہا کہ "اپنے ہتھیار رکھ دے" اور اُسے کسی گھر میں داخل کرنے کا حکم دیا،

اُس نے کہا "اے امیر المومنین مجھ جیسے آدمی کا تو یہ انتظام نہیں ہے جبکہ وہ اس قسم کی وجہ سے آئے، یہاں تک کہ میں اپنے گھر جاؤں اور اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کو اپنے کام کا حکم دوں"۔

اُس نے کہا کہ "اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ مجھے تجھ سے گفتگو کی حاجت ہو"۔

اُس کے ہتھیار لے لیے گئے، ساتھیوں کو اُس کی خبر میں دیر لگی، احمد ابن خاقان دربان یکایک اُن میں دوڑنے لگا کہ اپنے صاحب کو تلاش کر و قبل اس کے کہ اُس پر کوئی حادثہ گزرے، ترک جوش میں آ گئے، محل کو گھیر لیا،

جب المہتدی نے یہ دیکھا اُس وقت اُس کے پاس صالح بن علی بن یعقوب ابن ابی جعفر المنصور تھا، اُس سے مشورہ کیا کہ تو کیا مناسب سمجھتا ہے، اس نے کہا "اے امیر المومنین، جس شجاعت اور پیشقدمی کو تو پہنچا تیرے بزرگوں میں سے کوئی نہیں پہنچا، ابو مسلم کی شان اہل خراسان کے نزدیک جتنی کہ اس ترک کی اُس کے لشکر میں ہے اس سے بہت زیادہ تھی، مگر کچھ نہ ہوا سوائے اس کے کہ اُس کا سر ان کی طرف پھینک دیا گیا یہاں تک کہ انھیں قرار آ گیا حالانکہ اُن میں وہ بھی تھے جو اس کی پرستش کرتے تھے اور اُس کو رب بنائے ہوئے تھے، تو بھی اگر ایسا ہی کرے گا تو انھیں قرار آ جائے گا،

کیونکہ تو پیشقدمی میں منصور سے بھی زیادہ سخت ہے اور دل کی شجاعت میں بھی ۔"

الکرخی جس کا نام محمد بن المباشر تھا کرخ میں لوہار تھا اور میخیں بنایا کرتا تھا اس پیشے سے جدا ہو کر بغداد میں المہتدی سے مل گیا تھا، اُس نے اس پر بھروسا کر کے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، اُسے بایکباک کی گردن مارنے کا حکم دیا تو اُس نے اس کی گردن ماردی، ترکوں کی یہ حالت تھی کہ محل میں مسلح صف بستہ کھڑے بایکباک کو طلب کر رہے تھے، المہتدی نے عتاب بن عتاب قائد کو حکم دیا کہ وہ اُس کا سر اُن میں پھینک دے، عتاب نے سر لے کے اُن کی طرف پھینک دیا، وہ پیچھے ہٹے اور اُن میں جوش پیدا ہو گیا، ایک شخص نے عتاب پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، المہتدی نے فراغنہ اور مغاربہ اور اوکشیہ اور اشروسنیہ اور اُن ترکوں کو جنھوں نے دو درم اور ستو پر اُس سے بیعت کی تھی بلا بھیجا، وہ آئے اور اُن میں بہت سے مقتول ہوئے، کہا گیا ہے کہ اُن ترکوں میں سے جنھوں نے قتال کیا تقریبًا چار ہزار مقتول ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو ہزار اور یہ بھی کہ ایک ہزار، اور یہ واقعہ اسی سال ۱۳ ؍ رجب یوم شنبہ کو ہوا،

ساری قوم یوم یکشنبہ کو اکھٹا ہو گئی، تمام ترک متفق ہو گئے، سب کا معاملہ ایک ہو گیا، اُن میں سے تقریبًا دس ہزار آدمی آئے، طغوتیا برادر بایکباک اور احمد بن خاقان دربان بایکباک تقریبًا پانچ سو آدمی کی جماعت میں آئے جو طغوتیا کے ہمراہ تھے،

المہتدی اس طرح نکلا کہ صالح بن علی اُس کے ہمراہ تھا، گلے میں قرآن مجید تھا اور وہ لوگوں کو اس امر کی دعوت دے رہا تھا کہ وہ اپنے خلیفہ کی مدد کریں، جب شر بڑھا تو وہ ترک جو المہتدی کے ساتھ تھے اپنے ساتھیوں کی طرف مائل ہو گئے جو برادر بایکباک کے ساتھ تھے، المہتدی فراغنہ و مغاربہ اور اُن چند عوام میں رہ گیا جو اُس کے ہمراہ تھے، پھر طغوتیا برادر بایکباک نے اُن سب پر ایک ایسا حملہ کیا جو طالب قصاص اور ایسے شدید پیاسے اور ایسے طالب انتقام کا ہو جسے بدلہ نہ ملا ہو، صفیں توڑ دیں، اُنھیں بھگا دیا اور بہتوں کو قتل کر ڈالا، وہ لوگ پشت پھیر کر بھاگے، المہتدی بھی اس طرح شکست اُٹھا کے بھاگا کہ اُس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور وہ ندا دے رہا تھا کہ اے گروہ انسانی اپنے خلیفہ کی مدد کرو،

اسی طرح ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد کے گھر پہنچا جو خشبۃ بابک کے بعد تھا اور اُس میں احمد بن جمیل صاحب المغونۃ بھی تھا، وہاں داخل ہوا، اپنے ہتھیار رکھ کر سفید کپڑے پہن لیے کہ ایک گھر کے اوپر چڑھ کر دوسرے گھر میں اُتر جائے اور بھاگ جائے، ڈھونڈا گیا مگر نہیں ملا،

احمد بن خاقان تیس سواروں کے ساتھ اُسے پوچھتا ہوا آیا، آگاہ ہو گیا کہ وہ ابن جمیل کے گھر میں ہے، وہاں سے وہ بھاگا کہ چڑھ کے نکل جائے، اُسے ایک تیر مار اگیا اور ایک تلوار اُس کے پیٹ میں بھونک دی گئی، احمد بن خاقان نے گھوڑے یا خچر پر لادا اور اُس کے پیچھے سائیس کو بٹھا کے یہاں تک کہ اُسے اپنے گھر لے گیا، لوگ اُس کے پاس آئے، اُسے چپتیں مارنے اور منہ پر تھوکنے لگے، اسباب و سامان کی قیمت دریافت کرنے لگے، اُس نے چھ لاکھ کا اقرار کیا جنھیں کرخی نے بغداد میں لوگوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے، آزار رسانی کا سامان کیا گیا اور چھ لاکھ دینار کا رقعہ لے لیا گیا، ایک شخص کے حوالے کر دیا، جس نے اُس کے خصیے کو مسل کر اُس کے قتل کر دیا،

بعض نے کہا کہ اس کا سبب اور پہلا اختلاف یہ تھا کہ ترکوں کی اولاد میں سے لاحقین جمع ہوئے کہ ہم لوگ اس پر رضامند نہیں ہیں کہ ہم پر سوائے امیر المومنین کے کوئی اور رئیس ہو،

موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو اُس وقت اُنھوں نے لکھا جبکہ وہ دونوں الشاری کے مقابل تھے، موسیٰ اپنے آدمیوں کے ساتھ آیا، جمع کو الوزیریہ کے علاقے میں ایک پل تک گیا، المہتدی نے الحیر میں پڑاؤ کیا اور وہ ان کے قریب ہو گیا، وہ محل کی طرف مسلح نکلا،

جب ۱۳ رجب یوم شنبہ ہوا تو بایکباک فرماں برداروں کے داخل ہوا، موسیٰ تقریباً دو ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کی طرف چلا گیا، ایک شخص موالی میں سے المہتدی کے پاس آیا کہ بایکباک نے موسیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ تجھے محل میں کسی بہانے سے قتل کر دے گا، المہتدی نے

بایکباک کو گرفتار کرلیا، اُس کے ہتھیار چھین لینے اور قید کر دینے کا حکم دیا،
وہ ہفتے کو عصر تک قید رہا، اہل کرخ اُس کی تلاش میں نکلے اور واپس گئے،
یکشنبے کی صبح ہوئی تو ان میں سے کوئی نہ بچا جو پیادہ یا سوار مسلح ہو کے نہ آیا ہو،
جب وہ محل کی طرف گئے تو المہتدی نے نماز ظہر پڑھی اور فراغنہ ومغاربہ
کے ہمراہ اُن کی طرف نکلا، ترکوں نے اُنھیں بھڑکایا، اُنھوں نے
اُن پر حملہ کر دیا، جب اُنھوں نے اُن کا پیچھا کیا تو اُن کا پوشیدہ لشکر نکل آیا جس سے
فراغنہ ومغاربہ کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی،

المہتدی بھاگا، ابو الوزیر کے دروازے پر اس حالت میں گزرا کہ
اُس کا غلام چلا رہا تھا کہ اے لوگو یہ تمھارا خلیفہ ہے، ترک اُس کے
پیچھے دوڑ رہے تھے، وہ احمد بن جمیل کے گھر میں گھس گیا، المہتدی
ایک سے دوسرے گھر پر چڑھ گیا، ترکوں نے اُس تمام علاقے کا محاصرہ
کرلیا اُسے اُنھوں نے عبد اللہ بن عمر البازیار کے ایک غلام کے گھر سے
نکالا، اس حالت میں ایک دُبلے سیاہ گھوڑے پر سوار کر دیا کہ اُس کی
پسلی میں نیزے کا زخم تھا اور وہ ایک کرتہ اور پاجامہ پہنے تھا کرخی کا گھر
نیز ایک جماعت عوام اور بنی ثوابہ کے مکانات لوٹ لیے،

جب دوشنبے کا دن ہوا تو احمد بن المتوکل عرف ابن فتیان کو
یارجوخ کے گھر پہنچایا گیا، ترک راستوں میں گھوم رہے تھے اور عوام کی تحریف
کر رہے تھے کہ اُنھوں نے ان کی مزاحمت نہیں کی،

دوسروں نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کرخ اور سامرا کے
باشندوں نے اسی سال ۲ رجب یوم دوشنبہ کو حرکت کی، کرخ میں
اور اُس کے اوپر جمع ہوئے، المہتدی نے کیغلغ وطبایغو بن صول ارتکین
اور اپنے بھائی عبد اللہ کو اُن کی جانب روانہ کیا، یہ لوگ اُن کے ساتھ
برابر رہے یہاں تک کہ اُن میں سکون ہو گیا اور یہ دار الخلافت واپس
آ گئے، ابو نصر محمد بن بغا کبیر کو یہ خبر پہنچی کہ المہتدی نے اُس کے اور اُس کے
بھائی موسیٰ کے بارے میں کلام کیا ہے اور موالی سے کہا ہے کہ تمام مال

ان لوگوں کے پاس ہے، وہ اس سے اور اُن لوگوں سے ڈرا، شب چار شنبہ ۳ مرجب کو بھاگ گیا، المہتدی نے اُسے چار رقعے لکھے جس میں اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو پناہ دی تھی، وہ خط اُسے اُس وقت پہنچے جبکہ وہ ابرتکین بن برمکاتکین کے ساتھ المحمدیہ میں مقیم تھا، دوسرے دو اُس وقت پہنچے کہ فرج صغیر کے ساتھ تھا، اُس نے اُس پر بھروسا کیا اور واپس ہوا، وہ اور اُس کا بھائی حبشون اور یکالیا دار الخلافت میں داخل ہوئے تو قید کر دیے گئے، ان کے ساتھ کیغلغ بھی قید کر دیا گیا، ابونصر کو اُن سے علیحدہ کر لیا گیا اور اُس سے مال مانگا گیا، اُس کے وکیل سے پندرہ ہزار دینار لے لیے گئے اور اُسے ۳ مرجب سہ شنبے کو قتل کر کے القناۃ کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا گیا، ۵ ار رجب دو شنبے کو اُسے کنوئیں سے نکالا گیا اور اُس کے گھر پہنچایا گیا، وہ بدبو کرنے لگا تھا، تین سو مثقال مشک اور چھ سو مثقال کافور خریدا گیا اور اُس پر ڈال دیا گیا مگر بدبو بند نہ ہوئی، الحسن بن مامون نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی،

المہتدی نے ابونصر کو قید کرنے کے وقت موسیٰ بن بغا کو لکھا کہ لشکر کو بایکباک کے سپرد کر دے اور مع موالی کے سامرا آ جائے، بایکباک کو لشکر پر قبضہ کرنے اور الشاری کے قتال کا انتظام کرنے کو لکھا بایکباک اُس خط کو موسیٰ کے پاس لے گیا، اُس نے اُسے پڑھا تو سامرا کی واپسی پر اتفاق کر لیا، المہتدی کو یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ اُس کی مخالفت پر آمادہ ہیں، اُس نے موالی کو جمع کر کے فرماں برداری پر برانگیختہ کیا اور اُنھیں دار الخلافت میں اپنے ساتھ رہنے اور اپنے سے جدا نہ ہونے کا حکم دیا، ترکوں میں سے ہر شخص کے لیے اور جو اُن کے قائم مقام تھے ان کے لیے بھی دو درہم یومیہ جاری کیے اور مغربیوں میں سے ہر شخص کے لیے ایک درہم، دونوں فریق اور اُن کے دوست تقریباً پندرہ ہزار آدمی

اُس کے لیے خاص محل اور دوسرے محلوں میں جمع ہو گئے اُن میں وہ ترک بھی تھے جو الکاملی مشہور تھے،

کیغلغ کے قید ہو جانے کے بعد دار الخلافت کا منتظم مسرور بلخی اور سرداروں کا رئیس طبایغو تھا، منتظم عبداللہ بن تکین تھا، موسیٰ اور مفلح اور بایکباک کو ابو نصر اور حبشون اور دوسرے گرفتاروں کی خبر پہنچی تو انھوں نے احتیاط اختیار کی، اُن کے اور المہتدی کے درمیان نامہ و پیام و قاصد جاری ہوئے، المہتدی اُس جماعت کے اپنے پاس آنے کی امید میں ۱۱ رجب پنجشنبہ کو اپنی جماعت کے ساتھ نکلا، مگر کوئی نہیں آیا،

جب ۱۲ رجب جمعے کا دن ہوا تو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ مفلح کے ساتھ سامرا کے راستے سے الجبل کے علاقے میں شام کے وقت داخل ہو گیا ہے، ہفتے کے دن بایکباک اور یارجوخ اور اساتکین اور علی بن بارس اور سیما الطویل اور خطارمش دار الخلافت میں داخل ہوئے، بایکباک اور اُس کا نائب احمد بن خاقان قید کر دیے گئے اور بقیہ کو واپس کر دیا گیا، بایکباک وغیرہ کے ترک ساتھی جمع ہوئے اور کہا کہ ہمارا سردار کیوں قید ہے اور ابو نصر کیوں قتل کیا گیا،

ہفتے کو المہتدی اُن کی جانب نکلا، ان کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی، وہ واپس گیا اور یکشنبے کو اس طرح نکلا کہ وہ لوگ اُس کے لیے جمع ہو گئے تھے، خود اُس نے مغربیوں اور مٹی کے برتن والے ترکوں اور فرغانیوں کو جمع کیا، میمنے پر مسرور بلخی اور میسرے پر یارجوخ تھا، المہتدی اساتکین و طبایغو وغیرہ سرداروں کے ساتھ قلب میں رہا، جب سورج تیز ہو گیا تو بعض آدمی بعض کے قریب ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی، اُنھوں نے بایکباک کو طلب کیا تو المہتدی نے اُس کا سر اُن کے پاس پھنکوا دیا،

عتاب بن عتاب نے اُسے اپنی قبا کے دامن سے نکالا تھا، اُن لوگوں نے اُسے دیکھا تو اُس کے بھائی طغوتیا نے اپنی خاص جماعت سے المہتدی کی جماعت پر حملہ کر دیا، المہتدی کے لشکر کے میمنہ ومیسرہ والے پھر گئے اور اُنھیں کے ساتھ ہو گئے، بقیہ لوگ المہتدی کے پاس سے بھاگ گئے، دونوں فریق کی ایک جماعت مقتول ہوئی،

جلشون بن بغا سے مذکور ہے کہ سات سو اسّی آدمی مقتول ہوئے اور سب لوگ منتشر ہو گئے، المہتدی دار الخلافت میں داخل ہوا، وہ دروازہ بند کر لیا گیا جس سے وہ داخل ہوا تھا، اُس دروازے سے نکلا جو باب الایتاخ مشہور ہے، بازار سرور سے واثق کے دروازے سے ہوتا ہوا باب العامہ کی طرف اس طرح نکلا کہ ندا دے رہا تھا کہ اے لوگو میں امیر المومنین ہوں، اپنے خلیفہ کی طرف سے قتال کرو مگر عوام میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی، اور وہ سڑک پر گزر رہا تھا اور ندا دے رہا تھا، مگر کسی کو اُس کی مدد کرتے نہیں دیکھا، وہ قید خانے کے دروازے پر گیا، قیدیوں کو رہا کر دیا جو اُس میں تھا، گمان کرتا تھا کہ وہ لوگ اس کی مدد کر بن گئے، مگر اُن سے سوائے بھاگنے کے کچھ نہ ہوا، کسی نے اُس کی بات نہ مانی،

لوگوں نے اُس کی بات قبول نہ کی تو وہ ابو صالح عبد اللہ بن یزداد کے گھر گیا، وہاں احمد بن جمیل افسر پولیس بھی اترا ہوا تھا، وہ اُس کے پاس پہنچا یا گیا، دیوان الضیاع کی طرف سے نکال کے محل میں لائے، پھر احمد بن خاقان کے پاس قید کر دیا، احمد بن جمیل کا گھر لوٹ لیا گیا، جو شخص مغاربہ کے سرداروں میں سے اس معرکے میں قتل ہوا وہ نصر بن احمد الزبیری ہے اور شاکریہ کے سرداروں میں سے عتاب بن عتاب ہے جبکہ وہ بایکباک کا سر اُن کے پاس لایا تھا،

بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں المہتدی نے بہت بڑی جماعت کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، قید ہونے کے بعد سخت کلامی ہوئی، اور اُنھوں نے اُس سے معزولی چاہی تو اُس نے انکار کیا اور قتل کے لیے تیار ہو گیا، اُنھوں نے کہا کہ اُس نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور سرداروں کی ایک جماعت کو لکھا تھا کہ

کہ اُن کے ساتھ بدعہدی نکرے گا۔ اُنھیں فریب نہ دے گا یا نہ قتل نکرے گا۔ نہ ان امور کا قصد کرے گا جب اُس نے ایسا ان سب کے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کیا اور وہ اُس پر واقف ہوگئے تو وہ اُس کی بیعت سے بری ہوگئے۔ اُنھیں اختیار ہے کہ جس کو چاہیں نصب کریں۔ اُنھوں نے اُس کی حکومت توڑنے کو حلال سمجھا۔"

یارجوخ لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد دارالخلافت گیا تھا۔ وہاں سے اولادِ متوکل میں سے اُس نے ایک جماعت کو نکالا۔ اُنھیں اپنے گھر لے گیا۔ ۱۳ رجب سہ شنبہ کو احمد بن المتوکل سے جو ابن فتیان مشہور تھا بیعت کرلی المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا۔ ۱۸ رجب یوم پنجشنبہ کو المہتدی محمد بن الواثق کی وفات پر شہادت لی گئی کہ وہ درست حالت میں تھا سوائے اُن دو زخموں کے جو اسے یکشنبہ کو لڑائی میں لگے کہ ایک تبر سے اور ایک تلوار سے اور کوئی زخم نہیں تھا۔ جعفر بن عبدالواحد اور امیرالمومنین کے چند بھائیوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ المنتصر کے مقبرے میں دفن کردیا گیا

موسیٰ بن بغا اور مفلح ۲۰ رجب یوم شنبہ کو سامرا میں داخل ہوئے۔ اس نے المعتمد کو سلام کیا خلعت ملا۔ وہ اپنے گھر چلا گیا لوگ امن و عافیت سے رہنے لگے۔

۲ رجب کو اہل کرخ و دور سب میں ہیجان پیدا ہوا۔ وہ جمع ہوئے۔ جب وہ حرکت کرتے تھے تو مہتدی اپنے بھائی عبداللہ کو بھیجا کرتا تھا۔ اس دن بھی حسب معمول عبداللہ کو اُس کے پاس بھیجا اُس نے اُنھیں اس حالت میں پایا کہ محل کے ارادے سے آئے ہیں۔ گفتگو کی اور اُن کے حوائج کے انتظام کی ذمہ داری لی مگر اُنھوں نے انکار کیا کہ ہم واپس نہوں گے جب تک کہ ہم امیرالمومنین کے پاس جا کر اُس سے اپنے واقعے کی شکایت نکرلیں۔ عبداللہ ان کے پاس سے واپس ہوا۔ اس وقت دارالخلافت میں ابونصر محمد بن بغا اور جبشون اور کیغلغ اور مسرور بلخی اور ایک اور گروہ تھا۔ عبداللہ نے جب یہ خبر پہنچادی تو حکم ہوا کہ پھر جاؤ اور اُن کی ایک جماعت کو ساتھ لاؤ۔ حسب الحکم عبداللہ ان سے قریب محل کے ملا اور چاہا کہ وہ اپنے مقام پر ٹھیریں اور اُس کے ساتھ ایک جماعت کو

روانہ کریں مگر اُنھوں نے انکار کیا جب ابو نصر کو اور جو اس کے ساتھ دار الخلافت میں تھے۔ یہ خبر پہنچی کہ ان کا گروہ آگیا ہے تو وہ سب کے سب باب النزالہ کے قریب سے دار الخلافت سے نکل گئے۔ دار الخلافت میں سوائے مسرور بلجی کے ایطون نائب کیغلغ کے۔ اور کاتبوں میں سے بجز عیسیٰ بن فرخانشاہ کے اور کوئی نہ رہا۔

موالی باب القصر الاحمر کے قریب سے داخل ہو گئے اور قریب چار ہزار کے دار الخلافت میں بھر گئے۔ مہتدی کے پاس گئے اپنی حالت کی شکایت کی انھیں اپنی درخواست میں بھروسا تھا کہ ان کے افسروں کو معزول کر دیا جائیگا اور اُن کا انتظام امیر المومنین کے بھائیوں کے سپرد کر دیا جائے گا خزانے میں جتنی خیانت کی ہے سب کی تلافی و بازیابی ہوگی۔ جس کی مقدار پندرہ کرور بیان کی تھی۔ اس معاملے میں اور اُن کی درخواست پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اُس دن وہ دار الخلافت ہی میں رہے۔ مہتدی نے محمد بن مباشر کرخی کو بھیجا۔ اس نے اُن کے لئے ستّو خرید ے ابو نصر بن بغا اس کے بعد ہی گیا یہانتک کہ اُس نے الحیر میں کہ حلبہ کے قریب تھا لشکر جمع کیا۔ اس کے ساتھ تقریباً پانچ ہزار آدمی مل گئے۔ مگر اُسی شب کو علیحدہ ہو گئے۔ اب اس کے پاس سو سے بھی کم رہ گئے۔ وہ چلا گیا۔ جاتے جاتے محمدیہ پہنچ گیا۔

چارشنبہ کی صبح اس طرح ہوئی کہ موالی اپنے پہلے مطالبے پر قائم تھے۔ ان سے کہا گیا کہ یہ کام جس کا تم ارادہ کرتے ہو سخت کام ہے۔ ان امراء کے ہاتھ سے حکومت کا نکال لینا تمھیں بھی سہل نہیں۔ چہ جائے کہ معزول بھی کئے جائیں اور سرکاری مطالبات بھی پورے کرا لئے جائیں۔ اپنے معاملے میں غور کرو۔ اگر تمھیں یہ خیال ہو کہ تم اس معاملے پر اس وقت تک صبر کرو گے جب تک کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچے تو امیر المومنین اسے تمھارے لئے قبول کرتے ہیں۔ دوسری صورت میں امیر المومنین تمھارے لئے غور کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اُنھوں نے سوائے اپنی پہلی درخواست کے انکار کیا۔ انھیں اس امر کی بیعت کی قسموں کی دعوت دی گئی کہ وہ اسی قول پر قائم رہیں گے

اس سے رجوع نکریں گے۔ جو شخص اُن سے اس معاملے میں قتال کرے گا اس سے قتال کریں گے۔ امیر المومنین کے لئے خیر خواہی کریں گے۔ اس سے وفاداری کریں گے۔ ان لوگوں نے اُس کی یہ بات مان لی بعیت کی قسمیں لی گئیں۔ اس دن تقریباً ایک ہزار نے عیسیٰ بن فرخانشاہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی کہ فرماں روائی کے کاروبار کی عنان اقتدار اُسی کے ہاتھ میں تھی۔ اُنھوں نے اپنی جانب سے ابو نصر کو ایک خط لکھوایا جسے اُن کے لئے عیسیٰ بن فرخانشاہ نے لکھدیا اس خط میں بے سبب دار الخلافت سے نکل جانے پر اپنی ناگواری کا ذکر کیا تھا کہ صرف اس لئے امیر المومنین کی جناب میں حاضر ہوئے تھے کہ اپنی حاجت کی شکایت کریں جب دار الخلافت کو خالی پایا تو ٹھیر گئے۔ امیر المومنین جب معاودت فرمائیں گے تو ہم بھی لوٹ جائیں گے۔ ہرگز ہرگز برانگیختہ نکریں گے۔ عیسیٰ نے خلیفہ کی جانب سے بھی اُسے ایسا ہی لکھا۔ وہ المحمدیہ سے عصر و عشاء کے درمیان آیا اور دارالخلافت میں اس طرح داخل ہوا کہ اُس کے ہمراہ اس کا بھائی جبشون اور کیغلغ اور بکالبا اور ان میں کا ایک گروہ تھا موالی ان کے مقابلے میں مسلح ہو کے کھڑے ہو گئے اور المہتدی بیٹھ گیا۔ ابو نصر اور جو اُس کے ساتھ تھے اس کے پاس پہنچے سلام کیا قریب آیا المہتدی کے ہاتھ پاؤں اور فرش کو بوسہ دیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

المہتدی نے خطاب کیا کہ اے محمد اُس معاملے میں جو موالی کہتے ہیں تیرے پاس کیا ہے۔

اُس نے کہا وہ کیا کہتے ہیں۔

فرمایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے تمام دولت کھینچ لی۔ اعمال میں خود رائی کی سلطنت کے کسی امر میں غور نہیں کرتے۔ مصالح عامہ پر کان نہیں دھرتے۔

محمد نے کہا اے امیر المومنین میں اور اموال ساتھ نہیں ہیں۔ نہ میں دیوان کا کاتب تھا۔ نہ میرے ہاتھ میں اعمال تھے۔

پوچھا۔ پھر وہ اموال کہاں ہیں۔ وہ ضرور تیرے ہی پاس ہیں۔ یا تیرے بھائیوں۔ کاتبوں اور ساتھیوں کے پاس۔

موالی قریب آئے عبداللہ بن تکین اور اُن میں کی ایک جماعت آگے بڑھی۔

ابو نصر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ امیر المومنین کا دشمن ہے جو امیر المومنین کے سامنے تلوار لے کے کھڑا ہوتا ہے۔ انھوں نے اس کی تلوار لے لی ابو نصر کا ایک غلام اندر آیا جس کا نام تتیل تھا۔ اُس نے اپنی تلوار کھینچ لی اور قدم بڑھایا کہ اُن لوگوں کو ابو نصر سے باز رکھے۔ اُس کا قدم خلیفہ کے قریب تھا۔ عبداللہ بن تکین بڑھا اور اُس کے سر پر ایک تلوار ماری۔ اس کے بعد دار الخلافت میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جس کی تلوار نہ لے گئی ہو۔ المہتدی اُٹھا اور ایک کوٹھری میں جو اس کے قریب تھی چلا گیا۔ محمد بن بغا کو گرفتار کر کے دار الخلافت کے ایک حجرے میں داخل کر دیا گیا اُس کے بقیہ ساتھی بھی قید کر دیے گئے۔ لوگوں نے اُس غلام کے قتل کا ارادہ کیا المہتدی نے انھیں روکا کہ اس کے بارے میں مجھے غور کرنے کی گنجایش ہے۔ پھر حکم دیا تو اُسے خزانے سے ایک کرتہ دیا گیا۔ اُس کے سر کا خون دھونے کا حکم دیا گیا۔ اور قید کر دیا گیا۔

چار شنبہ کی صبح کو لوگ بہت جمع ہو گئے بیعت لیجا رہی تھی۔ عبداللہ بن الواثق کو ایک ہزار شاکریوں اور فرغانیوں کے ساتھ الرفیف جانے کا حکم دیا۔ خراسان کے ان سرداروں میں سے جنھیں اُس نے نکلنے کا حکم دیا تھا محمد بن یحییٰ الواثقی عتاب بن عتاب۔ ہارون بن عبد الرحمٰن بن الازہر۔ ابراہیم برادر ابی عوان یحییٰ بن محمد بن داؤد نصر بن شبث کا بیٹا۔ عبدالرحمٰن بن دینار اور احمد بن فریدوں وغیرہم تھے عبد اللہ بن الواثق کو ان سرداروں کی جانب سے یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اُس نواح میں ان کا جانا مناسب نہیں ہے۔ اس نے ادھر کا جانا ترک کر دیا ان لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اور مفلح کو واپسی کے لئے اور لشکر کو اپنے میں سے کسی سردار کے سپرد کرنے کو لکھیں سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ ان دونوں کو یہ مضمون اور چند خطوط دوسرے سرداروں کو اُن دونوں سے لشکر پر قبضہ کرنے کو اور چند خطوط چھوٹوں کو اس درخواست کے متعلق جو اُن کے ساتھیوں نے سامرا میں کی تھی اور ان کی وہ درخواست قبول کی گئی تھی۔ اور ان خطوط کے لکھنے کا حکم دیا گیا جو سرداروں کو لکھنا منظور تھے۔ اور اس امر کا کہ وہ انتظار کریں۔ اگر موسیٰ و مفلح نے دار الخلافت مع اپنے غلاموں کے

آنے میں اور لشکر کو اس شخص کے جسے سپرد کرنے کا انھیں حکم دیا گیا ہے سپرد کرنے میں جلدی کی تو خیر ورنہ اُن دونوں کو گرفتار کر کے دارالخلافت روانہ کردو۔ ان لوگوں نے یہ خطوط اپنے میں سے تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کئے وہ لوگ اسی سال ۵ رجب شب جمعہ کو سامرا سے روانہ ہوئے۔

اُن لوگوں پر جن سے دارالخلافت میں فی کس دو درہم یومیہ پر بیعت لی گئی تھی یومیہ جاری کیا گیا تقسیم کرنے کا متولی عبیداللہ بن تکین ہوا جو کنجور کے لڑکے کا ماموں تھا۔ جب یہ خبر موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو پہنچی تو اس نے کنجور کو تہمت لگائی اور اسے مارنے کے بعد قید کرنے کا حکم دیا۔ اُس وقت موسیٰ السن میں تھا۔ جب یہ خبر بایکباک کو پہنچی جو الحدیثہ میں تھا تو وہ السن آیا اور کنجور کو قید سے نکلوایا۔ لشکر السن میں جمع ہوا۔ پیامبر اُن کے پاس پہنچ گئے خطوط پہنچا دیے۔ بعض اہل لشکر کو پڑھ کر سنائے ان سے مدد کی بیعت لی ۱۱ رجب پنجشنبہ کو الرفیف کے پل پر اُترے۔ اسی دن المہتدی الحیر کی طرف نکلا لوگوں نے روکا وہ تھوڑا ہی چلا تھا کہ پھر لوٹا اور حکم دیا کہ خیمے اور چھولداریاں اکھاڑ کے الحیر میں لگائی جائیں۔

جمعے کی صبح ہوئی تو موسیٰ کے لشکر سے تقریباً ایک ہزار آدمی واپس آگئے جن میں کوتکین و خشنج بھی تھے۔ المہتدی الحیر کی طرف نکلا اُس نے اپنا میمنہ بنایا جس پر کوتکین مقرر ہوا۔ میسرے پر خشنج مقرر ہوا۔ خود قلب میں ٹھیرا۔ پیامبر اس حالت میں واپس آئے کہ دونوں لشکروں کے درمیان آمد و رفت کر رہے تھے۔

موسیٰ بن بغا کو خواہش تھی کہ وہ کسی ایسے علاقے کا والی بنا دیا جائے کہ وہاں وہ واپس چلا جائے قوم کو خواہش تھی کہ موسیٰ مع اپنے غلاموں کے ان کے سامنے آئے کہ ان سے گفتگو کریں۔ اُس دن اُن کے درمیان کوئی بات طے نہ ہوئی جب ہفتے کی رات ہوئی تو جو شخص موسیٰ کے پاس سے واپس ہونا چاہتا تھا وہ واپس آگیا موسیٰ و مفلح تقریباً ایک ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کے قصد سے واپس ہوئے بایکباک اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت اسی شب عیسیٰ کرخی کے ساتھ روانہ ہوئی۔ اُسی کے ہمراہ رات گذاری ہفتے کی صبح ہوئی۔ بایکباک اور

اُس کے ساتھی دار الخلافت میں داخل ہوئے تو ان کی تلواریں ۔ بایکباک ۔ اور یارجوخ اور اساتگین اور احمد بن خاقان اور خطارمش وغیرہم سب کی لے لی گئیں۔ سب کے سب المہتدی کے پاس پہنچے اور سلام کیا ۔ سوائے بایکباک کے سب کو واپسی کا حکم دیا گیا ۔ المہتدی نے اُسے اپنے سامنے ٹھیرانے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس کے سامنے اس طرح آیا کہ وہ اُسے اس کے قرضے شمار کرا رہا تھا جو کچھ مسلمانوں کے اور اسلام کے ساتھ کیا تھا ۔ سب کا حساب کر رہا تھا۔ موالی اُس پر ٹوٹ پڑے اُسکے دار الخلافت کے ایک حجرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا ۔ پانچ گھنٹے بھی نہ ٹھیرا تھا کہ ہفتہ کو زوال کے وقت قتل کر دیا گیا ۔ حالت اپنی اصل پر آگئی ۔ پھر کوئی حرکت نہ ہوئی ۔ کسی نے کوئی کلام نہ کیا ۔ سوائے چند آدمیوں کے جنھوں نے بایکباک کے معاملے کو برا جانا تھا۔ انھوں نے بھی پوری پوری بیقراری ظاہر نہ کی۔

جب یکشنبہ ہوا تو ترکوں نے دار الخلافت میں اپنے ساتھ فرغانیوں کی برابری و یکسانی پر ناراضی ظاہر کی ۔ ان کے ذہن میں یہ بات جم گئی کہ یہ تدبیر صرف ان کے رؤسا کے قتل کے لئے جاری ہوئی ہے کہ فرغانیوں اور مغربیوں کو ان پر مقدم کیا جائے وہ سب کے سب دار الخلافت سے نکل گئے جہاں فقط مغربی و فرغانی رہ گئے ۔ ترکوں نے کرخ کے علاقے میں جاکے اس کی مذمت کی بایکباک کے ہمراہیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے خود بایکباک کو بھی ملا لیا۔

مہتدی نے فرغانیوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس بلا یا ترکوں نے جن امور کو ناگوار سمجھا اس کی انھیں خبر دی کہ اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کے مقابلے پر کھڑے ہو سکو گے تو امیر المومنین کو تمھاری نزدیکی ناگوار نہیں ہے۔ اور اگر تم لوگ اپنے متعلق اُن سے عاجز رہنے کا گمان کرتے ہو تو معاملے کے شدت اختیار کرنے سے قبل ہم ان لوگوں کو ان کی خواہش کی طرف چل کر رضامند کر لیں ۔ فرغانیوں نے عرض کی کہ ہم ترکوں کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے اور ان پر غالب آئیں گے ۔ بشرطیکہ ہم میں اور مغربیوں میں اتفاق ہو جائے۔ اُن لوگوں پر اپنے مقدم کئے جانے کی وجہ سے اُنھوں نے بہت سی اشیاء

تیار رکیں المہتدی سے ترکوں پر چڑھائی کی خواہش کی وہ ظہر تک اسی طرح رہا۔ بعد ظہر سوار ہوا۔ بہت سے فرغانی سواروں اور بہتیرے مغربی پیادوں کو ساتھ لیا اُن کی طرف روانہ ہوگیا جو کرخ اور قطائع کے درمیان تھے ترک تقریباً دس ہزار تھے اور وہ چھ ہزار۔ ان کے ہمراہ ترک ایک ہزار سے بھی کم تھے جو صالح بن وصیف کے ساتھی تھے۔ ایک جماعت یارجوخ کے ساتھ تھی۔

جب دونوں گروہ مل گئے تو یارجوخ مع اپنے ترکی ساتھیوں کے دوسری طرف مائل ہوگیا۔ صالح بن وصیف کے ساتھی بھاگے اپنے اپنے مکان واپس چلے گئے۔ طاشتمر الدکۃ کے پیچھے سے نکلا انھوں نے ایک لشکر پوشیدہ کیا تھا۔ فوج آپس ہی میں ٹکرا گئی۔ دن کے تھوڑے حصے میں جنگ جاری رہی جس میں شمشیر زنی۔ نیزہ بازی اور تیر اندازی ہوتی رہی۔ المہتدی کے ساتھیوں میں بھاگڑ مچ گئی مگر وہ خود ثابت قدم رہا اور اس طرح مقابلے پر آیا کہ انھیں اپنی طرف بلا رہا تھا اور قتال کر رہا تھا۔ ان کی واپسی سے مایوس ہوگیا تو اس حالت میں واپس چلا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اُس کے جسم پر زرہ اور ایک قبا تھی جس کا ابرہ سفید حریر کا تھا جس پر بنکیاں تھیں بموضع خشبۃ بابک تک اس حالت میں پہنچا کہ جہاد کرنے اور اپنی مدد کرنے پر لوگوں کو برانگیختہ کر رہا تھا۔ مگر سوائے ایک آوارہ گرد جماعت کے اور کسی نے اس کی پیروی نہ کی جب وہ لوگ قید خانے کے دروازے پر پہنچے تو اُس کے گھوڑے کی لگام انھوں نے پکڑ لیا اور اس سے قیدیوں کے رہا کرنے کی درخواست کی۔ وہ تنہا ان کے پاس سے واپس ہوا مگر انھوں نے اُسے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس نے ان کے رہا کرنے کا حکم دیا۔

لوگ واپس ہو کے قید خانے کے دروازے میں مشغول ہو گئے اور وہ تنہا رہ گیا۔ پھر روانہ ہو کے موضع دار ابی صالح بن یزداد پہنچا۔ یہاں احمد بن جمیل تھا۔ گھر میں داخل ہوا۔ دروازے بند کر لئے گئے۔ اپنے کپڑے اور ہتھیار اُتارے۔ اور اُس کی ران میں نیزے کا ایک زخم تھا۔ ایک کرتہ پاجامہ مانگا جو احمد بن جمیل نے حاضر کیا۔ اپنا خون دھویا۔ پانی پیا اور نماز پڑھی۔

ترکوں کی تقریباً تیس آدمیوں کی ایک جماعت یارجوخ کے ساتھ آئی یہاں تک کہ وہ لوگ دار ابی صالح پہنچ گئے دروازہ کھٹکھٹایا اُس میں گھس گئے۔ پھر جب اُسے اُن کی آہٹ ملی تو وہ تلوار لیئے ہوئے ایک زینے پر چڑھ گیا۔ وہ جماعت داخل ہوئی تو وہ چھت پر تھا بعض نے اس کے گرفتار کرنے کے لئے چڑھنے کا ارادہ کیا اُس نے تلوار چلائی مگر خطا کر گئی وہ آدمی زینے سے گر پڑا۔ انھوں نے اُسے تیر مارے ایک تیر اُس کے سینے میں لگا اور اُسے خفیف سا زخمی کر دیا اور اُسے یقین ہو گیا کہ یہ موت ہے۔ ناچار خود بخود اپنے کو سپرد کر دیا۔ اتر آیا اور اپنی تلوار پھینکدی انھوں نے اُسے پکڑ لیا کسی ایک کے سامنے گھوڑے پر بٹھا کے اُسی راستے پر چلے جس راستے سے وہ آیا تھا یہاں تک کہ اُسے یارجوخ کے مکان پہنچایا جو انقطایع میں تھا محل لوٹ لیا اُس میں کچھ باقی نہ رہا۔ احمد بن المتوکل کو نکالا جو ابن فتیان مشہور تھا اور محل میں قید تھا۔ موسیٰ بن بغا کو لکھا اُس سے واپس آنے کی درخواست کی المہتدی اُنھیں کے پاس رہا اور اُنھوں نے اس کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کی۔

رجب سہ شنبہ ہوا تو اُنھوں نے القطائع میں احمد بن المتوکل سے بیعت کی اور چہارشنبہ کو اُسے محل میں لے گئے۔ ہاشمیوں نے اور خواص نے اس سے بیعت کی۔ انھیں دنوں میں اُنھوں نے المہتدی سے معزولی کی خواہش کی۔ اس نے انکار کیا۔ چہارشنبہ کو وہ مر گیا۔ پنجشنبہ کو اُسے ہاشمیوں اور خاصے کی ایک جماعت کے سامنے ظاہر کیا۔ اُس کا چہرہ کھولا اُسے غسل دیا۔ ۱۸ رجب پنجشنبہ ۲۵۶ھ کو جعفر بن عبد الواحد نے اُس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ۲۰ رجب یوم شنبہ کو موسیٰ بن بغا آیا۔ ۲۲ رجب یوم دوشنبہ کو احمد بن فتیان سوار ہو کر دار العامہ گیا لوگوں نے علم بیعت کی۔

محمد بن عیسیٰ القرشی سے مذکور ہے کہ، جب المہتدی اُن کے ہاتھ آگیا تو اُس نے اپنے آپ کو معزول کرنے سے انکار کیا۔ اُن لوگوں نے اُس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں اُس کی ہتیلیوں اور تلووں سے جدا کر دیں یہاں تک کہ اس کی دونوں ہتیلیاں اور دونوں تلوے سوج گئے۔ اُس کے ساتھ نہ معلوم کیا گیا کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابو نصر محمد بن بغا کے قتل کے سبب میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ سامرا سے اپنے بھائی موسیٰ کے ارادے سے روانہ ہوا تھا المہتدی نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغاربہ و فراغنہ کی ایک جماعت کے ساتھ اُس کی طرف روانہ کیا۔ وہ لوگ اُسے الزفیف میں مل گئے۔ اُسے لا کے قید کر دیا گیا۔ اُن کی مخالفت سے پہلے سلام کے لئے وہ المہتدی کے پاس آیا۔

پوچھا۔ اے محمد تیرا بھائی موسیٰ اپنے لشکر اور غلاموں کے ساتھ صرف اس لئے آیا ہے کہ صالح بن وصیف کو قتل کر کے واپس جائے۔

عرض کی۔ اے امیر المومنین۔ میں اللہ کے وسیلے سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ موسیٰ تیرا غلام ہے اور تیری فرمانبرداری میں ہے۔ باوجود اس کے ایک دشمن کتے کے مقابلے میں ہے۔

فرمایا۔ صالح ہمارے لئے اس سے زیادہ مفید تھا اور سیاستِ ملک کے لئے بھی اس سے اچھا تھا۔ یہ علوی تورے کی جانب پلٹ آیا۔

عرض کی۔ اے امیر المومنین۔ وہ کیا کرے؟ اس نے تو اُسے بھگا دیا۔ اُس کے ساتھیوں کو قتل کیا اور اُسے بالکل بھگا کے چھوڑا۔ موسیٰ واپس ہوا تو علوی لوٹ آیا۔ ہمیشہ اُس کا یہی کام ہے۔ یا اللہ کیا ہو گا۔ سوائے اس کے کہ تو اُسے رے میں ہمیشہ کے لئے ٹھیرنے کا حکم دے۔

فرمایا۔ یہ تذکرہ رہنے دے۔ تیرے بھائی نے دولت سمیٹنے اور مال جمع کرنے سے زیادہ کچھ نہ کیا۔

ناخوشی نے یہاں تک کہلا دیا کہ جب سے تو والی ہوا اس وقت سے حساب کیا جائے۔ جو کچھ اُسے اور اُس کے اہل بیت کو پہنچا واپس لیا جائے۔ اور جو تجھے اور تیرے بھائیوں کو پہنچا وہ بھی واپس لیا جائے۔

حسب الحکم وہ گرفتار کر لیا گیا۔ مارا گیا۔ اور اُس کا اور ابن ثوابۃ کا گھر لوٹ لیا گیا۔ الحسن بن مخلد اور ابن ثوابۃ اور سلیمان بن وہب القطان کاتب مفلح کشتنی قرار پائے۔ یہ لوگ بھاگ گئے۔ ان کے مکانات لوٹ لئے گئے۔

مہتدی نے فرغانیوں، اشروسنیوں، طبرستانیوں، دیلمیوں،

اشناخیوں کو، بقیہ ترکان کرخ کو، اور وصیف کے بیٹے کو طلب فرمایا۔ موسیٰ اور مفلح کے مقابلے میں مدد چاہی۔ اُن کے درمیان میں فساد برپا کرادیا انھوں نے مال لے لئے اور غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ خوف ہے کہ مجھے قتل کردیں گے۔ اگر تم لوگ میری مدد کروگے تو میں جو کچھ تمھارا رہ گیا ہے سب تم کو دوں گا اور تمھاری تنخواہیں بڑھا دوں گا۔

سب نے سر تسلیم خم کیا۔ موسیٰ اور اُس کے ساتھیوں کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ محل کو اختیار کر لیا۔ از سر نو بیعت کی۔ اُس نے شکر اور ستو کا حکم دیا جو ان کے لئے خریدا گیا۔ ہر شخص کو دو درہم یومیہ کے حساب سے جاری کئے بعض بعض دن گوشت روٹی بھی ملی۔ سالار لشکر احمد بن وصیف اور عبداللہ بن بغا الشرابی بنے۔ ان کے ساتھ بنی ہاشم بھی متوجہ ہوئے۔ بنو ہاشم کے ساتھ وہ بھی سوار ہو کے بازاروں میں گھومتے پھرتے اور لوگوں سے مدد مانگنے لگا کہ یہ فاسق لوگ خلفاء کو قتل کرتے ہیں۔ موالی پر حملہ کرتے ہیں۔ غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے۔ لہذا امیر المومنین کی اعانت کرو اور اس کی مدد کرو صالح بن علی بن یعقوب بن المنصور اور اس کے سوا دوسرے بنی ہاشم سے گفتگو کی۔ بایکباک کو خط لکھا جس میں اسے یہ حکم تھا کہ پورے لشکر کو صالح بن علی کے ماتحت کردے۔ وہی پورے لشکر کا امیر ہے۔ بایکباک کو موسیٰ و مفلح کے گرفتار کرنے کا حکم تھا۔

جب المہتدی ہلاک ہوگیا تو انھوں نے ابو نصر کو تلاش کیا۔ گمان تھا کہ وہ زندہ ہے۔ انھیں ایک مقام بتایا گیا جو کھودا گیا تو ابو نصر کو وہاں مذبوح پایا۔ پھر وہ اپنے اعزہ میں لایا گیا۔ بایکباک کی لاش بھی لا کے دفن کی گئی ترکوں نے محمد بن بغا (ابو نصر) کی قبر پر ایک ہزار تلواریں توڑیں۔ اپنے سردار کے مرنے پر ایسا ہی کرتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ مہتدی نے جب خلافت چھوڑنے سے انکار کیا تو اُن لوگوں نے کسی کو اُس کے خصیے ملنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ مرگیا۔

کہا گیا ہے کہ مہتدی جب قریب مرگ ہوا تو کہا۔

اَھُمُّ بامرالحزم لو استطیعہ ؛ وقد حیل بین العیر والنزوان

(حزم و احتیاط سے کام لینا چاہتا ہوں۔ کاش ایسا کرسکتا۔ افسوس کہ مقصد اور کوشش کے درمیان زمانہ حائل ہوگیا)

کہا گیا ہے کہ محمد بن بغا کے معاملے میں جس دن وہ قید کیا گیا ان لوگوں نے کوئی نئی بات نہیں کی اُس سے مال کا مطالبہ کیا اُس نے کچھ اوپر بیس ہزار دینار دئیے۔ انھوں نے اُس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی۔ گلا گھونٹ کے قتل کر دیا۔ لاش کسی کنویں میں ڈالدی۔ موالی نے مہتدی کو قید کرنے کے ایکدن بعد اُسے نکالا۔ پھر دفن کر دیا گیا۔

مہتدی کی خلافت ختم حکومت تک گیارہ مہینے اور پندرہ دن رہی۔ عمر اڑتیس سال۔ روشن چہرہ۔ کشادہ پیشانی۔ ترش رو۔ نیلگوں آنکھ۔ بڑا شکم۔ چوڑے کندھے۔ ڈاڑھی دراز مگر چھوٹی تھی۔ قاطول میں پیدا ہوا تھا۔

اسی سال جعلان صاحب الزنج سے جنگ کرنے کے لئے بصرہ پہنچا۔

زنج زنج

بیان کیا گیا ہے کہ جعلان جب بصرہ پہنچا تو آہستہ آہستہ اپنے لشکر کو لے چلا یہاں تک کہ اس کے اور صاحب الزنج کے لشکر کے درمیان ایک فرسخ (تین میل کا فاصلہ) رہ گیا۔ اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے خندق کھودی جس میں چھ ماہ تک مقیم رہا۔ الزینبی اور بریہ اور بنو ہاشم اور اہل بصرہ میں سے جس نے جنگ خبیث کو ہلکا سمجھا اُس دن روانہ ہوئے جس دن جعلان نے اس کے مقابلے کا ان سے وعدہ کیا تھا جب وہ مقابلے پر آگئے تو ان میں سوائے سنگ باری و تیر اندازی کے کچھ نہ ہوا۔ جعلان کو اُس کے مقابلے کا موقع نہ ملا کیونکہ اُس مقام پر کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں کی کثرت کی وجہ سے گھوڑوں کے گذرنے میں تنگی تھی اور اس کے اکثر ساتھی سوار تھے

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ جب جعلان کا قیام اپنی خندق میں طویل ہو گیا تو صاحب الزنج نے کہا کہ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو اس کے لئے چھپا دوں جو اس پر (حملہ کرنے کو)

خندق کے راستے اختیار کریں۔ اور اُس میں رات کے وقت اُس پر حملہ کریں۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور رات کے وقت خندق میں اُس پر حملہ کر دیا۔ اُس کے آدمیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ بقیہ کو سخت خوف لاحق ہوا جملان نے اپنے لشکر کو چھوڑ دیا اور بصرہ واپس آگیا۔ زینبی نے اُس خبیث کے جملان پر شب خون مارنے سے پہلے بلالیہ اور سعدیہ کے مجاہدین کو جمع کیا تھا۔ ان کے لئے گذرنے والی نہر اور نہر ہزار در کی سمت مقرر کر دی انھوں نے دونوں جانبوں سے جنگ کی۔ زنجیوں نے مقابلہ کیا تو مقابلے میں نہیں ٹھہرے۔ زنجی ان پر غالب آ گئے۔ اُن لوگوں نے قتل عظیم برپا کیا۔ ہزیمت و شکست اٹھا کے سب بھاگے۔ جملان بصرہ پلٹ گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ سلطنت سے اپنی عاجزی ظاہر کر دی۔

اسی سال جملان کو خبیث کی جنگ سے واپس کیا گیا اور سعید حاجب کو اُس کی جنگ کے لئے وہاں جانے کا حکم دیا گیا۔

اسی سال صاحب الزنج اُس شور زمین سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا نہر ابی حضیب کی غربی جانب منتقل ہو گیا۔

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صاحب الزنج نے چوبیس بحری کشتیاں گرفتار کر لیں جو بصرے کے ارادے سے جمع ہوئی تھیں۔ جب اُن کے مالکوں کو اس کی اور اُس کے ساتھ والوں کی رہزنی کی خبر پہنچی تو سب کی رائیں اس امر پر متفق ہو گئیں کہ اپنی کشتیوں کو ایک کو دوسری سے باندھ دیں تاکہ اس طرح مثل جزیرے کے ہو جائیں کہ اُن کی پہلی کشتی آخری کشتی سے متصل ہو جائے۔ اس کے بعد دجلے میں چلیں۔ ان کشتیوں کی خبر اُسے بھی پہنچی اُس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ انھیں برانگیختہ کیا کہ یہ غنیمت باردہ ہے۔

ابو الحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو یہ کہتے سنا کہ جب مجھ کو کشتیوں کی اپنے نزدیکی کی خبر ملی تو میں نماز کے لئے اٹھا اور دعا و زاری و عاجزی میں مشغول ہو گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ فتح عظیم تیرے نزدیک ہو گئی ہے۔ میں متوجہ ہوا تو کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ کشتیاں نظر آئیں۔ میرے ساتھی چھوٹی چھوٹی

کشتیوں میں ان کی جانب کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ اُن پر غالب آگئے۔ لڑنے والوں کو قتل کر دیا جو غلام تھے اُنھیں قید کر لیا۔ اس قدر کثیر مال غنیمت ملا کہ اُس کا شمار نہیں ہو سکتا اور نہ اُس کی مقدار معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ سب اس کے ساتھیوں نے تین دن تک لوٹا اس کے بعد اس نے بقیہ کے لئے حکم دیا تو وہ بھی اس کے لئے جمع کر لیا گیا۔

اسی سال ۲۵ ہر رجب کو زنجی اُبلہ میں داخل ہوئے۔ وہاں اُنھوں نے خلق کثیر کو قتل کیا اور شہر کو جلا ڈالا۔

قتل عام و آتش زدگی

بیان کیا گیا ہے کہ جب جعلان اپنی اس خندق سے جو شاطی عثمان میں تھی ہٹ بصرہ چلا گیا تو صاحب الزنج نے اہل الابلہ پر پے در پے چھاپے مارنا شروع کئے۔ چنانچہ وہ اُن لوگوں سے بذریعہ پیادہ شاطئ عثمان کی جانب سے اور جو چند کشتیاں اُس کو ملی تھیں ان کے ذریعے سے دجلے کی جانب سے جنگ کرنے لگا۔ فوجی دستے نہر معقل کے علاقے تک جانے لگے۔

صاحب الزنج سے مذکور ہے کہ اُس نے کہا کہ عبادان اور الابلہ کے درمیان متردد تھا۔ پھر میں نے اپنی توجہ عبادان کی طرف مائل کی۔ آدمیوں کو اسی کے لئے پکارا تو مجھ سے کہا گیا کہ مکان کے اعتبار سے قریب تر اور اولی تر دشمن جسے چھوڑ کے سبب تجھے دوسری طرف مشغول نہ ہونا چاہئے اہل الابلہ ہیں۔ میں نے اپنے اس لشکر کو جسے عبادان کی جانب روانہ کر دیا تھا الابلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ لوگ اہل الابلہ سے شب چارشنبہ ۲۵ ہر رجب ۲۵۶ھ تک برابر جنگ کرتے رہے۔ جب یہ رات ہوئی تو اسی شب کو زنجی دجلہ و نہر الابلہ کے متصل جگہ کے قریب ہو گئے وہاں ابو الاحوص اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا اور آگ لگائی گئی۔ شہر لکڑی سے بنا تھا۔ جس کی عمارتیں ملی ہوئی تھیں اس لئے نہایت تیزی سے آگ لگ گئی اور سخت ہوا چلنے لگی جس نے اس جلتے ہوئے مقام کے شعلوں کو بھڑکا یا یہاں تک کہ وہ شاطی عثمان تک پہنچ گئے جس سے وہ بھی جل گیا۔ الابلہ میں مخلوق کثیر قتل ہوئی اور مخلوق کثیر غرق ہوئی۔ چھینے ہوئے

مال جمع کئے گئے۔ جو اسباب جل گیا تھا وہ لوٹے ہوئے اسباب سے زیادہ تھا۔
اسی شب کو عبداللہ بن حمید الطوسی اور اُس کا بیٹا قتل کیا گیا اور وہ دونوں نصیر عرف ابوحمزہ کے ہمراہ نہر معقل میں ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار تھے۔
اسی سال اہل عبادان نے صاحب الزنج سے صلح چاہی اپنا قلعہ اُس کے سپرد کر دیا۔

غلبۂ زنج

بیان کیا گیا ہے کہ جب اُس خبیث کے ساتھیوں نے اہل الابلہ کے ساتھ جو کیا وہ کیا تو اہل عبادان کے قلوب کمزور ہو گئے۔ اپنی اور اپنی عورتوں اور بچوں کی جانوں کا خوف ہوا۔ وہ قلعہ اپنے ہاتھوں سے دیدیا اور اپنا شہر اس کے سپرد کر دیا۔ زنجی اس میں داخل ہوئے جو غلام تھے انھیں لے لیا۔ جو ہتھیار ملے۔ وہ سب اس کے پاس لے گئے جو اس نے اُنھیں کو تقسیم کر دیئے"۔
اسی سال اُس کے ساتھی الاہواز میں داخل ہوئے اور انھوں نے ابراہیم بن المدبر کو قید کر لیا۔

مزید غلبہ

خبیث کے ساتھی جب اہل الابلہ پر مصیبت نازل کر کے وہاں جو کرنا تھا کر چکے اور اہل عبادان اُس سے صلح طلب کر چکے تو اُس نے اُن کے غلاموں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھیوں کے ماتحت کر دیا۔ وہ ہتھیار جو اس نے وہاں سے لیے تھے اُن میں تقسیم کر دئیے تو اُسے الاہواز کا لالچ پیدا ہوا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو جُبّیٰ کی جانب قیام کرنے کا حکم دیا مگر وہاں کے باشندے بھی ان کے مقابلے میں نہ ٹھیرے اور بھاگ گئے۔ زنجی وہاں داخل ہوئے۔ قتل کیا جلایا لوٹا اور اُس کے آس پاس کو ویران کر دیا۔ یہاں تک کہ الاہواز پہنچے۔ وہاں اُس زمانے میں سعید بن یکسین والی تھا اور اُسی کے سپرد وہاں کی جنگ تھی۔ ابراہیم بن محمد بن المدبر کے سپرد خراج وجائداد تھی۔ وہ لوگ بھی ان سے بھاگے اور بہت میں سے ایک نے بھی اُن سے قتال نہ کیا۔ سعید بن یکسین مع اپنے ہمراہی لشکر کے ہٹ گیا۔ ابراہیم بن المدبر مع اپنے غلاموں اور خادموں کے ثابت قدم رہا وہ لوگ اس شہر میں داخل ہوئے۔

اُسے گھیر لیا۔ ابراہیم بن محمد کے چہرے پر مار مار کے قید کر لیا۔ تمام مال و اسباب و غلام جن کا وہ مالک تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ یوم دوشنبہ ۱۲ رمضان ۲۵۶ھ کو ہوا۔

آغاز خراب بصرہ

پہلے اُبلہ کا حادثہ پیش آیا۔ پھر سقوط اہواز سے سابقہ پڑا۔ یہ پے در پے حادثات دیکھ دیکھ کے اہل بصرہ سخت مرعوب ہو گئے۔ بہت سے باشندے وہاں سے منتقل ہو کے مختلف شہروں متفرق ہو گئے۔ بکثرت خوفناک خبریں پھیلنے لگیں۔

اسی سال ذی الحجہ میں صاحب الزنج نے شاہین بن بسطام کی جانب ایک لشکر روانہ کیا سر لشکر یحییٰ بن محمد البحرانی تھا۔ مگر یحییٰ کو شاہین سے جو کچھ امید تھی اُس میں کامیابی نہ ہوئی تو خائب و خاسر لوٹ آیا۔

اسی سال رجب میں سلطنت کی جانب سے صاحب الزنج سے جنگ کے لئے سعید حاجب بصرہ پہنچا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا کے ان ساتھیوں کے درمیان جو اُس کے ساتھ محمد بن الواثق کے مخالف ہو کر الجبل کے علاقے میں روانہ ہو گئے تھے اور مساور بن عبد الحمید الشاری کے درمیان خانقین کے علاقے میں جنگ ہوئی۔ مساور بڑی جماعت کے ساتھ تھا اور موسیٰ اور اُس کے ساتھی دو سو کی تعداد میں تھے مگر ان لوگوں نے مساور کو شکست دی اور اُس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

خلافت المعتمد علی اللہ

اسی سال احمد بن جعفر المعروف بابن فتیان سے بیعت کی گئی۔ المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا۔ یہ ۱۶ رجب ۲۵۶ھ سہ شنبہ کا دن تھا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا کو جب کہ وہ خانقین میں تھا محمد بن الواثق کی

موت اور المعتمد کی بیعت کی خبر بھیجی گئی ۔ وہ ۲۰ ر رجب کو سامرا پہنچا ۔ ۲ ر شعبان کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزارت پر مقرر کیا گیا ۔

اسی سال کوفہ میں علی بن زید الطالبی ظاہر ہوئے ۔ شاہ بن مکیال کو زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا گیا ۔ علی بن زید ۔ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اُس کا مقابلہ کیا اور اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا ۔ شاہ بچ گیا ۔

اسی سال محمد بن واصل بن ابراہیم التمیمی نے جو اہل فارس میں سے تھا اور ایک دوسرے کاشتکار نے جس کا نام احمد بن اللیث تھا الحارث بن سیما الشرابی عامل فارس پر حملہ کر دیا ۔ دونوں نے اُس سے جنگ کی الحارث قتل کر دیا گیا اور محمد بن واصل فارس پر غالب آگیا ۔

اسی سال مفلح کو مساور الشاری کی جنگ کے لئے اور کنجور کو علی بن زید الطالبی کی جنگ کے لئے کوفہ روانہ کیا گیا ۔

اسی سال ماہ رمضان میں الحسن بن زید الطالبی کا لشکر رے پر غالب آگیا ۔

اسی سال ۱۱ ر شوال کو موسیٰ بن بغا سامرا سے رے روانہ ہوا ۔ المعتمد نے اس کی مشایعت کی ۔

اسی سال اماجور اور عیسیٰ بن الشیخ کے ایک لڑکے کے درمیان باب دمشق پر جنگ ہوئی ۔ میں نے اُس شخص سے سنا جس نے بیان کیا کہ وہ اماجور کے پاس حاضر تھا اور وہ اُسی دن کہ جس دن یہ جنگ ہوئی شہر دمشق سے اپنے لئے لشکر کی تلاش میں نکلا تھا ۔ ابن عیسیٰ بن الشیخ اور اس کا سردار جس کا نام ابو الصہبا تھا اپنے لشکر کے ساتھ دونوں قریب دمشق کے تھے ۔ اُن دونوں کو اماجور کے نکلنے کی کہ وہ اپنے چند ہمراہیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ نکلا ہے خبر پہنچی تو دونوں اپنے ساتھیوں کو اس کی جانب لے گئے ۔ اماجور کو ان دونوں کے اپنی جانب آنے کا علم نہ تھا یہاں تک کہ وہ دونوں اُس سے مل گئے ۔ فریقین میں خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ۔ ابو الصہباء قتل کر دیا گیا اور اس جماعت کو شکست ہوئی جو اس کے اور ابن عیسیٰ کے ہمراہ تھی ۔ میں نے ایک شخص سے یہ بھی سنا جو بیان کرتا تھا کہ ابن عیسیٰ اور ابو الصہبا اُس روز تقریباً بیس ہزار

آدمیوں کے لشکر کے ساتھ تھے اور ماجور دو سو سے چار سو تک۔

اسی سال ۱۳ ذی الحجہ کو ابو احمد بن المتوکل مکے سے سامرا آیا۔

اسی سال عیسیٰ بن الشیخ اسماعیل بن عبداللہ المروزی المعروف بابی النصر اور محمد بن عبید اللہ الکریزی القاضی اور الحسین الخادم المعروف بعرق الموت کو اس شرط پر ولایت ارمینیہ کو بھیجا گیا کہ وہ شام سے اُن کے ساتھ واپس آئے اس نے اسے قبول کر لیا اور شام سے اُس کی جانب روانہ ہوا۔

اس سال محمد بن احمد بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۵۷ھ

اس سال کے اہم واقعات میں یعقوب بن اللیث کا فارس کی جانب جانا ہے۔ اسی سال شعبان میں المعتمد کا اس کی جانب طغتا اور اسماعیل بن اسحاق اور ابو سعید الانصاری کو بھیجا۔ اُس کے نام احمد بن المتوکل کا ولایت بلخ و طخارستان اور کرمان و سجستان اور السندھ وغیرہ کا جو علاقہ اُس کے متصل ہے۔ اُس کے متعلق اور جو مال ہر سال وہاں مقرر کیا جاتا ہے اُس کے متعلق اُس کا خط اور اس کو اس کا قبول کرنا اور اس کا واپس آنا ہے۔

بودھ کا مجسمہ کابل میں

اسی سال ربیع الآخر میں یعقوب بن اللیث کا سفیر بتوں کو لیکے بغداد آیا جن کے بارے میں اُس نے بیان کیا کہ اُس نے انھیں کابل سے لیا ہے۔

۱۲ صفر کو المعتمد نے اپنے بھائی ابو احمد کو کوفہ اور طریق مکہ اور حرمین اور یمن پر والی بنایا۔ اس کے بعد اُسی کو ۷ رمضان کو بغداد اور السواد اور واسط اور کور اور دجلہ اور بصرہ اور الاہواز اور فارس پر والی بنا کے حکم دیا کہ حاکم بغداد اُس کے اعمال پر والی بنایا جائے۔ اور بجائے سعید بن صالح کے یارجوخ بصرہ و کور دجلہ اور یمامہ اور بحرین پر والی بنایا جائے۔ چنانچہ یارجوخ نے

منصور بن جعفر بن دینار کو بصرہ اور کورِ دجلہ سے الاہواز کے متصل تک کا والی بنا دیا۔
اسی سال بغراج کو سعید حاجب کے بجانب دجلہ جانے اور صاحب الزنج کے مقابلے میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا گیا۔ بغراج نے ایسا ہی کیا۔ سعید حاجب اسی سال رجب میں جس کام کا اُسے حکم دیا گیا تھا اُس کے لئے گیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ سعید جب نہر معقل گیا تو صاحب الزنج کا لشکر اُس نہر پر پایا جو مرغاب مشہور ہے اور نہر معقل میں گرتی ہے۔ اُس نے ان لوگوں سے جنگ کی اُنھیں شکست دی لوٹ کا مال اور عورتیں جو ان کے قبضے میں تھیں سب کو چھڑا لیا۔ اس جنگ میں سعید کو چند زخم پہنچے جن میں سے ایک زخم اُس کے منہ میں تھا۔ اُس کے بعد سعید روانہ ہو گئے اُس موضع میں پہنچا جو عسکر ابی جعفر المنصور کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں ایک شب مقیم رہ کے ایک موضع میں پہنچا جو ہطمہ کے نام سے مشہور اور فرات کے علاقے میں ہے چند روز رہ کر اپنے ساتھیوں کو صاحب الزنج کے مقابلے کے لئے تیار کرتا رہا۔ زمانہ قیام میں یہ خبر ملی کہ صاحب الزنج کا ایک لشکر فرات میں ہے۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُن کا ارادہ کیا۔ انھیں اُس نے شکست دی۔ اُن میں صاحب الزنج کے بیٹے کا نانا عمران بھی تھا جو انکلای کے نام سے مشہور تھا۔ عمران نے بغراج سے امان مانگ لی اور یہ لشکر متفرق ہو گیا۔
محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ میں نے باشندگان فرات میں سے ایک عورت کو دیکھا جسے اُن گھنے درختوں میں ایک چھپے ہوئے زنجی کا علم ہو گیا تھا۔ وہ اُسے پکڑے ہوئے اس طرح سعید کے لشکر میں لا رہی تھی کہ کوئی روک نہ تھی۔ سعید نے خبیث کی جنگ کے ارادہ سے دجلہ کے غربی جانب عبور کیا چند روز پے در پے لڑائیاں کیں اس کے بعد سعید اپنی ہطمہ کی چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ وہاں وہ اس طرح مقیم رہا کہ رجب کے بقیہ ایام اور پورے شعبان میں اس سے جنگ کرتا رہا۔

رہائی ابن المدبر

اسی سال ابراہیم بن محمد بن المدبر خبیث کی قید سے رہا ہوا۔ قید سے اُس کی رہائی کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ

وہ یحییٰ بن محمد البحرانی کے مکان کی ایک کھڑکی میں قید تھا۔ بحرانی کو اپنے مکان میں تنگی ہوئی محسوس ہوئی۔ قیدی کو کسی کوٹھری میں اتار کے پابہ زنجیر کر دیا۔ اُس پر وہ دو آدمی نگران مقرر تھے جن کا مکان اُس مکان کے متصل تھا جس میں ابراہیم تھا۔ ابراہیم نے ان دونوں سے انعام کا وعدہ کیا انھیں رغبت دلائی۔ دونوں نے اپنے مکان کی جانب سے اُس مقام تک جہاں ابراہیم تھا ایک سرنگ کھود دی۔ وہ اور اُس کا ایک بھتیجا جو ابو غالب مشہور تھا اور ایک اور شخص بنی ہاشم کا جو اُن دونوں کے ساتھ قید تھا نکل آئے۔

اسی سال خبیث کے ساتھیوں نے سعید سے اور اُس کے ساتھیوں سے جنگ کی۔ سعید و جمعیت سعید سب کو قتل کر ڈالا۔

سعید کی بدبختی

بیان کیا گیا ہے کہ خبیث نے یحییٰ بن محمد البحرانی کو جو نہر معقل پر عظیم الشان لشکر کے ساتھ مقیم تھا پیام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی روانہ کرے جن پر سلیمان بن جامع اور ابو اللیث رئیس ہوں۔ اُن دونوں کو یہ حکم دے کہ رات کے وقت سعید کے لشکر کا قصد کریں اور فجر ہوتے ہی لڑیں اُس نے ایسا ہی کیا۔ وہ دونوں سعید کے لشکر کی جانب روانہ ہو گئے۔ اُنھیں دھوکے اور غفلت میں پا کے اُن پر حملہ کر دیا اور اُن میں قتل عظیم برپا کیا۔ زنجیوں نے اُس دن سعید کے لشکر کو جلا دیا جس سے سعید اور اُس کے ساتھی کمزور ہو گئے۔ ایک تو اس شبخون نے مصیبت ڈھائی۔ دوسرے فوج کا راتب اور مد معاش بند تھی۔ اہواز کے مال سے ان کے لئے انتظام کیا گیا تھا مگر اُس میں اُن لوگوں سے منصور بن جعفر الخیاط نے تاخیر کی۔ اُسی کے سپرد اُس زمانے میں الاہواز کی جنگ تھی۔ خراج بھی اُسی کے ہاتھ میں تھا۔ جب سعید بن صالح کا یہ حال ہوا تو اُسے دار الخلافہ واپس آنے کا اور اُس لشکر کو جو وہاں اس کے ساتھ تھا اور وہاں جو عمل اُس کے سپرد تھا حکم ہوا کہ سب کو منصور بن جعفر کے سپرد کر دے۔ یہ اس لئے ہوا کہ زنجیوں کے شبخون مارنے اور لشکر اسلام میں آگ لگا دینے سے ہمت ہار کے سعید بیٹھ گیا۔ پھر اُس سے کوئی حرکت نہ ہوئی۔

یہاں تک کہ اپنی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔

اسی سال منصور بن جعفر الخیاط اور صاحب الزنج کے درمیان جنگ ہوئی جس میں منصور کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔

ایک بڑی مہم

بیان کیا گیا ہے کہ سعید حاجب جب بصرے سے واپس کیا گیا تو یغراج وہاں مقیم رہ کر اس کے باشندوں کی حفاظت کرتا رہا۔ منصور اُن کشتیوں کو جمع کرتا رہا جو المیرہ سے آتی تھیں۔ بصرے تک چھوٹی کشتیوں میں اُن کی حفاظت کرتا رہا۔ جس سے المیرہ زنجیوں پر تنگ ہو گیا۔ منصور نے اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور اُن چھوٹی کشتیوں کو جو اُس کے ساتھ تھیں دور کی چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ جمع کر کے صاحب الزنج کا ارادہ کیا جو اپنے لشکر میں تھا۔ دجلے کے ایک محل پر چڑھ کے اُسے اور اُس کے گرد اگرد کو جلا دیا۔ خبیث کے لشکر میں اسی طرف سے داخل ہوا۔ زنجی اس کے پاس پہنچ گئے۔ اُنھوں نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا جنھوں نے اس کے ساتھیوں میں قتل عظیم برپا کیا۔ بقیہ لوگوں نے پانی کی طرف پناہ لی مخلوق کثیر غرق ہو گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس دن مقتولوں کے تقریباً پانچ سو سر یحیٰی بن محمد البحرانی نے لشکر میں لائے گئے جو نہر معقل پر تھا اُس نے وہیں پر اُن کے لٹکانے کا حکم دیا۔

اسی سال بغداد کے ایک موضع میں جس کا نام برکۃ زلزل ہے ایک گلا گھونٹنے والا ہاتھ آیا جس نے بہت سی عورتوں کو قتل کر کے اُنھیں اُسی مکان میں دفن کیا تھا جس میں رہتا تھا۔ وہ المعتمد کے پاس لایا گیا۔ مجھے یہ خبر ملی کہ معتمد نے اُس کے مارنے کا حکم دیا۔ دو ہزار تازیانے اور چار سو لکڑیاں ماری گئیں مگر وہ نہ مرا یہاں تک کہ جلادوں نے اس کے اُنثیین شکنجے میں کس دیے۔ آخر مر گیا۔ لاش بغداد گئی جہاں پہلے تو سولی دی گئی پھر جلا دی گئی۔

اسی سال ابراہیم بن بسطام قتل کیا گیا اور ابراہیم بن سیما کو شکست ہوئی۔

قتل اشاہین و ہزیمت ابراہیم

بیان کیا گیا ہے کہ البحرانی نے خبیث کو اہواز میں لشکر لانے کا مشورہ دیا تھا

اور ترغیب دی تھی کہ اُربک کا پل کاٹنے سے ابتدا کرے کہ وہ لشکر اس کے لشکر تک نہ پہنچ سکے۔ خبیث نے علی بن ابان کو پل کاٹنے کے لئے روانہ کیا اُس کا مقابلہ ابراہیم بن سیما سے ہو گیا جو فارس سے واپس آرہا تھا اور وہاں الحارث بن سیما کے ساتھ اُس جنگل میں تھا جو دشت اربک کے نام سے مشہور تھا۔ یہ اہواز اور پل کے درمیان کا جنگل تھا۔ جب علی بن ابان پل پر پہنچا تو اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو چھپا کر مقیم ہو گیا۔ لشکر صحراء میں نکلا تو اُس نے مختلف سمتوں سے اُس پر حملہ کر دیا جس کے سے خلق کثیر مقتول ہوئی۔ علی بھاگا اور لشکر نے القندم تک اُس کا تعاقب کیا۔ اُس کے قدم میں نیزے کا ایک زخم لگا یا۔ وہ اہواز جانے سے رک گیا۔ اپنے سامنے کے رخ جبی کی جانب واپس ہوا۔

سعید بن یکسین کو واپس کر کے ابراہیم بن سیما مقرر کیا گیا جس کا کاتب شاہین تھا۔ دونوں ابراہیم بن سیما کے سامنے فرات کے راستے پر آئے جب کہ وہ نہر جبی کے آخیر حصے کے ارادے سے جارہا تھا علی بن آبان الخبرزانیہ میں تھا۔ شاہین بن بسطام نہر موسیٰ کے راستے پر آیا جس نے ابراہیم سے ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ قرار داد تھی کہ دونوں کے دونوں علی بن ابان پر حملہ کریں گے۔ شاہین گذر گیا۔ علی بن ابان کے پاس نہر موسیٰ سے ایک شخص آیا جس نے اُسے شاہین کے اس کی جانب آنے کی اطلاع دی۔ علی اُس کی طرف روانہ ہوا نہر ابو العباس پر عصر کے وقت، دونوں کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ یہ وہ نہر ہے جو نہر موسیٰ و نہر جبی کے درمیان ہے۔ دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ شاہین کے ساتھی ثابت قدم رہے۔ نہایت سخت جنگ کی۔ زنجیوں نے ایسا زبردست جوابی حملہ کیا کہ لوگ پشت پھیر کے بھاگے۔ اُس دن جو سب سے پہلے قتل ہوا وہ شاہین اور اُس کا چچا زاد بھائی حیان تھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اُس جماعت کے آگے والے حصے میں تھا۔ اُس کے بکثرت ہمراہی مقتول ہوئے۔

علی بن ابان کے پاس ایک مخبر آیا جس نے اُسے ابراہیم بن سیما کے وارد ہونے کی خبر دی۔ شاہین کو نوشکار کر ہی چکا تھا۔ فوراً نہر جبی کی طرف

روانہ ہوا۔ ابراہیم بن سیما وہاں اس طرح اپنی چھاؤنی ڈالے ہوا تھا کہ شاہین کی خبر تک نہ تھی۔ اعلیٰ اُس کے پاس عشاء کے آخر وقت پہنچا اور ان پر نہایت سخت حملہ کر دیا جس میں اُس نے بہت بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا۔ شاہین کا قتل اور ابراہیم پر حملہ عصر اور عشاء کے آخر وقت کے درمیان ہوا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے علی بن ابان کو اس واقعے کا بیان کرتے سنا تھا کہ میں نے اُس روز اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ مجھے سخت بخار چڑھا تھا۔ جس وقت شاہین سے جو کچھ حاصل ہونا تھا جب میرے ساتھیوں کو وہ حال ہو چکا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے تھے۔ میرے ہمراہ ابراہیم بن سیما کے لشکر تک تقریباً پچاس آدمی سے زیادہ نہ گئے۔ جب میں اُس لشکر تک پہنچا تو اپنے آپ کو اُس کے قریب ڈال دیا۔ اہل لشکر کی چیخ پکار اور اُن کا کلام سنتے لگا۔ سکون ہوا تو میں کھڑا ہوا اور اُن پر حملہ کر دیا۔ اس کے بعد علی بن ابان قتل شاہین و ہزیمت ابراہیم بن سیما کے بعد خبیث کا خط اُس کے پاس آنے کی وجہ سے جس میں اس نے اہل بصرہ کی جنگ کے لئے اُسے بصرہ جانے کو لکھا تھا جبی سے واپس ہوا۔

اسی سال خبیث کے ساتھی بصرے میں داخل ہوئے۔

سقوط بصرہ

بیان کیا گیا ہے کہ سعید بن صالح جب بصرہ سے روانہ ہوا تو سلطنت نے اُس کا عمل منصور بن جعفر الخیاط کے سپرد کر دیا۔ منصور اور اُس کے ساتھیوں کا جو حال ہوا اُس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں منصور کی حالت کمزور ہو گئی تھی۔ خبیث کی جنگ کے لئے وہ اُس کے لشکر میں واپس نہ ہوا۔ بذرقۃ الیقیر وانانات ہی میں رہ گیا۔ اہل بصرہ کو غلہ پہنچنے کی وجہ سے فراغت ہو گئی جو اس سے منقطع ہو گیا تھا۔ اور جس سے انھیں نقصان پہنچا تھا۔ خبیث کو اس کی اور اہل بصرہ کی فراغت کی خبر پہنچی تو بہت گراں گزرا۔ اُس نے علی بن ابان کو جبی کے اطراف میں روانہ کیا جس نے الخیزرانیہ میں چھاؤنی بنائی۔ منصور بن جعفر بذرقۃ الیقیر وانانات سے بصرہ چلا گیا اور اہل بصرہ کی حالت تنگی بدل گئی۔ خبیث کے ساتھیوں نے اہل بصرہ کی جنگ پر صبح و شام اصرار کرنا شروع کیا۔ شوال کا مہینہ آیا تو خبیث نے اہل بصرہ پر حملہ کرنے اور اس کے

ویران کرنے میں کوشش کرنے کا مصمم ارادہ ظاہر کیا۔ اُسے اہل بصرہ کے ضعف کا، اُن کے متفرق ہوجانے کا محاصرے سے انہیں نقصان پہنچنے کا اُس کے اطراف کے دیہات کے ویران ہوجانے کا علم تھا۔ نجوم کے حساب میں اس نے غور کر لیا تھا' چاند گرہن کی بنا پر جو شب سہ شنبہ ۱۴ ار شوال ۲۵۷ھ کو ہونے والا تھا ٹھہر گیا۔

محمد بن الحسن بن سہل سے مذکور ہے کہ میں نے اُسے یہ کہتے سنا کہ میں نے اہل بصرہ پر بد دعا کرنے پر خوب کوشش کی اور اُس کے جلد ویران کرنے کے بارے میں میں اللہ تعالیٰ سے بہت گڑ گڑایا۔ مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرہ تو تیرے لئے روٹی ہے جسے تو اس کے کناروں سے کھاتا ہے۔ جب آدھی روٹی ٹوٹ جائے گی تو بصرہ اُجڑ جائے گا۔ میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ آدھی روٹی کے ٹوٹنے سے مراد وہ چاند گرہن ہے جس کی ان دنوں امید ہے۔ بصرے کی حالت اتنی پرانی نہ ہوگی کہ وہ اس کے بعد رہے۔ وہ یہی بیان کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس میں اُس کے ساتھی بکثرت جمع ہوگئے۔ محمد بن یزید الدارمی کو کہ بحرین میں اس کے ساتھ رہ چکا تھا۔ بدویوں پر حملہ کرنے کے لئے نامزد کیا۔ دارمی کے ساتھ ایک بڑی جمعیت ہوگئی جس نے قندل میں پڑاؤ کیا۔ خبیث نے اُنکے پاس سلیمان بن موسیٰ الشعرانی کو روانہ کیا اور انھیں بصرہ جانے اور اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

بدویوں کو جنگی تربیت دینے اور لڑائی کی باقاعدہ مشق کرانے کے لئے سلیمان بن موسیٰ آگے بڑھا۔ جب چاند گرہن ہوا تو اُس نے علی بن ابان کو کھڑا کیا اور بدویوں کے ایک گروہ کو اُس کے ساتھ شامل کر دیا۔ بصرے میں اُس طرف سے آنے کا حکم دیا جو بنی سعد کے متصل ہے۔ یحییٰ بن محمد البحرانی کو جو اُس زمانے میں اہل بصرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اُس جانب سے وہاں آنے کو لکھا جو نہر عدی کے متصل ہے۔ تمام اعراب کو اُس کے ساتھ شامل کر دیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ شبل نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے اہل بصرہ پر حملہ کیا وہ علی بن ابان تھا بغراج اُس زمانے میں لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ بصرے میں تھا۔ وہ اس طرح مقیم رہا کہ دو روز تک اُن سے

قتال کرتا رہا۔ لوگ اُس کی طرف مائل تھے۔ یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے قصر انس کے متصل سے الجسر کے ارادے سے آیا۔ علی بن ابان المہلبی ۱۷ شوال کو نماز جمعہ کے وقت داخل ہوا جمعے کے دن اور ہفتے کی رات اور ہفتہ کے دن تک اس حالت میں مقیم رہا کہ قتل کرتا تھا اور جلاتا تھا۔ یحییٰ یکشنبہ کو صبح کے وقت بصرے میں آیا۔ بغراج اور بریہ نے ایک جماعت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ ان دونوں نے اسے لوٹا دیا۔ اُس دن تو ٹھیرا رہا۔ پھر دوشنبہ کو صبح کے وقت ان کے پاس آیا وہ داخل ہوگیا۔ لشکر منتشر ہوچکا تھا۔ بریہ بھاگ گیا تھا اور بغراج مع اپنے ہمراہیوں کے کنارے ہوگیا تھا۔ کوئی شخص اس کے سامنے ایسا نہ تھا کہ مدافعت کرتا۔

بدعہدی

ابراہیم بن یحییٰ المہلبی نے اہل بصرہ کے لئے اُس سے امن مانگا اُس نے انھیں امن دیا۔ ابراہیم بن یحییٰ کے منادی نے ندا دیدی کہ جو شخص امان چاہے وہ ابراہیم کے گھر میں حاضر ہوجائے۔ تمام اہل بصرہ حاضر ہو گئے یہاں تک کہ پورا کشادہ مکان بھر گیا۔ یہ اجتماع دیکھا تو فرصت کو غنیمت جانا۔ راستے گلیاں اور کوچے بند کرادیے کہ وہ لوگ منتشر نہ ہونے پائیں۔ اُن کے ساتھ بدعہدی کی۔ ساتھیوں کو ان کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ سوائے چند کے ہر وہ شخص قتل کردیا گیا جو اس موقع پر آیا تھا۔ وہ اسی دن واپس ہوا الخریبہ کے قصر عیسیٰ بن جعفر میں قیام کیا۔

خرابی بصرہ

محمد نے کہا کہ مجھ سے الفضل بن عدی الدارمی نے بیان کیا کہا کہ میں اُس وقت بنی سعد میں مقیم تھا جب کہ وہ دغاباز اہل بصرہ کی جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ ہمارے پاس ایک آنے والا رات کے وقت آیا۔ ایک گذرنے والے لشکر کو دیکھا ہے جو الخریبہ کے قصر عیسیٰ کا قصد رکھتا ہے۔ مجھ سے میرے ساتھیوں نے کہا کہ نکل اور ہمارے لئے اس لشکر کا حال دریافت کر۔ میں نکلا تو مجھے بنی تمیم و بنی اسد کی ایک جماعت ملی۔ اُن سے حال دریافت کیا تو وہ یہ سمجھے کہ یہ اُس علوی کے ساتھی ہیں جو علی بن ابان کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔ علی بن ابان اس شب کی صبح کو بصرہ پہنچے گا اور اس کا ارادہ بنی سعد کے علاقے کا ہے۔ یحییٰ بن محمد مع اپنی جماعت کے آل المہلب کے

علاقے کا قصد رکھتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اپنے بنی سعد والے ساتھیوں سے کہہ کہ اگر تم لوگ اپنی عورتوں کو بچانا چاہتے ہو تو قبل اس کے کہ لشکر تمھارا محاصرہ کرے تم لوگ اُن کے نکالنے میں جلدی کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا۔ حال بتایا۔ لوگ مستعد ہو گئے اور اُن لوگوں کو بُریہ کے پاس بھیجا جو اسے اس خبر سے آگاہ کریں۔ وہ بقیہ غلاموں اور لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ فجر کے وقت اُن کے پاس پہنچا۔ یہ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ اُس خندق تک پہنچے جو بنی حمّان کے نام سے مشہور ہے۔ اُن کے پاس بنو تمیم اور سعدیہ کے مجاہدین بھی پہنچ گئے۔ زیادہ نہ ٹھیرے تھے کہ علی بن ابان نظر آیا جو زنجیوں اور اعراب کی اُس جماعت کے ساتھ تھا جو گھوڑوں کی پشت پر تھے۔ بریہ اُس جماعت کے مقابلے سے پہلے ہی غائب ہو گیا وہ اپنے مکان واپس گیا اور شکست ہو گئی۔ بنی تمیم کے جو لوگ جمع ہوئے تھے سب منتشر ہو گئے علی اس حالت میں پہنچا کہ کسی نے مدافعت نہ کی۔ المربد کے ارادے سے گذر گیا۔ بریہ نے بنی تمیم کے پاس کسی کو بھیجا جو انھیں پکار رہا تھا اُن میں سے ایک جماعت کھڑی ہو گئی۔ المربد میں بریہ کے گھر کے نزدیک قتال ہوا۔ بریہ اپنے گھر سے بھاگا اور لوگ بھی اُس کے بھاگنے سے منتشر ہو گئے۔ زنجیوں نے اس کے گھر کو جلا دیا اور جو کچھ اُس میں تھا سب لوٹ لیا۔ وہ لوگ اس حالت میں وہیں مقیم ہو گئے کہ قتل کرتے رہے۔ اہل بصرہ کمزور ہو گئے تھے۔ ان پر زنجی غالب آ گئے تھے۔ دن کے ختم تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ علی جامع مسجد میں داخل ہوا اور اسے جلا دیا۔ ابوشیث کے غلام فتح نے کہ بصریوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا علی کو جا پکڑا۔ علی اور اور اُس کے ساتھی چھپ گئے۔ زنجیوں کی ایک جماعت قتل کی گئی۔ علی واپس ہوا اور اُس موضع میں جو مقبرۂ بنی شیبان کے نام سے مشہور ہے پڑاؤ کیا۔

بعد خرابی بصرہ

لوگوں نے ایسے افسر کو تلاش کیا کہ وہ جس کے ساتھ ہو کے جنگ کریں مگر نہ پایا۔ بُریہ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ بھاگ گیا ہے۔ اہل بصرہ کو ہفتے کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ اُن کے پاس علی بن ابان

نہیں آیا۔ وہ یکشنبہ کو صبح کے وقت اُن کے پاس آیا مگر اُس کے لئے کوئی نہ ٹھیرا اور وہ بصرہ پر کامیاب ہوگیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان نے بیان کیا کہا کہ میں اُس وقت بصرے میں مقیم تھا جس وقت زنجی داخل ہوئے۔ میں ابراہیم بن محمد بن اسمٰعیل عرف بریہ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ۱۰ شوال ۲۵۷ھ کو جمعے کا دن آیا اس کے پاس شہاب بن العلاء العنبری بھی تھا۔ میں نے شہاب کو یہ بیان کرتے سنا کہ اُس دغا باز نے بہت سا مال جنگلوں میں روانہ کیا ہے کہ اُس کے ذریعے سے عرب کے آدمیوں کو خریدے۔ بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ انھیں اور پیادہ زنجیوں کو بصرے میں اتارنا چاہتا ہے۔ اُس روز بصرے میں شاہی لشکر میں سے صرف کچھ اوپر پچاس سوار بغراج کے ساتھ تھے بریہ نے شہاب سے کہا کہ عرب مجھ پر برائی کے ساتھ پیش قدمی نکریں گے بریہ عرب میں مانا جاتا تھا اور اُن میں محبوب تھا۔ ابن سمعان نے کہا کہ میں بریہ کی مجلس سے واپس آیا پھر میں احمد بن ایوب کاتب سے ملا میں نے اسے ہارون بن عبدالرحیم شیعی سے حکایت کرتے سنا جو اُس زمانے میں بصرے کی ڈاک کا افسر تھا کہ اسے صحیح اطلاع ملی ہے کہ اُس دغا باز نے ۳ شوال کو نو آدمیوں کو جمع کیا۔ اہل بصرہ کے معززین اور حاکم وقت کہ وہاں مقیم تھا جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا اُس دغا باز کے حقیقت حال سے غافل تھے۔

محاصرے نے اہل بصرہ کو سخت تکلیف پہنچائی تھی۔ وبا بکثرت ہوگئی تھی۔ دو گروہوں میں جو بلالیہ وسعدیہ کے نام سے مشہور تھے جنگ کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جب اسی سال ۱۷ شوال جمعے کا دن ہوا تو اسی دن صبح کو اُس دغا باز کے لشکر نے تین جانب سے بصرے میں لوٹ مچائی۔ بنی سعد کی جانب سے۔ المربد کی جانب سے۔ اور الخریبہ کی جانب سے اُس لشکر کا سردار جو المربد کی جانب گیا علی بن ابان تھا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کے دو گروہ کر دیے تھے۔ ایک گروہ پر رفیق غلام یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن خاقان کو والی بنایا اور انھیں بنی سعد کی طرف جانے کا حکم دیا۔ ایک دوسرا گروہ جس میں وہ خود تھا المربد

کی طرف روانہ ہوا اُس لشکر کا سردار جو الخریبہ کی جانب سے آیا یحییٰ بن محمد الازرق البحرانی تھا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں کو ایک ہی جانب سے جمع کیا تھا اور وہ خود اُن میں تھا۔ اُن میں سے ہر گروہ کے مقابلے کو اہل بصرہ کے کمزوروں میں سے جو لوگ نکلے تعداد میں بھی کم تھے اور بھوک اور محاصرے نے مشقت میں بھی ڈال رکھا تھا۔ جو لشکر بغراج کے ساتھ تھا دو گروہوں میں بٹ گیا۔ ایک گروہ المربد کی جانب گیا اور ایک الخریبہ کی جانب۔ مجاہدین سعدیہ کی اُس جماعت سے جو بنی سعد کی جانب وارد ہوئی فتح غلام ابی شیث اور اُس کے ساتھیوں نے قتال کیا مگر اہل بصرہ کے وہ قلیل لوگ جو خبیث کی جماعتوں کے مقابلے کو نکلے کچھ بھی نہ کر سکے۔ خبیثوں نے اپنے پیادوں اور سواروں سے گھیر لیا۔

شہر جلا دیا۔

ابن سمعان نے کہا کہ میں اُس دن جامع مسجد میں تھا کہ یکایک تین جانب سے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ایک ہی وقت میں زہران۔ المربد اور بنی حمان میں آگ لگ گئی۔ آگ لگانے والوں نے شاید وقت مقرر کر لیا تھا۔ یہ واقعہ جمعے کے دن ہوا۔ مصیبتیں بڑھ گئیں اہل بصرہ کو ہلاکت کا یقین آگیا۔ جو لوگ مسجد جامع میں تھے اپنے اپنے گھروں کو بھاگے۔ میں بھی بھاگتا ہوا اپنے گھر گیا۔ جو اُس زمانے میں کوچہ مربد میں تھا۔ مجھے اہل بصرہ کے بھاگنے والے اُس گلی میں ملے جو جامع مسجد کی طرف واپس جا رہے تھے۔ اُن کے آخر میں القاسم بن جعفر بن سلیمان الہاشمی تھا جو اپنے خچر پر تلوار لٹکائے ہوئے لوگوں کو پکار رہا تھا کہ تمھاری بربادی ہو۔ کیا تم اپنا یہ شہر اور اپنے اہل و عیال کو اپنے دشمن کے سپرد کرتے ہو۔ جو اس شہر میں داخل ہو گیا ہے۔ مگر لوگ اُس کی طرف نہ پھرے اور نہ اس کی بات سنی۔ وہ چلا گیا اور کوچۂ مربد خالی ہو گیا۔ اُس کوچے میں بھاگنے والوں اور زنجیوں کے درمیان ایک ایسا میدان ہو گیا جس میں نظر گذر جاتی تھی۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو اپنے گھر میں گھس گیا۔ دروازہ بند کر لیا۔ جھانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ اعراب کے سوار اور زنجیوں کے پیادے آ گئے۔ جن کے آگے ایک شخص مشکی گھوڑے پر اپنے ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے ہے جس پر زرد پھریرا

ہے۔ بعد کو دریافت کیا تو علی بن ابان نے دعویٰ کیا کہ یہ وہی شخص ہے اور یہ زرد جھنڈا اسی کا جھنڈا ہے۔ وہ قوم داخل ہوگئی۔ لوگ کوچۂ مربد میں غائب ہو گئے یہاں تک کہ باب عثمان پہنچ گئے۔ اور یہ بعد زوال کے ہوا اس کے بعد وہ لوگ واپس ہو گئے تو بصرے کے چرواہوں اور جاہل لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ قوم نماز جمعہ کے لئے گئی۔ وہ امر کہ جس نے انھیں واپس کیا تھا یہ تھا کہ انھیں یہ خوف ہوا کہ المربعہ سے سعدیہ و بلالیہ کا گروہ اُن پر حملہ کردے گا اور وہاں انھیں پوشیدہ لشکروں کا بھی خوف ہوا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور وہ بھی واپس ہوے جو زہران و بنی حصن کی جانب تھے۔ یہ واپسی بعد اس کے ہوئی کہ شہر کو جلادیا، لوٹ لیا، غالب آگئے، قابض ہو گئے، اور یہ جان لیا کہ انھیں اُس شہر سے کوئی روکنے والا نہیں۔ شنبہ و یکشنبہ کو دن ہی میں آئے اور دن ہی میں واپس گئے۔ دوشنبہ کو صبح کے وقت بصرے میں آئے تو انھیں کوئی مدافعت کرنے والا نہ ملا۔ لوگ ابراہیم بن یحییٰ المہلبی کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ انھیں امان دیدی گئی۔

محمد بن سمعان نے کہا کہ مجھ سے الحسن بن عثمان المہلبی الملقب بمندلقہ نے جو یحییٰ بن محمد کے ساتھیوں میں سے تھا بیان کیا کہ اس صبح کو مجھے یحییٰ نے مقبرۂ بنی یشکر جانے کا اور جو تنور وہاں تھے ان کے لیجانے کا حکم دیا۔ میں وہاں گیا اور کچھ اوپر بیس تنور لوگوں کے سروں پر لے گیا۔ یہاں تک کہ میں انھیں یحییٰ بن ابراہیم کے گھر میں لایا۔ لوگ یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ ان کے لئے کھانا پکانے کو مہیا کئے گئے ہیں۔ بھوک اور محاصرے کی شدت اور مشقت سے سب نہایت تکلیف میں تھے۔ ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر مجمع بہت ہو گیا۔ لوگ نوبت بہ نوبت آتے رہے اور بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور آفتاب بلند ہو گیا۔ میں اُس دن کوچۂ مربد سے اپنے گھر سے اپنے نانا ہشام المعروف بالداف کے گھر میں منتقل ہو گیا تھا جو بنی تمیم میں تھا۔ یہ اس خبر کی وجہ سے ہوا جو بنی تمیم کے دغا باز کی صلح میں داخل نے کے متعلق لوگوں میں شائع ہوگئی تھی۔ اُسی جگہ تھا کہ یکایک مخبر اُس واقعے کی خبر لائے جو ابراہیم بن یحییٰ کے

گھر پر ہوا۔ انھوں نے بیان کیا کہ یحییٰ بن محمد البحرانی نے زنجیوں کو حکم دیا تو انھوں نے اُس مجمع کا محاصرہ کر کے منادی کی کہ جو آل المہلب سے ہو وہ ابراہیم بن یحییٰ کے گھر میں داخل ہو جائے۔ ایک چھوٹی سی جماعت داخل ہو گئی۔ اُن کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔ زنجیوں سے کہا گیا کہ ان کے علاوہ جو لوگ ہیں انھیں قتل کر دو۔ اُن میں سے کسی کو نہ چھوڑو محمد بن عبداللہ المعروف بابی اللیث الاصبہانی نکلا اور زنجیوں سے کہا کہ "کیلوا" یہ ایک علامت تھی جس کے ذریعے قتل کا حکم دیا جاتا تھا۔ انجام کار سب کے سب تلوار کے گھاٹ اُتر گئے۔ الحسین بن عثمان نے کہا کہ میں اُن کا کلمۂ شہادت اور فریاد و بکا سن رہا تھا۔ وہ قتل کئے جا رہے تھے۔ اُن کی آوازیں کلمۂ شہادت کے ساتھ اس قدر بلند ہوئیں کہ مجھے الطفاوہ میں سنائی دیں حالانکہ وہ اُس مقام سے بہت دور تھے۔ جب اُس مجمع پر آئے جس کا ہم نے ذکر کیا تو زنجی ہر اُس شخص کے قتل کو آ گئے جس کے پاس وہ پہنچے۔ اس دن علی بن ابان داخل ہوا۔ اُس نے جامع مسجد کو جلا دیا اور الکلاء جلا گیا۔ الجبل سے الجسر تک جلا کے راکھ کر دیا۔ اس تمام واقعے میں آگ ہر اس شئے میں لگ جاتی تھی جدھر سے گذرتی تھی خواہ انسان خواہ چوپایہ خواہ اسباب وسامان۔ رات دن یہی کرتے کہ جسے پاتے تھے یحییٰ بن محمد کے پاس ہنکالاتے کہ اُن دنوں سبحان میں تھا۔ جو مالدار ہوتا اُسے ٹھیراتا اس کا مال نکلوا لیتا اور اُسے قتل کر دیتا تھا۔ جو فقیر ہوتا اُس کو فوراً قتل کر دیتا تھا۔

شبل سے مذکور ہے کہ سہ شنبہ کو بعد اُن کے قتل کے جو ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر قتل کئے گئے یحییٰ صبح کے وقت بصرہ آیا اور لوگوں میں امان کی منادی کرنے لگا کہ لوگ ظاہر ہو جائیں مگر کوئی ظاہر نہ ہوا۔ یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اس نے علی بن ابان کو بصرے سے واپس کر دیا۔ یحییٰ نے جو قتل کیا وہ اُس کے موافق تھا اور اُس کا وقوع اُس کی مرضی کے مطابق تھا اس لئے یحییٰ کو تنہا چھوڑ دیا۔ علی بن ابان کو کہ علاقۂ بنی سعد میں فساد سے باز رہا تھا قصوروار سمجھا۔ علی بن ابان نے اُس خبیث کے پاس بنی سعد کا ایک وفد بھیجا تھا۔

وہ لوگ اُس کے پاس گئے تو وہاں خیریت نہ پائی۔ نکلکر عبادان چلے گئے۔ یحیٰی بصرے میں مقیم ہو گیا۔ خبیث نے ایک خط لکھا جس میں اُسے یہ حکم تھا کہ بصرے پر شبل کی خلافت کو ظاہر کرے تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو جائے اور چھپنے والے اور وہ جو کثرت مال کے لئے مشہور ہیں ظاہر ہو جائیں۔ جب ظاہر ہو جائیں تو انھیں اس مال کے بتانے پر مجبور کیا جائے جو اُنھوں نے دفن کیا ہے یا پوشیدہ رکھا ہے۔ یحیٰی نے ایسا ہی کیا۔ کوئی دن کسی جماعت سے خالی نہ ہوتا تھا کہ اُنھیں لایا جاتا تھا، جس کی تونگری معلوم ہو جاتی جو کچھ اُس کے پاس ہوتا سب چھین کے اُسے قتل کر دیتا تھا۔ جس کی مفلسی ظاہر ہوتی تھی اُسے فوراً قتل کر دیتا تھا۔ کسی کو نہ چھوڑا۔ جو ملا خاک میں ملا۔ جو لایا گیا ذلت میں گرایا گیا۔ سب لوگ منہ کے بل بھاگے۔ خبیث نے اپنا لشکر بصرے سے واپس کر لیا۔

محمد بن الحسن سے روایت ہے کہ جب دغا باز نے بصرے کو ویران کر دیا اور اُسے وہ سنگین افعال معلوم ہوئے جو اُس کے ساتھیوں نے وہاں کئے تو میں نے اُسے یہ کہتے سنا کہ "میں نے اُس دن کی صبح کو اہل بصرہ پر بدعا کی تھی جس دن میرے ساتھی وہاں داخل ہوئے۔ میں نے دعا میں خوب کوشش کی۔ سجدہ کیا اور اپنے سجدوں میں دعا مانگنے لگا۔ بصرے کو میری طرف اُٹھایا گیا۔ میں اُسے دیکھا اور اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ اُس میں قتال کر رہے ہیں۔ آسمان و زمین کے درمیان ایک شخص کو ہوا میں کھڑا دیکھا کہ جعفر المعلوف کی صورت میں ہے جو سامرا میں دیوان خراج میں مامور تھا۔ وہ اس طرح کھڑا ہے کہ اپنا بایاں ہاتھ نیچا کر دیا ہے اور داہنا ہاتھ اونچا کر دیا ہے اور بصرے کو مع اُس کے باشندوں کے اُلٹ دینے کا ارادہ کر رہا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرے ساتھیوں ہی تک محدود نہیں بلکہ فرشتے بھی بصرے کو ویران کرنے پر مامور ہوئے ہیں۔ اگر میرے ساتھی اس پر مامور ہوتے تو وہ اس عظیم الشان کام تک نہ پہنچتے جس کو بیان کیا جاتا ہے۔ یہ فرشتے ہیں کہ جنگ میں مجھے مدد دیتے ہیں، میری تائید کرتے ہیں اور میرے ساتھیوں میں سے اُس شخص کو مضبوط کرتے ہیں جس کا قلب کمزور ہے۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ بصرے کو ویران کرنے کے بعد اُس خبیث نے

اپنے کو یحییٰ بن زید بن علی کی طرف سے منسوب کیا۔ علویوں کی ایک جماعت بصرے میں تھی جو اُس کے ساتھ جا ملی۔ اس میل جول سے اُس نے فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو انھیں میں سے ٹھیرایا۔ علی بن احمد بن علیسی بن زید و عبداللہ بن علی بھی عورتوں و بچوں کے ساتھ آپہنچے۔ یہ لوگ اُس پاس آئے تو وہ احمد بن علیسیٰ کی نسبت چھوڑ کے اپنے کو یحییٰ بن زید کی طرف منسوب کرنے لگا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے خبیث کو سنا جب کہ نوفلیین کی ایک جماعت اُس کے پاس حاضر تھی۔ القاسم بن الحسن النوفلی نے کہا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی تھی کہ تو احمد بن علیسیٰ بن زید کی اولاد سے ہے۔ اُس نے کہا کہ میں علیسیٰ کی اولاد سے نہیں ہوں میں یحییٰ بن زید کی اولاد سے ہوں۔ حالانکہ وہ خبیث اس معاملے میں جھوٹا ہے اس لئے کہ یحییٰ کے بارے میں اجماع ہے کہ اُس نے بجز ایک بیٹی کے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور وہ بھی بحالت شیر خوار گی مر گئی۔

اسی سال سلطنت نے محمد المولد کو صاحب الزنج کی جنگ کے لئے بصرے روانہ کیا۔ یکم ذیقعدہ یوم جمعہ ۲۵۷ھ کو وہ سامرا سے روانہ ہوا۔

کیا گزری

بیان کیا گیا ہے کہ محمد المعروف بالمولد روانہ ہوا تو الابلہ میں اترا۔ بریہ آیا تو بصرے میں اترا۔ اہل بصرہ میں سے مخلوق کثیر جو بھاگی ہوئی تھی بریہ کے پاس جمع ہو گئی۔ یحییٰ جب بصرے سے واپس آیا تھا تو وہ نہر غوثی پر ٹھیر گیا تھا۔ محمد نے کہا کہ شبل نے کہا کہ جب محمد المولد آیا تو خبیث نے یحییٰ کو ایک خط لکھا جس میں اُسے نہر آوا جانے کا حکم تھا۔ وہ اُس طرف لشکر کو لے گیا اور وہاں ٹھیر کر المولد سے دس دن تک جنگ کرتا رہا۔ لڑتے لڑتے تھک کے مولد وہیں ٹھیر گیا تھا۔ خبیث نے یحییٰ کو خط لکھا جس میں شب خون مارنے کا حکم تھا۔ ابو اللیث الاصبہانی کے ساتھ اُس کے پاس کشتی روانہ کی۔ اُس نے شب خون مارا۔ المولد نے اپنے ساتھیوں کو کھڑا کیا۔ بقیہ شب اور صبح سے عصر تک قتال کیا اس کے بعد پیٹھ پھیر کے واپس ہوا۔ زنجی اس کی چھاؤنی میں داخل ہو گئے۔ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔

یحیی نے یہ خبر خبیث کو لکھی تو اُس نے تعاقب کرنے کو لکھا۔ الحوانیت تک تعاقب کر کے واپس ہوا تو الجامدہ پر گذرا۔ باشندوں پر مصیبت نازل کی۔ گاؤں میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ جتنے خون بہا سکتا تھا بہاتا رہا پھر الحالہ میں پڑاؤ کیا اور ایک مدت تک وہاں قیام کر کے نہر معقل لوٹ آیا۔

اسی سال محمد المولد نے سعید بن احمد بن سعید بن سَلْم الباہلی کو گرفتار کیا۔ اس نے اور اس کے باہلہ کے ساتھیوں نے البطائح پر لوٹ مار کی تھی اور راستے میں فساد برپا کیا تھا۔

اسی سال محمد بن واصل نے فارس میں سلطنت سے بغاوت کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی ابن عبداللہ بن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال بسیل المعروف بالصقلبی جسے الصقلبی کہا جاتا تھا اور اہل بیت سلطنت میں سے تھا اس لئے کہ اُس کی ماں صقلبیہ تھی۔ میخائیل بن توفیل شاہ روم پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ میخائیل تنہا چوبیس سال تک سلطنت پر رہا تھا۔ اُس کے بعد الصقلبی روم کا بادشاہ بن گیا۔

واقعات ۲۵۸ھ

اس سال کے اہم واقعات میں سعید بن احمد بن سعید بن سلم الباہلی کا دارالخلافہ آنا اور تازیانے کھانا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا اسی سال ماہ ربیع الآخر میں اُسے سات سو تازیانے مارے گئے۔ مر گیا تو لٹکا دیا گیا۔

اسی سال صاحب الزنج کے ایک قاضی کی جو عبادان میں تھا اور چودہ زنجیوں کی گردنیں سامرا کے باب العامہ پر ماری گئیں۔ بصرے کے علاقے سے یہ سب قید کئے گئے تھے۔

علاقے سے یہ سب قید کئے گئے تھے۔
اسی سال مفلح نے تکریت میں اعراب سے جنگ کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مساور الشاری کی جانب مائل ہو گئے تھے۔
اسی سال مسرور بلخی نے الیعقوبیہ کے کاشتکاروں پر حملہ کیا انہیں شکست دی اور ان پر مصیبت نازل کی۔
اسی سال محمد بن واصل حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گیا۔ فارس کا علاقہ اور خراج محمد بن الحسین بن الفیاض کے سپرد کر دیا۔
۲۰ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو المعتمد نے اپنے بھائی ابو احمد کو دیار مضر و قنسرین اور العواصم ولایت سے سرفراز فرمایا۔ پنجشنبہ ماہ ربیع الآخر کی چاند رات کو اسے اور مفلح کو خلعت دیا۔ دونوں بصرے کی جانب روانہ ہوئے۔ اور وہ عوام کے سامنے سوار ہوا۔ ابو احمد کی اس نے مشایعت کی اور پھر واپس آیا۔
اسی سال منصور بن جعفر بن دینار الخیاط قتل کیا گیا۔

قتل خیاط

بیان کیا گیا ہے کہ اس خبیث نے جب اس کے ساتھی بصرے کے معاملے سے فارغ ہوئے علی بن ابان المہلبی کو جو اس زمانے میں الاہواز میں تھا منصور بن جعفر کی جنگ کے لئے بھی جانے کا حکم دیا۔ وہ مقابلے میں ایک مہینہ ٹھیرا۔ علی جب خیزرانیہ میں تھا تو منصور اس کے لشکر میں آیا کرتا۔ ساتھ چند ہی آدمی ہوا کرتے۔ خبیث نے اپنے ساتھیوں کی جماعتوں سے بھری ہوئی بارہ کشتیاں علی بن ابان کو روانہ کیں۔ کشتیوں کا کام ابو اللیث الاصبہانی کے سپرد کر کے اسے علی بن ابان کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا۔ ابو اللیث علی کی جانب روانہ ہو گیا۔ پھر اس کا مخالف بنکر اس کے خلاف اپنی رائے پر عمل پیرا ہو کر مقیم ہو گیا۔ منصور جس طرح آیا کرتا تھا جنگ کے لئے آیا۔ اس کے ساتھ کشتیاں تھیں۔ ابو اللیث نے بغیر علی بن ابان کے مشورہ و حکم کے اس کی طرف سبقت کی۔ منصور ان کشتیوں پر جو اس کے ہمراہ تھیں فتحمند ہو گیا۔ جو عرب و زنجی تھے ان میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا۔ ابو اللیث کو شکست ہو گئی وہ خبیث کے پاس واپس گیا۔ علی بن ابان اور وہ تمام لوگ جو اس کے ہمراہ تھے واپس ہوئے

اور ایک مہینے تک ٹھیرے رہے۔ اس کے بعد منصور اپنے آدمیوں کے ساتھ منصور کی جنگ کے لئے لوٹا۔ جب علی ٹھیر گیا تو اُس نے مخبروں کو روانہ کیا کہ وہ منصور اور اُس کے لشکر کی خبریں اُس کے پاس لائیں۔

منصور کا ایک والی تھا جو کرنبا میں مقیم تھا۔ علی بن ابان نے اُس سردار پر شب خون مار کر اُسے قتل کر دیا اور اُس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ جو کچھ اُس کے لشکر میں تھا لوٹ لیا۔ بہت سے گھوڑے پائے چھاؤنی کو جلا دیا اور رات ہی کو واپس ہوا۔ یہاں تک کہ نہر جبی کے آخیر حصے پر پہنچا۔ یہ خبر منصور کو پہنچی تو وہ روانہ ہو کے الخیزرانیہ پہنچا۔ علی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلے کو نکلا۔ دونوں کے درمیان دن چڑھے سے ظہر تک جنگ ہوتی رہی۔ بعد ظہر منصور کو شکست ہوئی۔ ساتھی اُس سے جدا ہو گئے اور وہ اُن سے علیحدہ ہو گیا۔ زنجیوں کے ایک گروہ نے نہر عمر بن مہران تک اُس کا تعاقب کیا۔ وہ اُن پر برابر حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ اُس کے نیزے ٹوٹ گئے۔ تیر ختم ہو گئے۔ اور اُس کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا۔ اُس نے اپنے آپ کو نہر میں ڈالدیا کہ عبور کر جائے۔ گھوڑے کو اشارہ کیا۔ آواز دی مگر اس نے کام نہ دیا۔ آخر کود پڑا۔ پاؤں نے کوتاہی کی پانی میں ڈوب مرا۔

شل نے کہا کہ گھوڑے کا منصور کو نہر عبور کرانے میں کمی کرنے کا سبب یہ تھا کہ زنجیوں میں سے ایک شخص نے اپنے آپ کو نہر میں ڈالدیا جب کہ اس نے منصور کو نہر کی طرف قصد کرتے دیکھا جس سے اُس کا ارادہ اُسے عبور کرنے کا تھا وہ تیر کر اُس کے آگے ہو گیا پھر جب گھوڑا کودا تو وہ حبشی اُس کے سامنے آگیا۔ گھوڑا ابھڑکا دونوں ایک ساتھ ڈوب گئے پھر منصور نے اپنا سر نکالا تو حبشیوں میں سے ایک غلام اُس کی طرف اترا جو مصلح کے پہچاننے والوں میں سے تھا جس کا نام ابرون تھا۔ اُس نے اس کا سر کاٹ کے اسباب لے لیا۔ اُن لوگوں کی جو اُس کے ساتھ تھے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔ منصور کے ساتھ اُس کا بھائی خلف بن جعفر بھی قتل کر دیا گیا۔ منصور کے سپرد جو عمل تھا یارجوخ نے اس پر اصغجون کو والی بنا دیا۔

اسی سال ۱۰ جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ کو مفلح اس تیر سے مقتول ہوا جو بغیر نوک کے اس کی کنپٹی میں لگ گیا۔ چارشنبہ کی صبح کو وہ مردہ پایا گیا۔ اس کی لاش سامرا پہنچائی گئی۔ وہیں دفن کیا گیا۔

مرگ مفلح

میرا وہ بیان گذر چکا ہے جو ابواحمد بن المتوکل کے سامرا سے اس ملعون کی جنگ کے لئے بصرہ جانے کے متعلق ہے۔

یہ روانگی اس وقت ہوئی جب کہ اسے اور المعتمد کو وہ بدترین امور معلوم ہوئے جن کا اس ملعون نے بصرے کے اور اس کے قریب کی تمام سرزمین اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ ارتکاب کیا ہے۔ میں نے بغداد میں اس لشکر کا معاینہ کیا ہے جس میں ابواحمد اور مفلح روانہ ہوئے۔ جس وقت وہ باب الطاق سے گذر رہے تھے تو میں اس دن وہیں موجود تھا میں نے اہل بغداد کے مشائخ کی ایک جماعت کو کہتے سنا کہ ہم نے خلفاء کے بہت سے لشکر دیکھے مگر اس لشکر کے مثل نہیں دیکھا جو متقدمین میں بھی سب سے اچھا ہے۔ ہتھیاروں کی تکمیل و تیاری میں بھی سب سے زیادہ ہے۔ تعداد و جماعت کے اعتبار سے بھی سب سے بڑھا چڑھا ہے۔ بغداد کے بازاریوں میں سے بھی ایک جماعت کثیر نے اس لشکر کا ساتھ دیا۔

محمد بن الحسین سے مذکور ہے کہ یحییٰ بن محمد البحرانی ابو احمد کے خبیث کے مقام پر پہنچنے سے قبل نہر معقل پر مقیم تھا۔ نہر عباس جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اسے ناپسند کیا۔ خوف ہوا کہ سلطانی لشکر اس کے پاس کہیں اس حالت میں نہ پہنچ جائے کہ اس کے ساتھی متفرق ہوں۔ یحییٰ نے اس سے اصرار کیا یہاں تک کہ اس نے اسے اجازت دیدی۔ وہ اس حالت میں نکلا کہ خبیث کے اکثر اہل لشکر اس کے ساتھ ہو گئے۔ علی بن ابان زنجیوں کی جماعت کثیرہ کے ساتھ جبی میں مقیم تھا۔

بصرہ خبیث کے اہل لشکر کا جائے غنیمت ہو گیا تھا کہ وہ لوگ صبح و شام وہاں ان اشیاء کے منتقل کرنے کو جایا کرتے تھے جو وہاں سے ان کے ہاتھ لگتی تھیں۔ اس دن خبیث کے لشکر میں اس کے ساتھیوں میں سے

صرف چند ہی آدمی تھے۔ اسی حال میں تھا کہ ابو احمد اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس میں مفلح بھی تھا۔ ایسا زبردست ہولناک لشکر پہنچا کہ خبیث پر ایسی مصیبت کبھی نہ آئی تھی۔ جب وہ لشکر نہر معقل پہنچا تو خبیث کے لشکر کے جو لوگ وہاں تھے سب بھاگے اور ڈرتے ہوئے اس سے مل گئے۔ خبیث بھی ڈرا۔ پھر اُس نے وہاں کے روسائے لشکر میں سے دو رئیسوں کو بلایا سبب دریافت کیا کہ تم دونوں نے اپنا مقام کیوں چھوڑ دیا۔ اُن دونوں نے جو کچھ اُس آنے والے لشکر کی بڑائی۔ تعداد کی کثرت۔ سامان کی مضبوطی دیکھی تھی سب سے اُسے خبردار کیا کہ اس حالت میں کیا طاقت تھی کہ ٹھہر کے مقابلہ کر سکتے۔ انھوں نے یہ جو کچھ دیکھا اُس کے مقابلے پر ٹھہرنے کی اُس تیاری میں کہ جس میں وہ دونوں ہیں اُن دونوں میں قوت نہیں ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آیا وہ جانتے ہیں کہ لشکر کا سالار کون ہے۔

ان دونوں نے کہا نہیں۔ ہم نے اس کے معلوم کرنے میں کوشش کی ہے مگر ہمیں کوئی نہ ملا جو صحیح خبر دے۔

خبیث نے کشتیوں میں مخبر روانہ کئے کہ وہ اس کی خبر دریافت کریں۔ وہ مخبر بھی اُس لشکر کی بڑائی اور بزرگی کی خبر لے گئے اُس کے پاس واپس آئے اور کسی کو اُن میں سے یہ خبر نہ ملی کہ کون اُس لشکر کا قائد اور رئیس ہے۔ اس خبر نے اس کے خوف و ہراس میں اضافہ کیا۔ اُس نے علی بن ابان کے پاس قاصد بھیجنے میں عجلت کی جس کے ذریعے سے اُس آنے والے لشکر کی خبر سے آگاہ کیا تھا۔ اُسے مع اُس کے ساتھیوں کے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔ وہ لشکر پہنچ گیا اور اُس نے اُس کے مقابلے میں پڑاؤ کیا۔

جنگ کا دن آیا۔ چہارشنبہ کا روز تھا۔ خبیث نکلا کہ پیادہ اپنے لشکر میں گھومے اور اُن لوگوں کے حال میں غور کرے جو اُس کے گروہ کے لوگ اُس کے ساتھ مقیم ہیں اور جو اُس کے مقابلے میں اُس کی جنگ والے مقیم ہیں۔ اُس دن آسمان سے کسی قدر بارش ہو گئی تھی۔ زمین تر تھی کہ اُس سے قدم پھسلتے تھے۔ وہ دن کے اول حصے میں تھوڑی دیر گھوم کے لوٹا۔

دوات اور کاغذ مانگا کہ علی بن ابان کو ایک خط بھیجے۔ اُس لشکر سے آگاہ کرے جسے اُس نے دیکھا اور اُن آدمیوں کے بھیجنے کا حکم دے جن کے بھیجنے پر وہ قادر ہو۔ اسی فکر میں تھا کہ یکایک اُس کے پاس ابو دلف آیا جو حبشیوں کا ایک قائد تھا۔ اُس سے کہا کہ وہ جماعت چڑھ آئی۔ زنجی بھاگ گئے۔ مقابلے میں کوئی ایسا شخص نہیں جو مدافعت کر سکے۔ یہاں تک کہ وہ الجبل الرابع تک پہنچ گئے۔ وہ اُس پر چلایا۔ اُسے ڈانٹا کہ میرے پاس سے دور ہو تو نے جو کچھ بیان کیا۔ اُس میں جھوٹا ہے۔ یہ محض گھبراہٹ کی وجہ سے ہے کہ جماعت کی کثرت دیکھکر تجھ میں آگئی ہے۔ تیرا دل اڑگیا ہے اور تو جو کہتا ہے وہ سمجھتا نہیں ہے۔ ابو دلف اُس کے آگے سے چلا گیا۔ اور اُس کے کاتب کے پاس آیا۔ اُس نے جعفر بن ابراہیم السجان کو زنجیوں میں منادی کرنے اور معرکے میں نکلنے کا حکم دیا۔ السجان اُس کے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ منادی کی گئی۔ لوگ نکلے۔ دو کشتیوں پر فتح ہوئی۔ پھر اُسے پیادوں میں تحریک کے لئے واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ واپس گیا۔ ہنوز تھوڑی ہی دیر ٹھہرنے پایا تھا کہ مفلح کو ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا اور شکست ہوگئی۔ زنجی پر غالب آگئے۔ قتل میں اُنھیں جو کامیابی ہوئی وہ ہوئی۔ لوگ خبیث کے پاس سر لائے جن پر وہ اپنے نیزوں سے قبضہ کئے ہوئے تھے یہ یہاں تک کہ انھوں نے وہ سر اُس کے سامنے ڈالدیئے۔ اُس دن سر بہت ہو گئے یہاں تک کہ ہر شے بھر گئی۔ یہ لوگ مقتولوں کا گوشت تقسیم کرنے لگے اور آپس میں اُس کا ہدیہ دینے لگے۔

اُس دغاباز کے پاس ایک قیدی کو لایا گیا جو فرغانیوں کی اولاد میں سے تھا۔ اُس نے لشکر کے سردار کو پوچھا تو اُس نے اسے ابو احمد اور مفلح کا ہونا بتایا۔ وہ ابو احمد کے ذکر سے ڈرا۔ اُس کی عادت تھی کہ جب کسی امر سے ڈرتا تو اُس کی تکذیب کرتا۔ اُس نے کہا کہ لشکر میں سوائے مفلح کے کوئی نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں سوا اُس کے کسی کا ذکر نہیں سنتا۔ اگر

لشکر میں وہ ہوتا جس کا اس قیدی نے ذکر کیا تو ضرور دور تک اس کی شہرت ہوتی۔ البتہ مفلح اُس کے تابع اور اس کی صحبت میں شامل تھا۔

خبیث کے اہل لشکر جب ان پر ابو احمد کے ساتھیوں نے خروج کیا تو سخت گھبرا گئے تھے۔ اپنے گھروں سے بھاگ کر نہر ابی الخصیب کی پناہ لی تھی۔ اس زمانے میں اس پر پل نہ تھا جس سے اُس دن بچوں اور عورتوں کی بڑی مخلوق اُس میں غرق ہو گئی۔ اس جنگ کے بعد اُس خبیث کو بہت کم دیر ہوئی تھی کہ علی بن ابان اپنے ساتھیوں کی بڑی جماعت کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اس حالت میں اس کے پاس پہنچا کہ وہ اُس سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ مفلح کو بھی زیادہ دیر نہ گذری کہ وہ مر گیا۔

ابو احمد نے الابلہ میں مقام کیا تاکہ ہزیمت نے جسے پراگندہ کر دیا ہے اُسے جمع کرے اور از سر نو سامان کر لے۔ اس کے بعد نہر ابی الاسد گیا اور وہیں ٹھہر گیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ خبیث یہ نہیں جانتا تھا کہ مفلح کیونکر قتل ہوا۔ جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ اُسے ایک تیر لگا اور اُس نے کسی کو اُس کے تیر مارنے کا مدعی نہ دیکھا تو اُس نے دعویٰ کیا کہ وہی اس تیر کا چلانے والا تھا۔ اُس نے کہا کہ پھر میں نے اُسے کہتے سنا کہ میرے سامنے ایک تیر گرا تو اُسے میرا خادم واح میرے پاس لایا اور مجھے دیدیا میں نے اُسے چلایا۔ مفلح کو میں نے ہی مارا۔ محمد نے کہا کہ وہ اس بارے میں جھوٹ بولا اس لئے کہ میں اُس موقع پر موجود تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سے نہ اُترا کہ اُس کے پاس مخبر شکست کی خبر لایا۔ سر لائے گئے۔ اور جنگ ختم ہو گئی۔

اسی سال دجلہ کے دیہات میں وبا پیدا ہوئی جس میں بغداد۔ سامرا۔ اور واسط وغیرہ میں مخلوق کثیر ہلاک ہو گئی۔

اسی سال خرسخارس اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم میں قتل کیا گیا۔

اسی سال یحیٰی بن محمد البحرانی زنجیوں کے سردار کا ساتھی قید ہوا اور اسی سال قتل کیا گیا۔

بحرانی بحران موت میں

محمد بن سمعان کاتب سے مذکور ہے کہ جب یحیٰی بن محمد نہر عباس پہنچا تو اسے دہانۂ نہر پر اصغجون عامل کے ساتھیوں میں سے تین سو ستر سوار ملے۔ وہ اُس وقت الاہواز کا عامل تھا۔ یہ سوار بھی اُسی علاقے میں مقرر کئے گئے تھے۔ یحیٰی نے دیکھا تو اُنھیں قلیل سمجھا اور جماعت جو اس کے ساتھ تھی اسے اتنا کثیر جانا کہ ہمراہی میں کوئی اندیشہ نہ ہوا اصغجون کے ساتھیوں نے تیر اندازی کی۔ بہتوں کو زخمی کر دیا۔ جب یحیٰی نے یہ دیکھا تو اُس نے اُن ایک سو بیس سواروں کو اُن کی جانب عبور کرایا جو اُس کے ساتھ تھے اور پیادوں کی بھی بہت بڑی جماعت اُن کے ساتھ کر دی اصغجون کے ساتھی اُن کے مقابلے سے کنارے ہٹ گئے۔ البحرانی اور اُس کے ساتھی نہر عباس میں گھسے۔ نہر میں پانی کی کمی کا وقت تھا۔ القیروانات کی کشتیاں کیچڑ پر کنارے لگی تھیں۔ جب ان کشتیوں کے مالکوں نے زنجیوں کو دیکھا تو کشتیاں چھوڑ دیں۔ زنجیوں نے ان پر قبضہ کر لیا۔ تمام مال غنیمت جو بہت زیادہ اور بہت قیمتی ان کشتیوں میں تھا سب لوٹ لیا۔ اور اُسے بطیحۃ الصحناء لے چلے۔ اُنھوں نے سیدھا راستہ چھوڑ دیا۔ یہ اُس باہمی حسد کی وجہ سے تھا جو البحرانی اور علی بن ابان المہلبی کے درمیان تھا یحیٰی کے ساتھیوں نے اُسے یہ مشورہ دیا کہ اُس راستے میں نہ چلے جس میں علی اپنے لشکر کو گذارتا ہے۔ اُس نے مان لیا۔ وہ لوگ اُس راستے پر چلے جو بطیحہ تک پہنچاتا تھا۔ وہ بھی چلا یہاں تک کہ بطیحہ میں داخل ہوا۔ اُس لشکر کو جانے دیا جو ساتھ تھا۔ ابو اللیث الاصبہانی کو اُس کے ہمراہ کر دیا۔ لشکر کو سردار کے لشکر لیجانے کا حکم دیا۔

خبیث نے کسی کو یحیٰی البحرانی کے پاس روانہ کیا تھا جو اُسے لشکر کے آنے کی خبر دے واپسی کے وقت اُسے اُس امر سے بچنے کا حکم دیا تھا کہ کوئی شخص اُن میں سے اُس لشکر کا مقابلہ کرے۔ البحرانی نے مخبروں کو دجلہ

روانہ کیا وہ مخبر اُس وقت واپس آئے کہ ابو احمد کا لشکر الابلہ سے نہر ابی الاسد واپس ہو رہا تھا۔ لشکر کے نہر ابی الاسد کی طرف لوٹنے کا سبب یہ تھا کہ رافع بن بسطام وغیرہ نے جو بطیحۃ الصحناء اور نہر العباس کے قریب تھے ابو احمد کو لکھ کر البحرانی کی حالت اور اُس کے لشکر کی کثرت سے آگاہ کیا تھا کہ اُس کا پوشیدہ طور پر ارادہ یہ ہے کہ نہر العباس سے دجلہ کی طرف نکلے۔ پھر نہر ابی الاسد تک بڑھ جائے اور وہیں چھاونی قائم کرے اور لشکر اسلام سے سامان رسد روک دے یحییٰ کے مخبر ابو احمد کی خبر اور اس کے لشکر کے حالات معلوم کر کے مرعوب و ہیبت زدہ لوٹے۔ بڑی مشقت سے راہ کٹی تھی بطیحہ میں مارے مارے پھرتے سے ایک وبا ان میں پھیل گئی مرض کی کثرت ہو گئی۔ نہر العباس کے قریب پہنچے تو یحییٰ نے اپنے مقدمے پر سلیمان بن جامع کو کر دیا۔ وہ لوگ اپنی کشتیوں کو نہر العباس سے نکل جانے کے ارادے سے چلا رہے تھے۔ نہر میں چھوٹی بڑی شاہی کشتیاں تھیں جو صغجون کی جانب سے دہانہ نہر کی حفاظت کر رہی تھیں۔ اُن کے ہمراہ ایک جماعت سوار و پیادہ کی تھی۔ اس نے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو ڈرا دیا۔ اپنی کشتیاں خالی کر دیں اور اپنے آپ کو نہر العباس کے غربی حصے میں ڈال دیا۔ الزیدان کا راستہ اختیار کیا جو خبیث کے لشکر کی طرف جا رہے تھے۔ یحییٰ اُس حال سے غافل تھا۔ اپنے لشکر کے درمیان میں تھا کہ فورج العباس کے پل پر ایک ایسے تنگ مقام پر ٹھیر گیا تھا جس میں پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ وہ اپنے ان ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جو کشتیوں کے چلانے میں مشغول تھے۔ اُن میں سے بعض وہ تھیں جو ڈوب رہی تھیں اور بعض وہ جو بچ رہی تھیں۔

محمد بن سمعان نے کہا کہ میں اس حالت میں اُس کے ہمراہ ٹھیرا ہوا تھا کہ اس نے پانی کے تیز بہاؤ سے متعجب ہو کر میری جانب متوجہ ہو کے کہا کہ کیا تو نے غور کیا کہ اگر اس حالت میں ہمارا دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے تو ہم سے زیادہ بدحال کون ہوگا۔ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ طاشتمر ترکی اُس لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس کو ابو احمد نے الابلہ سے نہر ابی الاسد واپس آنے کے وقت روانہ کیا تھا۔ لشکر میں ایک شور مچ گیا۔ محمد نے کہا کہ میں بھی دیکھنے کے لئے کھڑا

ہو گیا تو دیکھا کہ سرخ جھنڈے نہر العباس کی غربی جانب سے آ گئے ہیں اور یحییٰ اُس میں ہے۔ جب زنجیوں نے دیکھا تو سب نے اپنے آپ کو پانی میں ڈالدیا اور عبور کر کے شرقی جانب چلے گئے جو وہ مقام سنسان ہو گیا جس میں یحییٰ تھا۔ اُس کے ساتھ کچھ اوپر دس آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ رہا۔ اس وقت یحییٰ نے کھڑے ہو کر چمڑے کی ڈھال اور تلوار لے لی۔ ایک رومال باندھا اور چند آدمیوں کے ساتھ جو اُس کے ہمراہ تھے قوم سے مل گیا۔ طاشتمر کے ساتھیوں نے تیر مارے اُس نے بھی تیزی کے ساتھ انھیں زخمی کیا۔ البحرانی تیروں سے زخمی ہو گیا تین زخم اس کے دونوں بازوؤں اور بائیں پنڈلی میں لگے۔ جب اُس کے ساتھیوں نے مجروح دیکھا تو سب جدا ہو گئے۔ کوئی ایسا نہ معلوم ہوا جو اُس کا قصد کرتا۔ وہ لوٹا۔ ایک کشتی میں سوار ہوا۔ اور نہر کی شرقی جانب عبور کر گیا۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے کہ اچھی طرح دن چڑھ آیا تھا۔ یحییٰ کو زخموں نے بوجھل کر دیا تھا۔ زنجیوں نے جب اُس کی مصیبت دیکھی تو سخت گھبرا اُٹھے۔ دل کمزور ہو گئے۔ جنگ ترک کر دی۔ فکر ہوئی کہ لاکھوں پائیں نہ پائیں کسی طرح جان تو بچائیں۔ شاہی لشکر نے تمام مال غنیمت پر قبضہ کر لیا جو نہر کی غربی جانب کشتیوں میں تھا۔ جب وہ اُس پر قابض ہو گئے تو اُن میں سے بعض کشتیوں میں نفط کے تیل سے آگ لگانے والوں کو بٹھا کے نہر کی شرقی جانب لے گئے۔ وہاں جس قدر کشتیاں زنجیوں کے قبضے میں تھیں سب جلا دیں۔ زنجی یحییٰ سے جدا ہو گئے۔ اُن میں قتل عام کیا گیا۔ بکثرت قید کئے گئے۔ دن میں چھپکر جا رہے تھے۔ شام ہوئی رات خوب تاریک ہو گئی۔ تو منھ کے بل گرتے ہوئے بھاگے۔ جب یحییٰ نے اپنے ساتھیوں کی جدائی دیکھی تو ایک کشتی میں بیٹھا اور اپنے ساتھ ایک طبیب کو بٹھایا جس کا نام عباد اور عرف ابو جیش تھا۔ کہ جو زخم لگے ہیں ان کا مداوا ہو سکے۔ بجائے خبیث کے لشکر تک پہنچنے کی خواہش تھی۔ چلتے چلتے دہانہ نہر کے قریب ہو گیا۔ کشتیوں کے ملاحوں نے دیکھ لیا جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں تھے۔

گھبرائے اور انھیں یقین ہو گیا کہ پکڑ لئے جائیں گے عبور کر کے جانب غربی گئے۔ اُسے اور اُس کے ساتھی کو زمین پر کھیت میں ڈالدیا وہ نکلکر اس حالت میں چلنے لگا کہ بوجھل تھا۔ چلتے چلتے گر پڑا۔ رات بھر وہیں پڑا رہا۔ صبح ہوئی تو عباد طبیب اُٹھ کے دیکھنے لگا کہ آتے جاتے کوئی نظر آئے۔ شاہی لشکر کے کچھ آدمی دکھائی دئیے۔ اشارہ کیا۔ انھیں یحییٰ کی خبر دی۔ ساتھ لایا اور یحییٰ کو اُن کے سپرد کر دیا۔ ایک جماعت کا یہ خیال تھا کہ ایک فوج اُسے لے گئی۔ فوج نے دیکھا پہچانا اور گرفتار کر لیا۔ خبیث کو خبر پہنچی۔ نہایت مضطرب ہوا۔ بے قراری بہت بڑھ گئی۔

یحییٰ بن محمد الازرق البحرانی کو ابو احمد کے پاس لایا گیا۔ ابو احمد نے اُسے المعتمد کے پاس سامرا بھیج دیا۔ اُس نے الحیر میں مجبر الحلبہ کے سامنے ایک چبوترہ بنانے کا حکم دیا۔ لوگوں کے سامنے اُس کو چبوترے پر چڑھایا گیا۔ پھر تازیانے مارے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ۹ رجب چارشنبہ کو ایک اونٹ پر سامرا میں داخل ہوا۔ اُس کے دوسرے دن المعتمد بیٹھا۔ یہ پنجشنبہ کا دن تھا۔ دو سو تازیانے مارے گئے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے زور زور سے تلواریں ماری گئیں۔ پھر ذبح کیا گیا پھر جلا دیا گیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ جب یحییٰ البحرانی قتل کیا گیا اور اُس کی خبر صاحب الزنج کو پہنچی تو اُس اُس نے کہا کہ مجھ پر اُس کا قتل بہت گراں گزرا میرا اہتمام اُس کے ساتھ نہایت سخت تھا۔ پھر مجھ سے خطاب کیا گیا کہ اس کا قتل تیرے لئے بہتر ہے کیوں کہ وہ حریص تھا۔ پھر ایک جماعت کی طرف متوجہ ہوا جن میں میں بھی تھا اور کہا کہ اُس کی حرص کا یہ حال تھا کہ ہمیں غنیمت میں بعض چیزیں ملیں۔ اُس میں دو ہار بھی تھے جو یحییٰ کے ہاتھ لگے تو اُس نے اُس میں سے زیادہ قیمتی کو مجھ سے چھپایا اور میرے سامنے کم قیمت کا پیش کیا۔ وہ ہار بھی مجھ سے مانگا۔ میں نے اسے دیدیا۔ پھر مجھ سے اُس ہار کی شکایت کی گئی جو اُس نے چھپایا تھا۔ میں نے اسے بلایا کہ وہ ہار لا جو تو نے چھپایا ہے۔ میرے پاس وہی ہار لایا جو میں اُسے دیا تھا۔ انکار کیا کہ

نہ میں نے اور کوئی ہار لیا ہے نہ میرے پاس ہے۔ میں اس طرح اس کا حال بیان کرنے لگا کہ گویا میں اُسے دیکھتا ہوں۔ وہ متحیر ہو گیا۔ اور وہی ہار میرے پاس لایا۔ مجھ سے مانگا۔ میں نے اُسے دیدیا اور استغفار کا حکم دیا۔

پیغمبری سے باز آیا

محمد بن الحسن سے مذکور ہے کہ محمد بن سمعان نے بیان کیا کہ زنجیوں کے سردار نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر نبوت پیش کی گئی مگر میں نے اُس سے انکار کیا۔

میں نے پوچھا "یہ کیوں"۔

کہا کہ اس لئے کہ اُس کے کچھ اسباب ہیں۔ مجھے یہ خوف ہوا کہ اس بار کو برداشت نہ کر سکوں گا۔

اسی سال ابو احمد بن المتوکل اُس مقام سے کہ صاحب الزنج کے قریب تھا واسط کی طرف ہٹ آیا۔

واسط میں مرکز جنگ

بیان کیا گیا ہے کہ ابو احمد جب نہر ابی الاسد گیا اور وہاں ٹھیر گیا۔ اُس کے ساتھ جو لوگ تھے اُن میں بیماریوں کی کثرت سے موت پھیل گئی۔ وہ وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ جس نے موت سے نجات پائی وہ اپنے مرض سے اچھا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ باذاورد کا رخ کر کے واپس ہوا اور وہیں چھاؤنی بنا لی۔ آلات کے درست کرنے لشکر کو تنخواہیں دینے اور چھوٹی بڑی کشتیوں کے درست کرنے کا حکم دیا اور اُنھیں اُن سرداروں سے بھر دیا جو اُس کے موالی اور غلام تھے خبیث کے لشکر کی جانب چل کھڑا ہوا۔ اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو نہر ابی الخصیب وغیرہ کے ان مقامات کا حکم دیا جو ان کے لئے نامزد کر دئیے تھے۔ ایک جماعت کو اپنے ساتھ رہنے اور اُن مقامات میں اپنے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا جہاں جنگ ہو۔ جس وقت لڑائی شروع ہوئی۔ دونوں گروہ نہر ابی الخصیب کے پاس مل گئے اور ابو احمد اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ہمراہ رہ گیا۔ تو وہ اُس مقام سے اس خوف کی وجہ سے نہ ہٹا کہ مبادا زنجیوں کا حوصلہ بڑھ جائے۔ لوگ نہر منکی کی شور زمین میں تھے۔ ابو احمد کے ساتھیوں کا

اس سے جدا ہو جانا معلوم ہوا تو زنجی بکثرت جمع ہو گئے اور جنگ بھڑک اٹھی۔ دونوں فریق میں سخت خوں ریزی ہوئی۔ ابو احمد کے ساتھیوں نے زنجیوں کے محل و مکانات جلا دیئے۔ عورتوں کی ایک بڑی جماعت کو چھڑا لیا جو قید تھیں۔ زنجیوں نے اپنی جماعت کو اُس مقام کی طرف لوٹایا جہاں ابو احمد تھا۔ الموفق ایک کشتی پر ظاہر ہوا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ عین گرمی معرکہ میں زنجیوں کا انبوہ امنڈ آیا۔ مُوفق سمجھے کہ اپنی قلیل جمعیت کے ساتھ اس کا مقابلہ مناسب نہیں مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ جنگ روک دی جائے۔ اسی بنا پر حملہ آوروں کو کشتیوں میں لوٹنے کا حکم دیا جو نُوُدَہ میں تھیں۔ اکثر آدمیوں کے اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جانے کے بعد ابو احمد اپنی کشتی میں گیا۔ لوگوں کا ایک گروہ رہ گیا جنھوں نے اُن گھنے درختوں اور تنگ راستوں میں پناہ لی۔ وہ لوگ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے۔ ان پر زنجیوں کے پوشیدہ لشکر نکل پڑے۔ انھوں نے مدافعت کی۔ نہایت سخت جنگ ہوئی جس میں بہتیرے کام آئے۔ مقتولوں میں ایک سو سپاہی اور دس افسر تھے جن کے سر صاحب الزنج کے پاس لے گئے۔ اب کیا تھا۔ اُس کے تکبر میں اور اضافہ ہو گیا۔

ابو احمد لشکر کے ساتھ باذ اور د واپس آیا اور وہاں ٹھیر کر اپنے ساتھیوں کو تیار کرنے لگا لشکر کے ایک کنارے سے آگ لگ گئی سخت ہوا چل رہی تھی چھاؤنی جل گئی۔ ابو احمد واپسی کے ارادے سے واسط روانہ ہوا۔ یہ اسی سال شعبان کا واقعہ ہے۔ واسط پہنچا تھا کہ اکثر لوگ علیحدہ ہو گئے۔ ۱۱ شعبان کو الصیمرہ میں نہایت سخت ہولناک آواز ہوئی۔ دوسرے دن پھر وہی آواز سنائی دی۔ یہ اتوار کا دن تھا۔ پہلے دن سے بھی یہ آواز بڑی تھی۔ اس سے اکثر شہر منہدم ہو گیا۔ دیواریں گر پڑیں۔ باشندوں میں سے جیسا کہ کہا گیا تقریباً بیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

بے ادبی کی سزا

ایک شخص ابو فقعس کے نام سے معروف تھا۔ اس کی نسبت شہادت سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو بے سبب

گالیاں دیتا ہے۔ سامرا کے باب العامہ پر اُس کو ایک ہزار بیس تازیانے مارے گئے۔ وہ مر گیا۔ یہ ۷ رمضان پنجشنبہ کا واقعہ ہے۔

۸ رمضان یوم جمعہ کو یارجوخ کی وفات ہوئی۔ ابو عیسیٰ بن المتوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جعفر بن المعتمد نے بھی شرکت کی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا اور الحسن بن زید کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی۔ موسیٰ نے الحسن کے ساتھیوں کو شکست دی۔

اسی سال مسرور البلخی مساور الشاری کے مقابلے سے سامرا واپس آیا۔ اُس کے ساتھ شاریوں کے قیدی تھے۔ اُس نے اپنے لشکر پر جو الحدیثہ میں تھا جعلان کو اپنا نائب بنایا۔ بعد کو بوازیج روانہ ہوا۔ وہاں مساور سے ملا۔ دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ مسرور نے اُس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا۔ ذی الحجہ میں چند دن باقی تھے کہ واپس آگیا۔

اسی سال بغداد کے اندر لوگوں میں ایک وبا پیدا ہوئی جس کا نام اہل بغداد القُفّاع بتاتے تھے۔

اسی سال اکثر حجاج القرعاء سے پیاس کے خوف سے واپس آگئے۔ اُن میں سے وہ سلامت رہا جو مکّے چلا گیا۔

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۵۹ھ

اہم واقعہ ابو احمد بن المتوکل کی واسط سے واپسی، اور ۲۶ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں اُس کی آمد ہے۔ واسط اور اُن اطراف میں جنگ خبیث پر محمد المولد کو اُس نے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ کنجور اسی سال قتل ہوا۔

قتل کنجور

کنجور والی کوفہ تھا۔ وہاں سے بغیر اجازت سامرا کے ارادے سے واپس ہوا۔ لوٹنے کا حکم دیا گیا تو اُس نے

انکار کیا۔ اُسے مال بھیج گیا کہ اپنے ساتھیوں کی تنخواہ تقسیم کر دے۔
مگر اس نے اس پر قناعت نہیں کی اور روانہ ہو گیا یہاں تک کہ ربیع الاول میں
عکبراء پہنچا۔ سامرا سے چند سوار اُس کی جانب روانہ ہوئے جن میں ساتکین و تکین
وعبدالرحمٰن بن مفلح وموسیٰ بن اتامش وغیرہم تھے۔ ان لوگوں نے اُسے ذبح کر دیا۔
اُس کا سر ۲۹ ربیع الاول کو سامرا لایا گیا۔ اُس کے ساتھ کچھ اوپر چالیس ہزار دینار بھی
پہنچائے گئے۔ اُس کے ایک نصرانی کاتب کو خیانت مال سرکار کے الزام میں
ماہ ربیع الآخر میں باب العامہ پر ایک ہزار کوڑے مارے گئے جس سے وہ مر گیا۔

اسی سال شرکب سار بان مرو اور اُس کے نواح پر غالب آگیا اور
اُسے لوٹ لیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث بلخ سے واپس آیا اور قہستان میں قیام کیا
ہراۃ بوشنج اور باذغیس پر اپنے عامل مقرر کئے اور سجستان کی طرف
لوٹ گیا۔

اسی سال عبداللہ السنجری نے یعقوب بن اللیث کو مخالف ہو کر
چھوڑ دیا اور نیسابور کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن طاہر نے قاصدوں اور فقہاء کو
روانہ کیا۔ انھوں نے دونوں کے درمیان آمد ورفت کی اس کے بعد اس نے
اُسے ابطسین وقہستان کا والی بنا دیا۔

اسی سال ۶ رجب کو المہلبی اور یحیٰی بن خلیف الاہواز کے بازار کی نہر لبطی میں
داخل ہوئے۔ وہاں اُنھوں نے مخلوق کثیر کو قتل کیا۔ وہاں کے صاحب المعونۃ کو
بھی قتل کر ڈالا۔

صاحب الحرب کی ہلاکت

بیان کیا گیا ہے کہ قائد الزنج پر اُس آتش زنی کی حالت
پوشیدہ رہی جو ابو احمد کے لشکر باذاورد میں ہوئی تھی۔
چنانچہ اسے اس کی خبر تین دن کے بعد عباداں کے دو شخصوں سے
معلوم ہوئی۔ وہ فساد کے لئے پلٹا۔ اُس کی رسد منقطع ہو گئی تھی۔ اُس نے
علی بن ابان المہلبی کو کھڑا کے بہت سا لشکر اُس کے ساتھ کر دیا۔ سلیمان
بن جامع بھی اُس کے ساتھ روانہ ہوا۔ وہ لشکر اُسی کے ساتھ کر دیا گیا تھا جو

یحییٰ بن محمد البحرانی اور سلیمان بن موسیٰ الشعرانی کے ساتھ تھا۔ سوار اُس کے ساتھ کئے گئے تھے اور بقیہ لوگ علی ابان المہلبی کے ساتھ۔ اُس زمانے میں الاہواز کا متولی اصغجون تھا۔ اُس کے ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ نیزک بھی تھا۔ علی بن ابان اپنے زنجیوں کے ساتھ اُن لوگوں کی جانب روانہ ہوا۔ اصغجون نے بھی اُسے دیکھ لیا۔ وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چل اٹھ کھڑا ہوا۔ صحرائے دستماران میں دونوں لشکر مل گئے۔ یہ اصغجون کی موت کا دن تھا۔ نیزک اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ قتل کیا گیا۔ اصغجون غرق ہو گیا۔ الحسن بن ہرثمہ عرف الشار اور الحسن بن جعفر عرف زادشار قید ہو گئے۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے الحسن بن الشار نے بیان کیا کہا کہ ہم لوگ اُس دن اصغجون کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلے مگر ہمارے ساتھی نہ ٹھہرے اور بھاگے۔ نیزک قتل کیا گیا اور اصغجون گم ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اپنے گھوڑے سے اُترا۔ دل میں یہ ارادہ کیا کہ میں اُس اونٹنی کی دُم پکڑوں جو میرے ساتھ تھی۔ زبردستی نہر میں ڈال دوں اور اُس کے ذریعے نجات حاصل کروں۔ میرے غلام نے سبقت کی۔ وہ بچ گیا اور مجھے چھوڑ گیا۔ میں موسیٰ بن جعفر کے پاس آیا کہ اُس کے ساتھ نجات پاؤں۔ وہ ایک کشتی میں سوار ہو کے روانہ ہو گیا۔ میرے لئے نہ ٹھیرا۔ میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی۔ اُس کے پاس آیا اور اُس میں سوار ہو گیا۔ بہت لوگ میرے پاس جمع ہو گئے۔ اور سوار ہونے کی خواہش کرنے لگے۔ کشتی میں لٹک گئے یہاں تک کہ اُسے ڈبو دیا۔ کشتی الٹ گئی۔ میں اُس کی پشت پر چڑھ گیا۔ وہ لوگ میرے پاس سے چلے گئے۔ زنجیوں نے مجھے دیکھا۔ تیر برسانے لگے۔ جب مجھے مرنے کا اندیشہ ہوا تو میں نے کہا کہ تیراندازی سے باز آؤ اور کوئی چیز میری طرف ڈالو کہ اُس میں لٹک کے تمہارے پاس آجاؤں۔ اُنھوں نے ایک نیزہ میری جانب بڑھا دیا جسے میں نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ان کے پاس چلا گیا۔

الحسن بن جعفر کو اُس کے بھائی نے ایک گھوڑے پر سوار کر کے

تیار کیا کہ اُسے اپنے اور امیر لشکر کے درمیان سفیر بنائے۔ جب شکست ہوگئی تو وہ نجات کی تلاش میں جلدی کرنے لگا۔ گھوڑے نے گرادیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔

علی بن ابان نے خبیث کو اس جنگ کا حال لکھا۔ بہت سے سر اور جھنڈے اس کے پاس روانہ کئے۔ الحسن بن الشعار اور الحسن بن جعفر اور احمد بن روح کو روانہ کیا۔ اس نے ان قیدیوں کو قید خانے کا حکم دیا۔ علی بن ابان الاہواز میں داخل ہوا۔ وہاں قیام کر کے فساد کرتا رہا یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا خبیث کی جنگ کے لئے نامزد ہوا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے اُس کی جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ ۱۷ ذیقعدہ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ نے شہر پناہ کے باہر تک اس کی مشایعت کی اور وہاں اُسے خلعت دیا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا کی جانب سے قائد الزنج کی جنگ کے لئے عبد الرحمٰن بن مفلح الاہواز اور اسحاق بن کنداج بصرہ اور ابراہیم بن سیما باذ آورد پہنچا۔

تیاریاں

بیان کیا گیا ہے کہ ابن مفلح جب الاہواز پہنچا تو اربک کے پل پر دس دن تک ٹھہر کے المہلبی کی جانب گیا۔ اس سے جنگ کی۔ اُسے المہلبی نے شکست دی وہ واپس ہوا اور تیاری کی۔ پھر لوٹا اور نہایت سخت جنگ کی۔ بہتیرے زنجی مار ڈالے اور بہت سے قیدی گرفتار کئے۔ علی بن ابان بھاگا۔ اُسے اور اُس کے ساتھ کے زنجیوں کو شکست ہوئی یہاں تک کہ وہ لوگ بیان میں پہنچ گئے۔ خبیث نے ان کے لوٹانے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ خوف کی وجہ سے نہ لوٹے۔ جب اُس نے یہ دیکھا تو انہیں اپنے لشکر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ سب کے سب داخل ہوگئے اور اُسی کے شہر میں ٹھہر گئے۔ عبد الرحمٰن قلعۃ المہدی پہنچا کہ وہاں چھاؤنی قائم کرے۔ خبیث نے علی بن ابان کو اُس کی جانب روانہ کیا۔ اُس نے جنگ کی مگر اس پر غالب نہ آیا۔ علی اُس موضع کے ارادے سے روانہ ہوا جو الدکر کے نام سے مشہور ہے۔ ابراہیم بن سیما اُس زمانے میں باذ آورد میں تھا۔ ابراہیم نے اُس سے جنگ کی۔ علی بن ابان کو شکست ہوئی۔ دوبارہ پلٹا تو ابراہیم نے

پھر شکست دی۔ وہ رات میں چلا۔ اپنے ساتھ راہبروں کو لے لیا۔ وہ لوگ اسے گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں لے گئے یہاں تک کہ نہر یحییٰ پہنچا۔ اُس کی اطلاع عبدالرحمن کو پہنچی تو اُس نے طاشتمر کو موالی کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا مگر راستے کے دشوار گزار ہونے کے باعث وہ نہ پہنچ سکا۔ نیستان تھا۔ بانسوں سے راہ رُکی ہوئی تھی۔ اُس نے آگ لگادی۔ وہ اُس میں سے بھاگتے ہوئے نکلے۔ اُس نے گرفتار کئے فتح کرکے قیدیوں کے ساتھ عبدالرحمن بن مفلح کے پاس واپس آیا۔ علی روانہ ہوا یہاں تک کہ نسوخ پہنچا۔ وہاں اُن لوگوں کے ساتھ قیام کیا جو اُس کے ساتھیوں میں سے اُس کے ہمراہ تھے۔ اس کی خبر عبدالرحمن بن مفلح کو پہنچ گئی۔ اُس نے العمود کی طرف توجہ کی۔ وہاں پہنچ کے ٹھہر گیا۔ علی بن ابان نہر السدرہ کی طرف گیا۔ خط لکھا خبیث سے مدد چاہی اور کشتیاں بھیجنے کی درخواست کی۔ اُس نے تیرہ کشتیاں روانہ کیں جن میں اُس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت تھی۔ کشتیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا یہاں تک کہ عبدالرحمن کے پاس پہنچ گیا۔ عبدالرحمن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی جانب نکلا مگر دونوں میں کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اُس روز دونوں لشکر ٹھیرے رہے۔ جب رات ہوئی تو علی بن ابان نے اپنے ساتھیوں میں سے اُس جماعت کو منتخب کیا۔ جن کی قوت وصبر پر اُسے بھروسہ تھا۔ اُن کے ساتھ روانہ ہوا۔ سلیمان بن موسیٰ الشعرانی ہمرکاب تھا۔ باقی لشکر کو وہیں اپنی جگہ پر چھوڑ گیا کہ اُس کا حال پوشیدہ رہے۔ وہ عبدالرحمن کے پیچھے سے گیا اور اُس کے لشکر میں شب خون مارا مگر کچھ مطلب حاصل نہ ہوا۔ عبدالرحمن اُس سے کنارہ ہو گیا۔ چار کشتیوں کو خالی کر دیا۔ انھیں علی نے لے لیا اور واپس ہو گیا۔ عبدالرحمن اپنے سامنے کے رخ روانہ ہو کے الدولاب پہنچا۔ وہیں ٹھیر گیا۔ کچھ آدمیوں کو تیار کرکے اُن پر طاشتمر کو والی بنایا اور انھیں علی بن ابان کی جانب روانہ کر دیا۔ اُن لوگوں نے اُسے بیاب آزر کے نواح میں پایا۔ جنگ کی۔ وہ بھاگا۔ طاشتمر نے عبدالرحمن کو بھاگنے کا حال لکھدیا۔ عبدالرحمن مع اپنے لشکر کے آیا۔ العمود پہنچ کے ٹھہر گیا۔

ساتھیوں کو جنگ کے لئے مستعد کیا۔ کشتیاں درست کیں اور اُن پر طاشتمر کو والی بنایا۔ وہ وہاں نہر السدرہ کی جانب روانہ ہوا علی بن ابان سے ایسی جنگ کی کہ علی بھاگا۔ اس نے اس سے دس کشتیاں لے لیں۔ علی شکست وہزیمت اٹھا کے خبیث کے پاس لوٹا۔ عبدالرحمن فوراً روانہ ہوا۔ بیان میں پڑاو کیا۔ عبدالرحمن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما باری باری ایک دن بیچ خبیث کے لشکر کی طرف جانے لگے اور اُس سے جنگ کرنے لگے۔ جو لوگ اُس کے لشکر میں تھے اُنھیں خائف کرنے لگے۔ اسحاق بن کنداج اُس زمانے میں بصرہ میں مقیم تھا کہ خبیث کے لشکر سے رسد منقطع ہو چکی تھی۔ خبیث اُس دن اپنے ساتھیوں کو جمع کرتا تھا جس دن اُسے عبدالرحمن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما کے پہنچنے کا خوف ہوتا تھا یہاں تک کہ جنگ ختم ہو جاتی تھی وہ اُن میں سے ایک گروہ کو بصرے کی جانب واپس کر دیتا تھا۔ اُن سے اسحاق بن کنداج جنگ کرتا تھا۔ اسی حالت میں کچھ اوپر دس مہینے ٹھیرے رہے یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کو خبیث کی جنگ سے واپس بلا کے مسرور البلخی کو مقرر کیا گیا۔ یہ خبر اُس خبیث کو بھی پہنچ گئی۔

اسی سال الحسن بن زید قومس پر غالب آگیا اور وہاں اُس کے ساتھی داخل ہو گئے۔

اسی سال محمد بن الفضل بن سنان القزوینی اور وہسوذان بن جستان الدیلمی کے درمیان جنگ ہوئی۔ محمد بن الفضل نے وہسوذان کو شکست دی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا نے الصلابی کو رے کا والی بنایا کیغلغ نے تکین پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ لہٰذا اصلابی کی روانگی شتابی سے ہوئی۔

اسی سال صاحب الروم سمیساط پر غالب آگیا۔ اس کے بعد ملطیہ پر اُترا۔ باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔ اہل ملطیہ نے جنگ کی اور اُسے شکست دی۔ احمد بن محمد القابوس نے نصر الاقریطشی کو طریق البطارقہ میں قتل کر دیا۔

اسی سال الاہواز سے زنجیوں کی وہ جماعت سامرا روانہ کی گئی جو قید کئے گئے تھے۔ سامرا کے عوام نے ان پر حملہ کر کے اکثر کو قتل کر دیا۔

لڑکے مار ڈالے گئے۔ مائیں رونے کو رہ گئیں۔

اسی سال یعقوب بن اللیث نیشاپور میں داخل ہوا۔

یعقوب نیشاپور میں

بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب بن اللیث ہراۃ کی جانب گیا۔ پھر نیشاپور کا قصد کیا۔ جب قریب ہوا اور داخل ہونے کا ارادہ کیا تو محمد بن طاہر نے ملنے کے لئے اُس سے اجازت طلب کی جو نہیں ملی۔ اس نے اپنے چچاؤں اور گھر والوں کو بھیجا جو اُس سے ملے۔ ۴ شوال کو عشاء کے وقت نیشاپور میں داخل ہوا۔ داؤد آباد میں اُترا محمد بن طاہر سوار ہو کے اُس کے پاس گیا۔ خیمے میں داخل ہوا۔ اُس نے حال دریافت کیا۔ عمل میں کمی کرنے پر ملامت کی پھر واپس ہو گیا۔ عزیز بن السری کو وکیل بنانے کا حکم دیا۔ محمد بن طاہر کو واپس کر دیا اور عزیز کو نیشاپور کا والی بنایا۔ محمد بن طاہر اور اُس کے گھر والوں کو قید کر دیا۔ سلطنت کو خبر پہنچی تو حاتم بن زیرک بن سلام کو اُس کے پاس روانہ کیا۔

۲۰ ذی القعدہ کو یعقوب کے معروضے پہنچے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا جعفر بن المعتمد اور ابو احمد بن المتوکل ایوان خلافت میں بیٹھے۔ سردار حاضر ہوئے۔ یعقوب کے قاصدوں کو اجازت دی گئی۔ قاصدوں نے اہل خراسان کا حال بیان کیا۔ شادی (خارجی) اور مخالفین اُس پر غالب آ گئے ہیں۔ محمد بن طاہر کمزور ہو گیا ہے۔ اہل خراسان کی یعقوب سے مراسلت کا۔ یعقوب کو بلانے کا۔ اُس سے مدد مانگنے کا ذکر کیا۔ کہ وہ اُس طرف گیا تو جب وہ نیشاپور سے دس فرسخ پر تھا تو اس کے پاس وہاں کے باشندے گئے اور اُنھوں نے اُسے اُس کے سپرد کر دیا۔ اس طرح یعقوب نیشاپور میں داخل ہوا۔

ابو احمد اور عبید اللہ بن یحییٰ نے قاصدوں سے کہا کہ یعقوب نے جو کچھ کیا امیر المومنین اُس سے موافقت نہیں کرتے۔ اُسے حکم دیتے ہیں کہ اپنی خدمت پر واپس جائے مناسب نہیں کہ بغیر حکم کے ایسا کرتا۔ لہذا اُسے واپس ہو جانا چاہیئے۔ اگر اُس نے ایسا کیا تو وہ دوستوں میں شمار ہو گا ورنہ اس کے لئے

اس کے سوا کچھ نہ ہوگا جو مخالفین کے لئے ہوتا ہے۔ قاصدوں کو اس جواب کے ساتھ واپس کیا گیا۔ وہ پہنچے اور اُس نے ان میں سے ہر ایک کو ایسا خلعت دیا جس میں تین تین کپڑے تھے۔

وہ لوگ نیزے پر ایک سر لائے تھے جس میں ایک رقعہ تھا کہ اُس میں یہ تحریر تھا "یہ اللہ کے دشمن عبد الرحمٰن الخارجی ساکن ہراة کا سر ہے جو تیس برس سے مدعیٔ خلافت تھا جسے یعقوب بن اللیث نے قتل کیا"۔

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس عرف بُریہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات سنہ ۲۶۰ھ

منجملہ اُن واقعات کے جو اس سال ہوئے مساور الشاری کے کردوں میں سے ایک شخص کا محمد بن ہارون بن المعمر کو قتل کرنا ہے جس کو اُس نے سامرا کے ارادے سے ایک کشتی میں پا کے قتل کر دیا اور اُس کا سر مساور کے پاس لے گیا۔ جمادی الآخرہ میں ربیعہ نے اُس کے خون کا دعویٰ کیا۔ مسرور البلخی اور سرداروں کی ایک جماعت کو مساور پر راستہ بند کرنے کے لئے نامزد کیا گیا۔

اسی سال قائد الزنج نے علی بن زید العلوی امیر کوفہ کو قتل کر دیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث نے الحسن بن زید الطالبی سے جنگ کی۔ اُسے شکست دی اور طبرستان میں داخل ہو گیا۔

عروج صفّار

یعقوب کے حالات سے خبر رکھنے والوں کی ایک جماعت نے مجھے خبر دی کہ عبد اللہ السجزیؒ سجستان پر فخر کیا کرتا تھا۔ یعقوب نے اس پر غصہ کیا۔ عبد اللہ اُس سے علیحدہ ہو کے محمد بن طاہر سے

نیشاپور میں مل گیا۔ جب یعقوب نیشاپور گیا تو عبداللہ بھاگا اور الحسن بن زید سے مل گیا۔ وہ معاملہ جو یعقوب اور محمد بن طاہر کے درمیان ہوا تھا کہ پہلے اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ یعقوب اس کے پیچھے روانہ ہوا۔ وہ طبرستان کے راستے میں اسفرائیم اور اس کے نواح میں گذرا۔ وہاں ایک شخص تھا جسے میں بھی پہچانتا تھا کہ وہ حدیث کا طالب العلم تھا۔ اس کا نام بدیل الکشی تھا۔ پرہیزگار تھا۔ امر بالمعروف میں سرگرم رہتا۔ اس نواح کے اکثر باشندوں نے اسے قبول کر لیا تھا۔ جب یعقوب وہاں اترا تو اس کے پاس قاصد بھیجا کہ پرہیزگاری میں وہ بھی اسی کے مثل ہے اور وہ اسی کے ساتھ ہے۔ اس کی خوشامد کرتا رہا یہاں تک کہ بدیل اس کے پاس گیا۔ جب وہ اس کے قابو میں آگیا تو قید کر کے اپنے ساتھ طبرستان لے گیا۔ ساریہ کے قریب پہنچا تو الحسن بن زید سے ملاقات ہوئی۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب نے الحسن بن زید کے پاس کسی کو بھیجکر یہ درخواست کی کہ عبداللہ السجزی کو میرے پاس بھیجدیں۔ تو پھر میں لوٹ جاؤں گا۔ طبرستان کا محض عبداللہ کی وجہ سے قصد کیا ہے نہ کہ الحسن سے جنگ کے لئے۔ الحسن بن زید نے سپرد کرنے سے انکار کیا۔ یعقوب نے اعلان جنگ دیا۔ دونوں کے لشکر مل گئے اور جنگ ہوئی مگر نہ ہونے کی سی ہوئی۔ الحسن بن زید کو شکست ہوئی وہ الشیرزا اور دیلم چلے گئے۔ یعقوب ساریہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے آمل کی طرف بڑھا۔ باشندوں سے ایک سال کا خراج وصول کیا۔ آمل سے الحسن بن زید کی تلاش میں الشیرز کی جانب روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طبرستان کے ایک پہاڑ تک پہنچا جہاں بارش نے روک لیا۔ جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا بارش پے درپے تقریباً چالیس دن تک ہوتی رہی۔ بڑی مشکلوں کے ساتھ وہاں سے نکل سکا۔

جیسا کہ مجھ سے کہا گیا ہے۔ یعقوب ایک پہاڑ پر چڑھ گیا تھا جب اترنے کا قصد کیا تو بغیر آدمیوں کی نشست پر لدے ہوئے ممکن نہ ہوا۔ اکثر جانور ہلاک ہو گئے۔ الحسن بن زید کے بعد الشیرز میں داخل ہونے کا قصد کیا۔

مجھ سے اُس نواح کے بعض رہنے والوں نے بیان کیا کہ راستے تک پہنچکر ٹھیر گیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ٹھیرنے کا حکم دیا۔ اُن کے آگے آگے سوچتا ہوا بڑھا پھر واپس ہوا اور اُنھیں بھی واپس ہونے حکم دیا کہ اگر اس راستے کے سوا اُس کا کوئی راستہ نہیں ہے تو اُس کا راستہ ہی نہیں ہے۔

مجھے اُسی شخص نے خبر دی کہ اُس علاقے کی عورتوں نے اپنے مردوں سے کہا کہ تم لوگ اُسے بلاؤ کہ وہ اس راستے میں داخل ہو کیوں کہ وہ اگر داخل ہو گیا تو ہم اُس کے معاملے میں تمھیں کافی ہوں گے۔ تمھارے لئے اُس کا گھیر لینا ہے۔ قید کرنا ہمارے ذمے ہوگا۔ پھر جب وہ پلٹنے کے ارادے سے واپس ہو کے حدود طبرستان سے روانہ ہو گیا تو اپنے آدمیوں کو پھیلا دیا۔ اُن میں سے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا چالیس ہزار کھو گئے۔ اکثر گھوڑے اور اونٹ اور اسباب جاتا رہا۔ اور بیان کیا گیا کہ اُس نے سلطان کو ایک خط لکھا۔

خلافت کو عرضداشت

یعقوب نے دار الخلافہ میں عرضی گزرانی کہ میں نے حسن بن زید کا قصد کیا۔ جرجان سے طمیس گیا۔ اُسے فتح کر لیا۔ پھر ساریہ اس حالت میں گیا کہ الحسن بن زید نے پلوں کو تباہ کر دیا تھا۔ پار ہونے کی کشتیاں اٹھالی تھیں اور راستوں کو پاٹ دیا تھا۔ الحسن بن زید نے باب ساریہ پر چھاؤنی قائم کر لی تھی۔ بڑے بڑے کوہستانی میدانوں کو محفوظ کر لیا تھا۔ خرشاد بن جیلا و صاحب الدیلم نے اُس کی مدد کی تھی۔ اُن لوگوں کے باعث اُس کی طاقت بڑھ گئی تھی جو طبرستان و دیلم و خراسان و قم و قہستان و شام و جزیرہ وغیرہا سے اُس کے پاس جمع ہو گئے تھے میں نے اُسے شکست دی اور اتنی تعداد کو قتل کیا کہ میرے زمانے میں اُس تعداد کو کوئی تعداد نہیں پہنچی۔ آل ابی طالب میں ستر افراد میں نے قید کر لئے۔ یہ رجب کا واقعہ ہے الحسن بن زید الشرز کی جانب چلے گئے۔ دیلمی اس کے ساتھ تھے۔

اسی سال اکثر بلاد اسلام میں سخت گرانی ہو گئی۔ جیسا کہ بیان کیا گیا شدت گرانی سے مکے سے لوگ مدینے وغیرہ شہروں میں نکل گئے۔ عامل بھی وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس کا نام بریہ تھا۔ بغداد میں بھی بھاؤ چڑھ گیا تھا

ایک کُرجو ایک سو بیس دینار کو اور گیہوں ایک سو پچاس دینار کو ہو گیا تھا۔ مہینوں تک ایسا رہا۔

اسی سال اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر دیا۔ بکتمر کو عامل بنایا گیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث جب طبرستان سے واپس ہوا تو رے کی جانب گیا۔ جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا اُس کے وہاں جانے کا سبب عبداللہ السجزی کا یعقوب سے پناہ مانگ کر الصلابی کے پاس جانا ہے۔ جب یعقوب رے کے قریب پہنچا تو الصلابی کو ایک خط لکھا کہ عبداللہ السجزی کو میرے سپرد کر دے تو میں واپس جاؤں۔ علاقے سے تعرض نہ کروں۔ ورنہ جنگ ہو گی۔ الصلابی نے جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا عبداللہ کو اُس کے سپرد کر دیا۔ یعقوب نے اُسے قتل کر دیا اور الصلابی کے علاقے سے واپس ہو گیا۔

اسی سال العلاء بن احمد الازدی قتل کیا گیا۔

قتل ازدی

بیان کیا گیا ہے کہ العلاء بن احمد کو فالج ہو گیا تھا۔ وہ بیکار ہو گیا تو سلطنت نے ابوالرُدینی عمر بن علی بن عمر کو ولایت آذربیجان کے لئے لکھا جو اس کے قبل العلاء کے سپرد تھی۔ ابوالردینی وہاں گیا کہ اُسے العلاء سے اپنے قبضے میں لے لے۔ العلاء ایک قبے میں سے ماہ رمضان میں ابوالردینی کی جنگ کے لئے نکلا۔ ابوالردینی کے ساتھ شاریوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ العلاء قتل کر دیا گیا۔ مذکور ہے کہ اُس نے چند آدمیوں کو اس مال کے اٹھانے کو بھیجا جو العلاء چھوڑ گیا تھا۔ اُس کے قلعے سے اتنا مال اٹھایا گیا جس کی قیمت ستائیس لاکھ درہم کو پہنچی۔

اسی سال رومیوں نے لؤلؤہ کو مسلمانوں سے لے لیا۔

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی عرف بُریہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات سنہ ۲۶۱ھ

اس سال کا اہم واقعہ الحسن بن زید کا دیلم سے طبرستان واپس آنا اور شالوس کو جلانا ہے اس وجہ سے کہ اُن سے یعقوب کی دوستی تھی۔ اُن کی جائدادیں بطور جاگیر دیلمیوں کو دے دیں۔

اسی سال سلطنت نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو اُن حجاج کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ جو خراسان اور رے اور طبرستان اور جرجان سے بغداد آئے تھے۔ اس نے اسی سال صفر میں اُنھیں جمع کیا۔ انھیں ایک فرمان سنایا گیا کہ خلافت نے یعقوب بن اللیث کو خراسان کا والی نہیں بنایا ہے۔ حکم تھا کہ اُس سے علیحدہ رہیں۔ اس لئے کہ خراسان میں اُس کا داخل ہونا اور محمد بن طاہر کو قید کرنا نہایت ناروا امر تھا۔

اسی سال عبد اللہ بن الواثق کی وفات دغاباز یعقوب کے لشکر میں ہوئی

اسی سال جمادی الآخرہ میں مساور الشاری نے یحییٰ بن حفص کو قتل کر دیا جو کرخ جدان میں طریق خراسان کا والی تھا۔ مسرور البلخی اُس کی تلاش میں روانہ ہوا۔ ابو احمد بن المتوکل اُس کے پیچھے گیا۔ مساور ہٹ گیا اور نہیں ملا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں ابو ہاشم داؤد بن سلیمان الجعفری ہلاک ہوا۔

اسی سال محمد بن واصل اور عبد الرحمٰن بن مفلح اور طاشتمر کے درمیان رام ہرمز میں جنگ ہوئی۔ ابن واصل نے طاشتمر کو قتل اور ابن مفلح کو قید کر لیا۔

خانۂ خالی	اس کا سبب جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا یہ ہوا کہ ابن واصل نے الحارث بن سیما کو قتل کر دیا جو فارس میں عامل تھا۔

اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر فارس اور الاہواز اور بصرہ اور البحرین اور الیمامہ بھی موسیٰ بن بغا کے ماتحت کر دیا گیا۔ ملک مشرق پہلے ہی سے اس کے سپرد تھا۔ موسیٰ بن بغا نے عبد الرحمٰن بن مفلح کو اہواز بھیج کر اہواز و فارس کی حکومت تفویض کی۔

طاشتمر کو اُس کے ماتحت کر دیا۔ ابن واصل کو موسیٰ کے اس فعل کی خبر ملی کہ ابن مفلح فارس اُس کے قصد سے روانہ ہو گیا ہے۔ وہ اس کے قبل بصرے کے علاقے میں خارجی کی جنگ پر الاہواز میں مقیم تھا۔ ابن واصل نے اس پر چڑھائی کی۔ دونوں رام ہرمز میں مل گئے۔ ابوداؤد ابن واصل کا مددگار ہو کر اس سے مل گیا۔ ابن مفلح پر کامیاب ہو گیا۔ اُسے قید کر لیا۔ طاشتمر کو قتل کر دیا اور ابن مفلح کے لشکر کو تباہ کر ڈالا ۔ ابن مفلح اسی کے قبضے میں رہا یہانتک کہ اُسے بھی قتل کر دیا۔ حالانکہ سلطنت نے اسماعیل بن اسحاق کو ابن مفلح کے رہا کرانے کو ابن واصل کے پاس روانہ کیا تھا۔ مگر ابن واصل نے قبول نہ کیا۔

دیو می گیرد

ابن مفلح سے فارغ ہوا تو یہ ظاہر کر کے روانہ ہوا کہ اُس کا قصد موسیٰ بن بغا کی جنگ کے لئے واسط کا ہے۔ یہانتک کہ الاہواز پہنچا۔ وہاں ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ ابن سیما تھا۔ جب موسیٰ بن بغا نے معاملے کی شدت اور مشرق کے نواح پر زبردستی قبضہ کرنے والوں کی کثرت دیکھی کہ اُس کے لئے ان کے مقابلے کا کوئی انتظام نہیں ہے تو درخواست کی کہ اُسے مشرق کے اعمال سے معاف کر دیا جائے۔ اُسے اُن اعمال سے معاف کر دیا گیا۔ ابواحمد کے ماتحت کر دیا گیا اور اُس پر ابواحمد بن المتوکل کو والی بنا دیا گیا۔ موسیٰ بن بغا مع اپنے عمال کے واسط سے اعمال مشرق سے مستعفی ہو کر سلطنت کے دروازے پر واپس آگیا۔

اسی سال ابوالساج کو الاہواز اور قائد الزنج کی جنگ کا والی بنایا گیا۔ وہ عبدالرحمان بن مفلح کے علاقۂ فارس روانہ ہونے کے بعد اُدھر روانہ ہو گیا۔

اسی سال ابوالساج کے خسر عبدالرحمٰن اور علی بن ابان کے درمیان علاقہ الدولاب میں جنگ ہوئی جس میں عبدالرحمٰن قتل کیا گیا۔ ابوالساج عسکر مکرم کے لشکر کی طرف ہٹ گیا۔ زنجی اہواز میں داخل ہو گئے۔ باشندوں کو قتل و قید کیا۔ گھروں کو لوٹ لیا اور جلا دیا۔ ابوالساج کو اُس کی خدمت سے واپس کیا گیا۔ اور ابراہیم بن سیما کو اس پر والی بنایا گیا۔ وہ اپنے اس عمل میں برابر مقیم رہا یہانتک کہ موسیٰ بن بغا کے عمل مشرق سے واپس ہونے سے وہ بھی

واپس ہو گیا۔

اسی سال محمد بن اوس البلخی کو طریق خراسان کا والی بنایا گیا۔

جب عمل مشرق ابو احمد کے ماتحت کیا گیا تو اسی سال شعبان میں مسرور البلخی کو الاہواز و بصرہ و کور دجلہ و یمامہ و بحرین اور قائد الزنج کی جنگ کا والی بنایا گیا۔

اسی سال نصر بن احمد بن اسد السامانی کو ماوراء نہر بلخ کا والی بنایا گیا۔ یہ اسی سال رمضان میں ہوا۔ اُسے اُس کی ولایت کے لئے لکھ دیا گیا۔

اسی سال شوال میں یعقوب بن اللیث نے فارس پر چڑھائی کی۔ ابن واصل الاہواز میں مقیم تھا۔ وہاں سے فارس واپس ہوا۔ ذی القعدہ میں مقابلہ ہوا۔ یعقوب نے شکست دی۔ لشکر کو تباہ کر دیا۔ خُرّمہ میں ابن واصل کے قلعے میں (لشکر کو) بھیجا۔ جو کچھ اس میں تھا سب لے لیا۔ بیان کیا گیا کہ جو کچھ یعقوب نے وہاں سے لیا اُس کی قیمت چار کرور درہم تھی۔ ابن واصل کے ماموں مرداس کو قید کر لیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث کے ساتھیوں نے موسیٰ بن مہران کردی سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ جنگ کی اس وجہ سے کہ اُن کی دوستی محمد بن واصل سے تھی انھیں ان لوگوں نے قتل کر دیا اور موسیٰ بن مہران بھاگ گیا۔

ولایت عہد

اسی سال ۱۲ شوال کو المعتمد نے دارالعامہ میں دربار کیا۔ اپنے فرزند جعفر کو ولی عہد بنایا۔ اُس کا نام المفوض الی اللہ رکھا۔ مغرب کا والی بنایا۔ موسیٰ بن بغا کو اُس کے ماتحت کیا۔ افریقیہ مصر شام الجزیرہ موصل ارمینیہ طریق خراسان مہرجانقذق اور حلوان کی ولایت دی۔ اپنے بھائی ابو احمد کو جعفر کے بعد ولی عہد ٹھہرایا اور اُسے مشرق پر والی بنایا۔ مسرور البلخی کو اُس کے ماتحت کیا اور اُسے بغداد السواد کوفہ طریق مکہ مدینہ یمن کسکر کور دجلہ الاہواز فارس اصبہان قم الکرج الدینور رے زنجان قزوین خراسان طبرستان جرجان کرمان سجستان اور سندھ کی ولایت دی۔ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دو دو جھنڈے ایک سیاہ اور ایک سفید مقرر کئے۔ یہ شرط کی کہ

اگر المعتمد کو موت کا حادثہ پیش آجائے اور جعفر حکومت کے قابل نہ ہو تو حکومت ابو احمد کے لئے ہوگی اس کے بعد جعفر کے لئے۔ اس پر لوگوں سے بیعت لے لی گئی۔ فرمان کی نقلیں شائع کر دی گئیں۔ ایک نقل الحسن بن محمد بن ابی الشوارب کے ساتھ بھیجی گئی کہ اُسے کعبے میں لٹکا دے۔ جعفر المفوض نے شوال میں موسیٰ بن بغا کو مغرب کی ولایت دی اور محمد المولد کے ہمراہ اُسے اس عہدے کی خبر بھیجدی۔

اسی سال محمد بن زیدویہ نے یعقوب بن اللیث کو چھوڑ دیا۔ اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ اُس کے لشکر سے کنارہ کشی کر لی۔ ابوالساج کے پاس چلا گیا۔ اور اُس کے ساتھ الاہواز میں مقیم ہو گیا۔ سامرا سے ایک خلعت بھیجا گیا۔ زیدویہ نے الحسن بن طاہر بن عبداللہ کو اپنے ہمراہ خراسان روانہ کرنے کی درخواست کی۔ ۷ ذی الحجہ کو مسرور البلخی ابو احمد کا مقدمہ بنکر سامرا سے روانہ ہوا۔ اُسے اور اُس کے چونتیس سرداروں کو جیسا کہ بیان کیا گیا خلعت دیا گیا۔ دونوں ولی عہد نے اُس کی مشایعت کی۔ ۱۲ ذی الحجہ کو سامرا سے روانہ ہو کر الموفق اُس کے پیچھے گیا۔

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال مکے میں حج کے بعد الحسن بن محمد بن ابی الشوارب کا انتقال ہوا۔

واقعات سنہ ۲۶۲ھ

یعقوب بن اللیث محرم میں رام ہرمز پہنچا۔ بغراج اور اسماعیل بن اسحاق کو خلافت نے یعقوب کے پاس سفیر بنا کے بھیجا۔ یعقوب بن اللیث کے جو رشتہ دار قید تھے۔ رہا کئے گئے۔ محمد بن طاہر کے ساتھ جو برتاؤ اُس نے کیا تھا اس سے ناخوش ہو کے اُس کے غلام وصیف کو اور وہاں جتنے رشتہ دار تھے سب کو قید کر لیا گیا تھا۔ یعقوب کے رام ہرمز پہنچنے کے بعد

رہا کر دیا گیا۔ یہ ۵ ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ اسماعیل بن اسحاق یعقوب کے پاس سے آیا اور اُس کے پاس سے پیام لے کے سامرا روانہ ہوا۔ ابو احمد نے بغداد میں دربار کیا۔ تاجروں کی ایک جماعت کو بلایا اور اُن سے کہا کہ امیر المومنین نے یعقوب بن اللیث کو خراسان، طبرستان، جرجان، رے، فارس اور بغداد کی پولیس پر والی بنانے کا حکم دیا ہے۔ دربار میں یعقوب کا ساتھی درہم بن نصر حاضر تھا۔ المعتمد نے درہم کو سامرا سے یعقوب کے پاس اس معروضے کا جواب دے کے واپس کیا تھا جس میں یعقوب نے اپنے لئے درخواست کی تھی اُس کے ہمراہ اُس نے اس کے پاس عمر بن سیما و محمد بن ترکشہ کو بھیجا تھا۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں ابن زیدویہ کے قاصد اُس کے پاس سے پیام لے کے بغداد پہنچے۔ ابو احمد نے اُسے خلعت دیا۔

اسی سال وہ لوگ جو یعقوب بن اللیث کے پاس گئے تھے۔ واپس آئے اور یہ اطلاع دی کہ وہ اُس پر راضی نہیں ہے۔ یعقوب لشکر مکرم سے روانہ ہو گیا۔ تو ابو الساج اُس کے پاس گیا۔ یعقوب نے اُس کی بزرگداشت کی۔ اکرام سے پیش آیا اور اچھے سلوک کئے۔ قاصد جواب لے کے المعتمد کے لشکر میں یوم شنبہ ۳ جمادی الآخرہ کو سامرا کے قائم مقام کے پاس لوٹے۔ المعتمد نے سامرا پر اپنے فرزند جعفر کو اپنا قائم مقام بنا دیا تھا۔ محمد المولد اُس کے ماتحت تھا۔ وہاں سے سہ شنبہ ۶ جمادی الآخرہ کو روانہ ہوا اور ۱۳ جمادی الآخرہ یوم چہارشنبہ کو بغداد پہنچا۔ کنارے کنارے چل کے زعفرانیہ میں منزل کی اور اپنے بھائی ابو احمد کو الزعفرانیہ سے آگے روانہ کر دیا۔

یعقوب مع اپنے لشکر کے عسکر مکرم سے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ واسط سے ایک فرسخ رہ گیا۔ اُس نے وہاں پانی کا ایک دھارا دیکھا جسے مسرور البلخی نے دجلے سے کاٹ دیا تھا۔ کہ وہ اُس پر سے گذر نہ سکے وہاں ٹھہر گیا اور بند باندھ کے عبور کیا۔ یہ ۲۴ جمادی الآخرہ کا واقعہ ہے۔ باذبین گیا۔ محمد بن کثیر یعقوب کی جانب سے مسرور البلخی کے لشکر پہنچا۔

اُس کے مقابلے پر گیا۔ مسرور مع اپنے لشکر کے النعمانیہ چلا گیا۔ یعقوب واسط میں آگیا۔ ۲۴ جمادی الآخرہ کو داخل ہوا۔

المعتمد الزعفرانیہ سے پنجشنبہ ۲۹ جمادی الآخرہ کو روانہ ہوا یہاں تک کہ سیب بنی کوما پہنچا۔ وہاں مسرور البلخی آیا۔ مسرور البلخی کی روانگی دجلے کے غربی جانب سے ہوئی۔ اس طرف عبور کیا جس میں لشکر تھا۔ المعتمد سیب بنی کوما میں چند روز مقیم رہا۔ یہاں تک کہ لشکر جمع ہو گیا۔ یعقوب واسط سے دیر العاقول روانہ ہوا۔ دیر العاقول سے شاہی لشکر کا رُخ کیا۔ المعتمد نے السیب میں قیام کیا۔ ساتھ عبید اللہ بن یحییٰ بھی تھا۔ اپنے بھائی ابو احمد کو یعقوب کی جنگ کے لئے متعین کیا۔ ابو احمد نے میمنہ پر موسیٰ بن بغا کو اور میسرے پر مسرور البلخی کو مقرر کیا۔ خود اپنے مخصوص اور منتخب لوگوں کے ساتھ قلب میں رہا۔

رجب کے چند روز گذرنے کے بعد یکشنبہ کو ایک مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اس کا نام اضطربد تھا جو سیب بنی کوما اور دیر العاقول کے درمیان تھا۔ یعقوب کے میسرہ نے ابو احمد کے میمنہ پر حملہ کر کے شکست دی۔ بڑی جماعت کو قتل کر دیا جن میں اُن کے سرداران فوج ابراہیم بن سیما ترکی اور طباغو اتر کی اور محمد طغتا تر کی اور المبرقع مغربی وغیرہم تھے۔ بھاگنے والے لوٹے۔ ابو احمد کا باقی لشکر ثابت قدم تھا۔ انھوں نے یعقوب اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو وہ بھی ثابت قدم رہے اور نہایت سخت جنگ کی۔ یعقوب کے ساتھیوں میں سے طاقت وروں کی ایک جماعت قتل کر دی گئی یعقوب کو تین تیر لگے اُس کے حلق میں اور دونوں ہاتھوں میں۔

کہا گیا ہے کہ فریقین میں نماز عصر کے آخر وقت تک مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد الدیرانی اور محمد بن اوس ابو احمد کے پاس آئے اور وہ سب لوگ جمع ہو گئے جو ابو احمد کے لشکر میں تھے۔ یعقوب کے ساتھ جنگ بہتوں کو ناگوار تھی۔ جب دیکھا کہ خلیفہ خود برسر جنگ ہے تو اُن سب نے یعقوب اور اُس کے ثابت قدم ساتھیوں پر حملہ کر دیا یعقوب کے

ساتھی بھاگ گئے۔ یعقوب اپنے مخصوص ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہا یہاں تک کہ وہ لوگ مقام جنگ کو چھوڑ گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب کے لشکر سے گھوڑے اور خچر دس ہزار سے زائد ہاتھ آئے۔ دینار و درہم اس قدر کہ اٹھانا دشوار تھا۔ مشک انبار در انبار۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ رہا ہو گیا جو بھاری بیڑیاں پہنے تھا۔ اُسی نے اُسے رہا کیا جو اُس پر نگراں مقرر تھا۔ محمد بن طاہر کو لایا گیا اور اُسے اُس کے مرتبے کے موافق خلعت دیا گیا۔ لوگوں کو ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا جس کا مضمون یہ تھا۔

ملعون بیدین یعقوب بن اللیث کمینہ ہمیشہ طاعت و فرمانبرداری کا دعویٰ کرتا رہا یہاں تک کہ بدترین واقعات پیش آئے۔ منجملہ اُن کے اُس کا والی خراسان کے پاس جانا۔ اُس پر غالب آنا۔ حاکم بن جانا۔ بار بار فارس جانا۔ اس پر قبضہ کر لینا۔ امیر المومنین کی بارگاہ میں ان امور کے متعلق اپنی درخواست پیش کرنے کو آنا۔ جن میں سے امیر المومنین نے ایسے امور منظور بھی کر لئے تھے جن کا وہ مستحق بھی نہ تھا۔ محض اس لئے کہ صلح و صلاح قائم رہے اور "دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ" پر عمل ہو۔ یہی سبب تھا کہ امیر المومنین نے یعقوب کو خراسان اور رے اور فارس اور قزوین اور زنجان اور بغداد کی پولیس کا والی بنایا۔ اُس کی عزت کرنے کو لکھا۔ عمدہ جاگیریں دیں۔ مگر ان سب امور نے سوائے سرکشی و بغاوت بڑھانے کے اور کچھ نہ کیا۔ اُسے لوٹنے کا حکم دیا تو اُس نے انکار کیا۔ امیر المومنین اُس کی مدافعت کے لئے اُٹھے کیونکہ وہ مدینۃ السلام اور واسط کے درمیانی راستے میں آ گیا تھا۔ یعقوب نے ایسے جھنڈے بھی ظاہر کئے جن میں بعض پر صلیبیں تھیں۔ امیر المومنین نے اپنے بھائی ابو احمد الموفق باللہ کو جو ولی عہد مسلمین ہیں آگے قلب میں کیا۔ ابو عمران موسیٰ بن بغا کو میمنہ میں۔ بازو میں ابراہیم بن سیما کو۔ میسرہ میں ابو ہاشم مسرور البلخی کو۔ بازو میں الدیرانی کو۔ یعقوب نے جنگ میں عجلت کی تو ابو احمد نے بھی اُس سے جنگ کی یہانتک کہ اُسے اچھی طرح

زخم لگے اور ابو عبداللہ محمد بن طاہر صحیح و سالم اُن کے ہاتھ سے چھین لیا گیا۔ وہ لوگ زخمی ہو کے اپنا اسباب چھنوا کے اور پیشت پھیر کے بھاگے اُس ملعون نے جو کچھ اُس کی ملک میں تھا سب سپرد کر دیا۔"

۱۱؍رجب یوم سہ شنبہ کو یہ فرمان لکھا گیا۔

المعتمد اپنی چھاؤنی واپس آیا اور ابن واصل کو فارس کی ولایت کے لئے لکھا۔ جو وہاں جا چکا تھا اور ایک جماعت کو جمع کر چکا تھا۔ اس کے بعد المعتمد المداین لوٹا۔ ابو احمد بھی روانہ ہوا اُس کے ساتھ مسرور اور ساتکین اور سرداروں کی ایک جماعت تھی۔ ابوالساج کی جائداد و مکان ضبط کر کے مسرور البلخی کو بطور جاگیر دیدے گئے۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ بغداد میں ۱۶؍رجب یوم دوشنبہ کو آیا۔ خدمت سابقہ پر بحال ہو چکا تھا۔ الرصافہ میں اُسے خلعت دیا گیا۔ محمد اپنے آبائی گھر میں فروکش ہوا۔ نہ کسی کو معزول کیا گیا اور نہ کوئی والی بنایا گیا۔ اُس کے لئے پانچ لاکھ درہم کا حکم دیا گیا۔

جس روز خلافت اور اس کمینے کے درمیان جنگ ہوئی اس دن یوم الشعانین (عید نصاریٰ) تھی۔ محمد بن علی بن فید الطائی نے ذیل کا قصیدہ کہا جس میں وہ ابو احمد کی مدح کرتا ہے اور اس کمینے کا حال بیان کرتا ہے۔

وہ کمینہ کیسی تیاریوں کے ساتھ آیا تھا مگر کس قدر ذلیل و خوار ہوا۔
حکم الٰہی نے فوری موت کو اُس کے پاس کھینچکر پہنچا دیا۔ اُس پہنچانے والے کے حکم کو سب قبول کرتے ہیں۔
اُسے ابلیس ملعون نے اپنے مکر سے بہکایا۔ اور وہ اُس کے جھوٹے وعدے سے دھوکے میں پڑ گیا۔
یہاں تک کہ جب لوگوں نے آمد و رفت کی اور اُس نے یہ گمان کیا کہ وہ بڑے لشکروں اور چھوٹے لشکروں کے درمیان غالب آگیا
تو مبارک لشکر اُس کے قریب ہو گئے۔ اس طرح کہ وہ ایک غالب آنے والے جھنڈے کو لے کے مقابلہ کر رہے تھے۔

ایسے جوشیلے لشکر کے ساتھ جس کے بہادر لوگ زرہ پہننے والے اور نیزہ مارنے والے اور تیر مارنے والے دکھائی دیتے تھے۔
امام نے ایسے کامیاب جھنڈے کو ظاہر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو اللہ کی کاٹنے والی تلوار تھے۔
مسلمانوں کا ولی عہد موفق باللہ شہاب ثاقب سے بھی زیادہ تیز جانے والا تھا۔
وہ لوگوں میں مثل طلوع کرنے والے چودھویں رات کے چاند کے تھا جو ستاروں کے درمیان نور سے چمک رہا تھا۔
جب انھوں نے مقابلہ کیا مشرقی تلواروں اور نیزوں سے اس طرح کہ ایک لڑنے والا دوسرے لڑنے والے کے مارتا اور بھونکتا تھا۔
تو غبار اڑا اور اس کے اوپر سفید ابر تھا جو تیر انداز کے تیر کی بارش کر رہا تھا۔
تمام گروہوں کو اپنی نورانی عقل کی احتیاط سے شکست دی۔ اور ایک ساتھی کو دوسرے ساتھی سے جدا کر دیا۔
اللہ ہی کے لئے موفق کی خوبی ہے جو جنگ کے وقت مقام پر ثابت قدم رہنے والا اور حملہ کرنے والا ہے۔
اے عرب کے سوار جس کا مثل لوگوں میں کوئی دوسرا نہیں معلوم ہوتا مصائب کے مقابلے کے لئے جو کاٹنے والے سخت زمانے کی طرف سے ہوں۔ اور جو بد عہد سرکش غاصب کے لشکر کے مقابلے سے ہوں۔

اسی سال قائد الزنج نے اپنے لشکروں کو البطیحۃ اور دستمیسان کے علاقے میں روانہ کر دیا۔

فتنہ پھیل گیا

بیان کیا گیا ہے کہ المعتمد نے جب موسیٰ بن بغا کو مشرق سے واپس بلا کے اپنے بھائی ابو احمد کے ماتحت کر دیا

اور ابو احمد نے دجلے کا علاقہ مسرور البلخی کے ہاتھ میں دیا۔ یعقوب بن اللیث ابو احمد کے ارادے سے آیا اور واسط چلا گیا تو ولایات دجلہ سوائے مداین ومضافات کے ارکان خلافت سے خالی ہو گئے مسرور نے اس کے قبل موسیٰ بن اتامش کی جگہ جعلان ترکی کو باذآورد روانہ کر دیا تھا۔ قائد الزنج کی جانب سے موسیٰ بن اتامش کے مقابلے میں سلیمان بن جامع تھا۔ سلیمان قبل اس کے کہ ابن اتامش کو باذآورد سے واپس کیا جائے اس کے لشکر پر غالب ہو چکا تھا۔ جب ابن اتامش کی جگہ جعلان مقرر کیا گیا تو سلیمان نے اپنی جانب سے ایک شخص کو روانہ کیا۔ یہ بحرانیوں میں سے تھا۔ اس کا نام ثعلب بن حفص تھا۔ اس نے اس سے جنگ کی۔ قائد الزنج نے اپنی جانب سے ایک شخص کو جو اہل جبی سے تھا اور جس کا نام احمد بن مہدی تھا چند کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا جن میں اس کے ساتھیوں میں سے تیر انداز تھے۔ اس نے اسے نہر المرأۃ روانہ کیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جبائی دیہات میں جنگ کرنے لگا جو المذار کے نواح میں تھے۔ وہاں فساد کرتا فتنہ مچاتا نہر المرأۃ لوٹ آتا۔ اور وہیں مقیم ہو جاتا تھا۔ جبائی نے قائد الزنج کو ایک خط لکھا کہ یعقوب بن اللیث کے واسط میں وارد ہونے کے وقت سے البطیحہ خالی ہو گیا ہے۔ قائد الزنج نے سلیمان بن جامع کو اور اپنے سرداروں کی جماعت کو الحوانیت جانے کا حکم دیا۔ عمر بن عمار باہلی کو جو البطیحہ اور اس کی سڑکوں کے راستوں سے واقف تھا یہ حکم دیا کہ وہ جبائی کے ساتھ جائے یہاں تک کہ الحوانیت میں ٹھیر جائے۔

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن عثمان العبادانی نے کہا کہ جب صاحب الزنج نے البطیحہ اور دستمیسان کے نواح میں لشکروں کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو سلیمان بن جامع کو حکم دیا کہ وہ المطوعہ میں پڑاؤ کرے اور سلیمان بن موسیٰ کو یہ حکم دیا کہ وہ دہانۂ نہر الیہود پر پڑاؤ کرے۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت تک وہاں ٹھیرے کہ ان دونوں کے پاس اس کا حکم آ گیا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ سلیمان کی روانگی تو قریہ معروفہ قادسیہ کی طرف ہوئی

اور سلیمان بن جامع کی روانگی الحوانیت کی طرف ۔ الجبائی کشتیوں میں سلیمان بن جامع کے آگے آگے تھا ۔ اباترک تیس کشتیوں کے ساتھ دجلہ آیا اور قائد الزنج کے لشکر کے ارادے سے اتر گیا ۔ وہ ایک ایسے گاؤں میں گذرا جو اس خبیث کی ضلع میں داخل تھا ۔ اس نے وہاں سے کچھ حاصل کیا اور جلادیا ۔ خبیث نے سلیمان بن موسیٰ کو لکھا کہ اس کو روک رکھے ۔ سلیمان نے اس کا راستہ بند کر دیا ۔ وہ ایک مہینے تک ٹھیر کر جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ چھوٹا اور البطیحہ چلا گیا ۔

محمد بن عثمان نے بیان کیا کہ جیاش خادم نے یہ گمان کیا کہ اباترک اس وقت دجلہ نہیں گیا تھا اور جو شخص وہاں مقیم تھا وہ نصیر عرف ابوحمزہ تھا ۔ جب سلیمان بن جامع الحوانیت کے قصد سے ایک موضع میں پہنچا جو نہر العتیق کے نام سے مشہور ہے ۔ الجبائی کو الماویان کے راستے میں رمیس ملا ۔ الجبائی نے اس سے جنگ کی شکست دی چوبیس کشتیاں اور کچھ اوپر تیس اونٹ جو چھ چھ برس کے تھے لے لئے ۔ رمیس بچ گیا ۔ اس نے گھنے درختوں کی پناہ لی ۔ جو خانیوں کی ایک قوم آئی ۔ جس نے اسے وہاں سے نکالا ۔ اس طرح اس کی جان بچ گئی ۔

سلیمان کا نہر العتیق سے نکلنا تھا کہ رمیس کے بھاگنے والے ساتھیوں سے مل گیا ۔ اس نے انھیں گھیر لیا ۔ جنگ کی اور کسی قدر کامیاب ہوا ۔ رئیس چلتے چلتے اس گانوں میں پہنچا جو بر مساور کے نام سے مشہور ہے ۔ بلالیین کی ایک جماعت سلیمان کی جانب مائل ہو گئی ۔ ایک سو پچاس کشتیوں میں یہ لوگ سوار تھے ۔ ان سے حال دریافت کیا تو کہا کہ تیرے اور واسط کے درمیان عاملوں اور والیوں میں سے کوئی نہیں ہے ۔ سلیمان اس سے دھوکے میں آگیا اور اس کی طرف جھک پڑا ۔ وہاں سے چل کے اس موضع تک پہنچا جو الجازرہ مشہور ہے ۔ ایک شخص ملا جس کا نام ابومعاذ القرشی تھا ۔ اس نے اس سے جنگ کی سلیمان بھاگا ۔ ابومعاذ نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور زنجیوں کے قائدوں میں سے ایک سردار کو گرفتار کر لیا جس کا نام ریاح القندلی تھا ۔ سلیمان اسی موضع کی طرف واپس ہوا جہاں وہ پڑاؤ کئے ہوئے تھا ۔ اس کے پاس بلالیہ میں سے

دو شخص آئے کہ واسط میں کوئی نہیں ہے جو اُسے بچائے سوائے ابو معاذ کے جو اُن پانچ کشتیوں میں ہے جن میں اُس نے تجھ سے مقابلہ کیا تھا۔ سلیمان تیار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کو جمع کیا۔ خبیث کو اُنہیں بلالیوں کے ذریعے کہ زیر پناہ تھے ایک خط بھیجا اُس قلیل جماعت کو جو دس کشتیوں میں تھی اپنے ہمراہ ٹھیرنے کے لئے منتخب کر لیا اور اُن دونوں کو بھی روک لیا جنھوں نے اُسے واسط کے متعلق خبر دی تھی۔ اور نہر ابان کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔ ابو معاذ نے راستے میں اُسے روکا دونوں کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ آندھی چلنے لگی۔ ابو معاذ کی کشتی ڈگمگائی۔ سلیمان اور اُس کے ساتھی زبردست پڑے۔ اُس نے بھاگ کر اس سے پشت پھیر لی۔

سلیمان چلا یہاں تک کہ نہر ابان تک پہنچ گیا۔ زبردستی اُس میں داخل ہو گیا۔ آگ لگائی لوٹا اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ اُس کی خبر ابو احمد کے وکلاء کو پہنچی جو اُس کی جائداد نہر سنداد میں مقیم تھے۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ سلیمان کی طرف گئے اور اُس سے ایک ایسی جنگ کی کہ زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ سلیمان اور احمد بن مہدی اور جبان دونوں کے ہمراہ تھے اپنی چھاؤنی کی طرف بھاگے۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ محمد بن عثمان کہتا تھا کہ جب سلیمان بن جامع الحوانیت میں ٹھیر گیا اور اُس نہر میں اترا جو یعقوب بن النضر کے نام سے مشہور ہے تو ایک آدمی کو روانہ کیا کہ واسط کی خبر دریافت کرے۔ یعقوب کے وہاں آنے کے سبب سے مسرور البلخی اور اُس کے ساتھیوں کے وہاں سے نکلنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ شخص واپس آیا اور یعقوب کے آنے کی خبر دی۔ مسرور نے واسط سے السیب روانہ ہونے کے قبل سلیمان کی جانب ایک شخص کو جس کا نام وصیف الرحال تھا کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ سلیمان نے اُس سے جنگ کی اور قتل کر دیا۔ سات کشتیاں لے لیں۔ جس پر قابو پایا اُسے مار گرایا۔ مقتولوں کو الحوانیت میں ڈالدیا کہ جو آدمی اُن کے پاس سے گزریں اُن کے دلوں میں خوف بیٹھ جائے۔ جب سلیمان کے پاس مسرور کے واسط سے

جانے کی خبر آئی تو سلیمان نے اپنے نائب عمیر بن عمار کو اور باہلیین کے رئیسوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام احمد بن شریک تھا بلایا۔ اس مقام سے کنارے ہٹنے کا مشورہ کیا جس کے متصل لشکر اور کشتیاں ہیں۔ ایسے مقام کی تلاش ہوی جو ایسے راستے کے متصل ہو کہ جب وہاں سے خبیث کے لشکر کی جانب بھاگنے کا ارادہ ہو تو اُس پر چلے۔ اُن دونوں نے اُسے عقرماور جانے کا اور طہیثا میں اور گھنے درختوں میں محفوظ ہو جانے کا مشورہ دیا۔ باہلیوں کو سلیمان بن جامع کا اپنے درمیان سے نکلنا ناگوار رہا۔ اس وجہ سے کہ اُنھیں سزا کا خوف ہوا۔

سلیمان نے اپنے ساتھیوں کو نہر البرور میں طہیثا کی جانب روانہ ہونے کو سوار کیا اور الجبائی کو کشتیوں کے ساتھ نہر العتیق روانہ کر کے حکم دیا کہ کشتیوں کی اور خلافت کے جو لوگ آئیں اُن کی کیفیت معلوم کر کے فوراً اطلاع دے۔ ایک جماعت کو ان لوگوں کے روانہ کرنے کو چھوڑ گیا جو اس کے ساتھیوں میں سے رہ گئے تھے۔ روانہ ہو کے عقرماور میں آیا اور اُس گاؤں میں اترا جو قریۂ مروان کے نام سے نہر طہیثا کے شرقی جانب وہاں کے ایک جزیرے میں ہے۔ کنارے کے رہنے والوں کو اور باہلیوں کے رؤسا کو اپنے پاس جمع کیا اور جو کچھ کیا وہ خبیث کو لکھ دیا۔ اُس نے اُسے خط لکھا جس میں اس کی رائے کی درستی ظاہر کی تھی اور اُسے اُس غلّے اور غنیمتوں کے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا جو اس کے پاس تھیں۔ یہ سب اُس کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

مسرور اُس مقام کی طرف روانہ ہوا جہاں پہلے چھاؤنی تھی۔ اُس نے وہاں کسی کا نشان نہ پایا۔ حالت یہ تھی کہ جو کچھ چھاؤنی میں تھا سب کا سب نکال لے گئے تھے۔

اباتزک سلیمان کی تلاش میں البطائح میں اترا۔ گمان یہ تھا کہ اُس نے یہ علاقہ ترک کر دیا ہے اور خبیث کے شہر کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ اسی عزم میں خود بھی روانہ ہوا مگر سلیمان کا نشان تک نہ ملا دوبارہ پلٹا تو سلیمان کو اس حالت میں پایا کہ اپنا لشکر الحوانیت کی جانب روانہ کر دیا ہے۔ اُس نے اُس راستے کو ترک کر دیا۔ دوسرے راستے سے روانہ ہوا یہاں تک کہ مسرور کے پاس پہنچا

اور اُسے خبر دی کہ سلیمان کی کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی۔
سلیمان کا لشکر جو کچھ غلہ جمع تھا اُسے لے کے واپس ہوا۔ سلیمان مقیم ہو گیا اُس نے الجبائی کو کشتیوں کے ساتھ رسد اور غلے کے مقامات دریافت کرنے اور اُن کے لانے کی تدبیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ الجبائی جس علاقے میں پہنچتا۔ جہاں از قسم غلہ کچھ بھی پاتا اُسے جلا دیتا تھا۔ اس فعل نے سلیمان کو ناراض کر دیا۔ اُس نے اُسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ وہ یہ کہتا تھا کہ یہ غلہ ہمارے دشمنوں کا سامان زندگی ہے۔ لہٰذا اُسے چھوڑنا عقل کی بات نہیں ہے۔
سلیمان نے خبیث کو ایک خط لکھا جس میں الجبائی کی شکایت تھی۔ خبیث کا خط الجبائی کے پاس آیا جس میں اُسے سلیمان کی بات سننے اور ماننے اور اُس امر کا امتثال کرنے کی اُسے ہدایت تھی جو وہ اُسے حکم دے۔ سلیمان کے پاس اس مضمون کا خط آیا کہ اغرتمش اور خشیش سوار و پیادہ اور چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آئے ہیں کہ سلیمان سے لڑیں سلیمان بہت ہی گھبرایا اور الجبائی کو ان دونوں کا حال دریافت کرنے بھیجا خود ان دونوں کے مقابلے کی تیاری کرنے لگا کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ الجبائی اس کے پاس بھاگتا ہوا آیا اور خبر دی کہ وہ دونوں باب طنج آگئے۔ یہ اُس وقت سلیمان کے لشکر سے نصف فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ اُس نے اُسے پلٹنے اور اُس لشکر کا رُخ معلوم کرنے کے لئے حکم دیا یہاں تک کہ وہ اس سے مل جائے۔
الجبائی کو روانہ کر کے سلیمان ایک سطح پر چڑھ گیا اور وہاں سے دیکھنے لگا۔ لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اترا۔ نہر طہیثا کو عبور کیا اور پیادہ روانہ ہوا۔ زنجی سرداروں اور اُن کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ باب طنج میں آ گئے اُس نے اغرتمش کو پیچھے چھوڑا انھوں نے اُس کے لشکر تک پہنچنے کی خوب کوشش کی اُس شخص کو جسے اپنے لشکر پر نائب بنایا تھا۔ یہ حکم دیا تھا کہ کسی زنجی کو اغرتمش کے لشکر والوں میں سے کسی پر ظاہر نہ ہونے دے۔ جہاں تک ہو سکے چھپائیں۔ یہاں تک کہ وہ نہر میں داخل ہوں جب نقارۂ جنگ کی آواز سنیں تو نکل کے ان پر حملہ کر دیں۔

اغرتمش اپنے لشکر کے ساتھ آیا یہاں تک کہ اُس کے اور لشکر کے درمیان سوائے اُس نہر کے کچھ حائل نہ تھا جو طہیثا سے نکلی ہے اور جس کا نام جارورۂ بنی مروان ہے۔ الجبائی کشتیوں میں بھاگا یہاں تک کہ طہیثا گیا۔ اُس نے اپنی کشتیوں کو وہیں چھوڑا اور پیادہ سلیمان کے لشکر کی طرف لوٹا۔ اس سے سلیمان کے لشکر کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی۔ وہ لوگ ایادی سبا میں منتشر ہو گئے۔ اُن میں سے ایک قلیل جماعت کھڑی ہوئی جس میں ایک زنجی سردار تھا جس کا نام ابوالنداء تھا۔ اُنھوں نے ان کا مقابلہ کیا ان سے جنگ کی اور اُنھیں لشکر میں گھسنے سے روک دیا۔ سلیمان نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ زنجیوں نے اپنے ڈھول بجا کر اپنے آپ کو ان کی جانب عبور کرنے کے لئے پانی میں ڈال دیا۔ اغرتمش کے ساتھی بھاگے اور ان پر اُن زنجیوں نے حملہ کیا جو طہیثا میں تھے۔ اُن میں خوب تیغ زنی کی۔ خشیش ایک ابلق گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کی طرف پلٹنے کے ارادے سے آیا۔ زنجیوں نے روک کے پچھاڑ دیا۔ اُن کی تلواریں اُس پر پڑنے لگیں۔ قتل ہو گیا اور اُس کا سر سلیمان کے پاس پہنچایا گیا۔ خشیش نے جب وہ لوگ اُس پر ٹوٹ پڑے تو کہا کہ میں خشیش ہوں۔ مجھے قتل نہ کرو۔ اپنے صاحب کے پاس لے چلو۔ مگر اُنھوں نے اس کی بات نہ سنی۔ اغرتمش بھاگا۔ آخری صف میں تھا۔ اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا۔ ایک گھوڑے پر سوار ہو کے چلا زنجیوں نے اُس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ لشکر میں پہنچ گئے۔ اور اُن کشتیوں پر کامیاب ہو گئے جو خشیش کے ساتھ تھیں۔

وہ لوگ جنھوں نے پشت پھیرنے والے لشکر کا تعاقب کیا ان کشتیوں پر کامیاب ہوئے جو اغرتمش کے ساتھ تھیں جن میں مال تھا۔ جب یہ خبر اغرتمش کو پہنچی تو وہ دوبارہ پلٹا یہاں تک کہ اُس نے اُنھیں ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔

سلیمان اپنے لشکر کی جانب اس حالت میں لوٹا کہ وہ لوٹ کے مال سے بھرا اور گھوڑوں پر سامان لدا ہوا تھا۔ اس جنگ کی اور اُس سے جو کچھ اس میں ہوا تھا اُس کی خبر خبیث کو لکھی۔ اُس کے پاس خشیش کا سر اور اُس کی مہر روانہ کی اور اُن کشتیوں کو جو اُس نے لی تھیں اپنے لشکر میں رکھا۔

جب سلیمان کا خط اور خشیش کا سر پہنچا تو وہ اُس کے لشکر میں گھمایا گیا اور ایک دن لٹکایا گیا پھر اُسے علی بن ابان کے پاس روانہ کر دیا جو اس زمانے میں الاہواز کے نواح میں مقیم تھا۔ اور اُسے وہاں لٹکانے کا حکم دیا۔ سلیمان اس طرح الحوانیت کے علاقے کی جانب نکلا کہ الجبائی اور زنجی سرداروں کی ایک جماعت بھی اُس کے ساتھ تھی۔ اتفاق سے وہاں تیرہ کشتیاں ملیں جو ابو عون وصیف ترک کے بھائی ابو تمیم کے ہمراہ تھیں۔ ان لوگوں نے جنگ کی۔ وہ مقتول ہوا اور ڈوب گیا۔ انھوں نے گیارہ کشتیاں چھین لیں۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ یہ تو محمد بن عثمان العبادانی کی خبر ہے۔ لیکن جبّاش کا گمان یہ ہے کہ وہ کشتیاں جو ابو تمیم کے ساتھ تھیں آٹھ تھیں۔ اُن میں سے دو کشتیاں بچ گئیں جو پیچھے تھیں۔

سلیمان کو ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا۔ جو لشکر اُن کشتیوں میں تھا ان میں سے اکثر پر حملہ کیا۔ سلیمان اپنے لشکر میں واپس آیا۔ ابو تمیم اور اُس کے ساتھیوں کے قتل کا حال خبیث کو لکھدیا۔ اور کشتیوں کو اپنے لشکر میں روک لیا۔

اسی سال ابن زیدویہ نے الطیب پر حملہ کر کے اُسے لوٹ لیا۔

اسی سال علی بن محمد بن ابی الشوارب کو محکمۂ قضاء کا حاکم بنایا گیا۔

اسی سال جب کہ اس کے دو دن باقی تھے الحسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر بغداد سے نکلا اور الجبل گیا۔

اسی سال الصلابی مر گیا اور کیغلغ کو رے کا والی بنایا گیا۔

اسی سال ربیع آلاخر میں صالح بن علی بن یعقوب بن المنصور مر گیا اور اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کی جانب شرقی کی قضاء کا والی بنایا گیا۔ اُس کے لئے دونوں جانب کی قضاء جمع ہو گئی۔

اسی سال محمد بن عتاب بن عتاب قتل کر دیا گیا جو السیبین کا والی بنایا گیا تھا۔ وہاں جا رہا تھا۔ کہ اعراب نے قتل کر دیا۔

۱۵ رمضان کو موسیٰ بن بغا الرقہ جانے کے لئے الانبار گیا۔

اسی سال القطّان مفلح کا ساتھی بھی قتل کیا گیا جو موصل میں خراج پر

عامل تھا وہاں سے واپس ہوا تو راستے میں قتل کر دیا گیا۔

اسی سال رمضان میں علی بن الحسین بن داؤد کاتب احمد بن سہل اللطفی نے کفتمر کو طریق مکہ کا عہدہ دیا۔

اسی سال عطر والوں اور قصائیوں کے درمیان یوم الترویہ سے ایک دن قبل یعنی ۷ ذیحجہ کو قتال ہوا یہاں تک کہ لوگوں کو حج کے باطل ہو جانے کا خوف ہوا۔ پھر وہ باز آ گئے تاکہ لوگ حج کر لیں۔ اُن میں سے سترہ آدمی مقتول ہوئے تھے۔

اسی سال یعقوب بن اللیث فارس پر غالب آگیا اور ابن واصل بھاگ گیا۔

اسی سال زنجیوں اور احمد بن لیثویہ کے درمیان جنگ ہوئی اس نے اُن میں سے مخلوق کثیر کو قتل کر دیا اور ابوداؤد بدمعاش کو گرفتار کر لیا جو ان کے ساتھ گیا تھا۔

مفسد کی گرفتاری

بیان کیا گیا ہے کہ مسرور البلخی نے احمد بن لیثویہ کو کور الاہواز کے نواح میں روانہ کیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو السوس میں اُترا اور اُس کمینے نے محمد بن عبید اللہ بن آزاد مرد الکردی کو کور الاہواز سپرد کیا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے قائد الزنج کو لکھا جس میں اپنی طرف آنے کی خواہش کی تھی۔ شروع ہی سے اُس سے خط و کتابت تھی۔ اُس نے اُسے یہ وہم دلایا تھا کہ کور الاہواز کی حفاظت کرے گا اور اُس کمینے کی مدارات کرے گا یہاں تک کہ وہاں اُس کا معاملہ مکمل ہو جائے۔ خبیث نے اس بات کو اس شرط پر قبول کیا کہ علی بن ابان اُس کا متولی ہو۔ اور محمد بن عبید اللہ اُس پر اُس کا نائب ہو۔ محمد بن عبید اللہ نے اسے قبول کر لیا۔ علی بن ابان نے اپنے بھائی الخلیل بن ابان کو زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ محمد بن عبید اللہ نے ابوداؤد بدمعاش سے اُن کی مدد کی۔ وہ لوگ السوس کی جانب روانہ ہوئے مگر وہاں تک پہنچے نہ تھے کہ اُنھیں ابن لیثویہ نے اور ان شاہی آدمیوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے وہاں سے دفع کر دیا۔ وہ وہاں سے شکست کھا کے

واپس ہوئے۔ قتل عظیم ہوا اور اُن کی جماعت گرفتار ہوگئی۔
احمد بن لیثویہ روانہ ہو کے جُندی سابور میں اُترا۔ علی بن ابان الاہواز سے احمد بن لیثویہ کے خلاف محمد بن عبید اللہ کی مدد کرنے کے روانہ ہوا۔ محمد بن عبید اللہ کردوں اور بدمعاشوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُسے ملا۔ قریب ہوئے تو دونوں مل کے روانہ ہوئے۔ ایک تو مسرقان کے اس طرف سے چلا۔ دوسرا دوسری طرف سے۔ محمد بن عبید اللہ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو تین سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ وہ علی بن ابان سے مل گیا۔ علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ روانہ ہو کے عسکر مکرم پہنچے۔ محمد بن عبید اللہ تنہا علی بن ابان کے پاس گیا۔ دونوں ملے۔ باتیں کیں۔ محمد اپنے لشکر واپس آگیا۔ علی بن ابان کے پاس اس نے القاسم بن علی اور کردوں کے رئیسوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام حازم تھا اور کمینے کے ساتھیوں میں سے ایک بوڑھے کو جس کا عرف الطالقانی تھا روانہ کیا۔ وہ لوگ علی کے پاس آئے۔ اُسے سلام کیا۔ محمد اور علی الفت پر قائم رہے یہاں تک کہ علی فارس کے پل پر آیا اور محمد بن عبید اللہ تستر۔
احمد بن لیثویہ کو علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ کے اُس کی جنگ پر آپس میں مددگار ہونے کی خبر پہنچی تو وہ جندی سابور سے نکل کے السوس روانہ ہوگیا۔ فارس کے پل پر علی کی آمد جمعہ کے روز ہوئی۔ محمد بن عبید اللہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اُس دن خطیب خطبہ پڑھے گا تو تستر کے منبر پر اس کے اور قائد الزنج کے لئے دعا کرے گا۔ علی اس کے انتظار میں ٹھیر گیا۔ بہبوذ بن عبدالوہاب کو اُس نے جمعہ میں حاضر ہونے اور اُس کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا۔ جب نماز کا وقت آیا تو خطیب کھڑا ہوا اور اُس نے المعتمد اور کمینہ اور محمد بن عبید اللہ کے لئے دعا کی۔ بہبوذ یہ خبر لے کے علی کے پاس پلٹا تو علی اُسی وقت کھڑا ہوگیا۔ اور سوار ہو کے اپنے ساتھیوں کو الاہواز کی واپسی کا حکم دیا۔ انھیں اپنے آگے گیا اور اُن کے ہمراہ اپنے بھتیجے محمد بن صالح اور محمد بن یحییٰ الکرمانی کو روانہ کیا جو اُس کا نائب و کاتب تھا۔ وہ ٹھیرا رہا

یہاں تک کہ جب وہ لوگ گذر گئے تو اس نے اس پل کو توڑ دیا جو وہاں تھا تاکہ لشکر اس کا پیچھا نکرے۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں علی کے ان ساتھیوں میں سے تھا جو آگے واپس ہوئے تھے۔ لشکر اسی رات کو نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ وہ فجر کے وقت تک عسکر مکرم پہنچ گئے۔ وہ مقام خبیث کی صلح میں داخل تھا مگر اس کے ساتھیوں نے بدعہدی کی عسکر مکرم کے ساتھ جنگ کی۔ اور لوٹ کا مال حاصل کیا۔ علی بن ابان اپنے ساتھیوں کے پیچھے پہنچا تو اس حادثے سے آگاہ ہوا مگر کچھ تلافی نہ کر سکا۔ وہ روانہ ہوا یہاں تک کہ الاہواز پہنچا۔ جب احمد بن لیثویہ کو علی کے واپس ہونے کی خبر پہنچی تو وہ پلٹ کے تستر آیا اور محمد بن عبیداللہ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی محمد بھاگا اور ابوداؤد بدمعاش اس کے ہاتھ لگ گیا۔ جسے بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا۔ احمد بن لیثویہ تستر میں ٹھیر گیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے الفضل بن عدی الدارمی نے بیان کیا جو قائد الزنج کے ان ساتھیوں میں سے ایک تھا کہ محمد بن ابان برادر علی بن ابان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اس نے کہا کہ جب احمد بن لیثویہ تستر میں ٹھیر گیا تو علی بن ابان اس کی طرف مع اپنے لشکر کے نکل کے اس گاؤں میں اترا جو برنجان کہلاتا ہے۔ مخبروں کو روانہ کیا کہ خبر لائیں یہ خبر ملی کہ ابن لیثویہ آرہا ہے اور اس کے لشکر کا ابتدائی حصہ اس گاؤں تک پہنچ گیا ہے۔ جو قریۃ الباہلیین مشہور ہے۔ علی بن ابان روانہ ہوا۔ اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دے رہا تھا۔ ان سے فتح کا وعدہ کر رہا تھا کہ خبیث نے یہی بشارت دی ہے۔ جب قریۃ الباہلیین پہنچا تو اسے ابن لیثویہ اپنے لشکر کے ساتھ ملا جو تقریباً چار سو سوار تھے۔ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس لشکر کی مدد آگئی جس سے شاہی لشکر زیادہ ہو گیا۔ اعراب کی اس ایک جماعت نے جو علی بن ابان کے ساتھ تھے ابن لیثویہ سے امن مانگ لیا۔ علی ابان کا باقی لشکر بھاگ گیا۔ پیادوں کی ایک چھوٹی جماعت رہ گئی کہ جن میں سے اکثر منتشر ہو گئے۔ دونوں فریق میں شدت سے قتال ہونے لگا۔ علی بن ابان سواری سے اتر پڑا اور اپنے آپ

پیادہ ہو کے قتال کرنے لگا۔ اُس کے آگے ایک غلام تھا جس کا نام فتح اور عرف غلام ابی الحدید تھا۔ وہ بھی علی کے ساتھ قتال کرنے لگا۔ علی کو ابو نصر کثلہب اور بدر الرومی عرف الشعرانی نے دیکھ لیا۔ اُن دونوں نے اُسے پہچان کے لوگوں کو اُس سے ڈرایا۔ وہ پلٹ کر بھاگا یہاں تک کہ المسرقان میں پناہ لی اور اپنے آپ کو اُس میں ڈالدیا۔ فتح بھی اُس کے پیچھے ہو گیا۔ اُس نے بھی اپنے آپ کو اُس کے ساتھ ڈالدیا چنانچہ فتح غرق ہو گیا اور علی بن ابان نصر الرومی سے مل گیا۔ اُس نے اُسے پانی سے بچا کے ایک کشتی میں ڈالدیا۔ علی کے ایک تیر پنڈلی میں لگا تھا۔ وہ شکست اُٹھا کے واپس ہوا۔ زنجیوں کے بڑے بڑے شجاعوں اور بہادروں میں سے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن العباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات سنہ ۲۶۳ھ

اس سال کا ایک اہم واقعہ یعقوب بن اللیث کے ساتھی عزیز بن السرّی کا محمد بن واصل پر فتحمند ہونا اور اُسے قیدی بنا کے گرفتار کر لینا ہے۔

اسی سال موسیٰ دالجویہ اور اعراب کے درمیان الانبار کے علاقے میں وہ جنگ ہوئی جس میں اُنھوں نے اُسے بھگا دیا اور شکست دیدی۔ ابو احمد نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ اُن اعراب کی تلاش میں روانہ کیا جنھوں نے موسیٰ دالجویہ کو شکست دی تھی۔

اسی سال الدیرانی نے ابن اوس پر شبخون مارا۔ اُس کے گروہ کو منتشر کر دیا۔ لشکر کو لوٹ لیا۔ ابن اوس بیچ کے واسط کی طرف چلا گیا۔

اسی سال موصل کے راستے میں ایک فرغانی ظاہر ہوا جس نے راستے میں ڈاکہ ڈالا۔ آخر گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث فارس سے آیا۔ جب نوبندجان پہنچا تو احمد بن لیثویہ تستر سے واپس ہوا۔

اسی سال یعقوب الاہواز گیا۔ ابن لیثویہ کے تستر سے روانہ ہونے کے قبل علی بن ابان کے بھائی کے ساتھ اُس کی ایک جنگ ہوئی تھی جس میں اُسے زنجیوں کی جماعت کثیرہ پر فتح ہوئی تھی۔

زنگی کافور

علی بن ابان سے مذکور ہے کہ ابن لیثویہ نے جب اُسے قریۂ باہلہ کی جنگ میں شکست دی تو اُس پر جو مصیبت آنی تھی آئی۔ الاہواز اس طرح پہنچا کہ وہاں اُس نے قیام نہیں کیا اور اپنے ساتھی قائد الزنج کے لشکر چلا گیا۔ جو زخم اُس کے لگے تھے ان کا علاج کیا یہاں تک کہ اچھا ہو گیا۔ دوبارہ الاہواز کی طرف لوٹا اور اپنے بھائی الخلیل بن ابان اور بھتیجے محمد بن صالح عرف ابو سہل کو بڑے بھاری لشکر کے ساتھ ابن لیثویہ کی طرف روانہ کیا جو اس زمانے میں عسکر مکرم میں مقیم تھا وہ دونوں ان لوگوں کے ہمراہ جو ان کے ساتھ روانہ ہوئے ابن لیثویہ نے عسکر مکرم سے ایک فرسخ پر ان کا مقابلہ کیا۔ دونوں لشکر مل گئے۔ ابن لیثویہ نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا تھا جب اچھی طرح قتال ہونے لگا تو ابن لیثویہ دیدہ و دانستہ پیچھے ہٹا زنجیوں نے اُس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ پوشیدہ لشکر سے بڑھ گئے۔ وہ اُن کے پیچھے سے نکلا وہ لوگ بھاگے اور منتشر ہو گئے۔ ابن لیثویہ ان پر پلٹ پڑا اور وہ شکست کھا کے پلٹے۔ ابن لیثویہ ان سروں کو لیکے جو اُسے ملے تستر واپس آیا۔ علی بن ابان نے انکلویہ المسرقان کے ایک بارانی گڑھے کی جانب احمد بن لیثویہ کے مقابلے کو بھیجا۔ تیس سوار روانہ کئے جو بہادروں میں سے تھے۔ الخلیل بن ابان کو ان لیثویہ کے ساتھیوں کا اس گڑھے کی طرف جانا معلوم ہوا تو وہ مع اپنے ساتھیوں کے ان کے لئے پوشیدہ ہو گیا۔ جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو اُن پر نکل آیا۔ کوئی ان میں سے نہ بچا۔ آخر تک سب قتل کر دیئے گئے۔ اُن کے سر علی بن ابان کے پاس بھیجے گئے جو الاہواز میں تھا۔ اس نے انہیں خبیث کے پاس روانہ کر دیا۔ اُس وقت وہ کمینہ الاہواز آیا اور ابن لیثویہ وہاں سے بھاگا۔

حرکات مذبوحی

مذکور ہے کہ یعقوب اللیث جب جندی سابور پہنچا تو وہاں اتر گیا۔ اُس علاقے سے وہ سب لوگ چلدیئے جو خلافت کی جانب سے مامور تھے۔ یعقوب نے اپنی جانب سے ایک شخص کو جس کا نام الحصن بن العنبر تھا الاہواز بھیجا۔ جب وہ اُس کے قریب پہنچا تو وہاں سے قائد الزنج کا ساتھی علی بن ابان نکل کے نہر السدرہ میں اترا اور حصن الاہواز میں داخل ہو کے وہاں ٹھہر گیا اُس کے ساتھی اور علی بن ابان کے ساتھی ایک ایک کو لوٹنے لگے۔ اُن میں سے ہر فریق کو اپنے ساتھی سے مصیبت پہنچتی تھی یہاں تک کہ علی بن ابان تیار ہو کے الاہواز روانہ ہوا۔ اُس نے الحصن اور اُس کے ساتھیوں سے نہایت شدید جنگ کی جس میں یعقوب کے ساتھیوں میں سے مخلوق کثیر قتل کر دی گئی۔ گھوڑے اور بہت سامال غنیمت ملا۔ اور الحصن اور اُس کے ساتھی عسکر مکرم بھاگ گئے۔ علی الاہواز میں ٹھیر گیا۔ جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ لیا۔ وہاں سے نہر السدرہ واپس آیا اور بہبوذ کو خط لکھا جس میں اُسے اُس شخص سے جنگ کرنے کا حکم تھا جو کمینے کے گرد ساتھیوں میں سے دورق میں مقیم تھا۔ بہبوذ نے اُس سے جنگ کی۔ اس کے آدمیوں کو قتل کیا۔ اُسے قید کر لیا۔ پھر اُس پر احسان کر کے رہا کر دیا۔ علی کو یعقوب کے اپنی جانب آنے کی توقع تھی مگر وہ نہیں آیا اُس نے الحصن بن العنبر کی اُس کے بھائی الفضل بن عنبر سے مدد کی۔ دونوں کو خبیث کے ساتھیوں کی جنگ سے رکنے کا اور الاہواز میں محض مقیم رہنے کا حکم دیا۔ علی بن آبان کو مصالحت کا خط لکھا کہ اس کے ساتھیوں کو الاہواز میں ٹھیرنے دے علی نے شرط کی کہ وہاں جو سامان رسد اور غلہ ہے کمینہ اس غلے کے منتقل کرنے سے علیحدہ رہے گا۔ علی کمینے کے لئے اس چارے کے منتقل کرنے سے علیحدہ رہے گا۔ جو الاہواز میں تھا۔ علی نے غلہ منتقل کر دیا اور چارہ چھوڑ دیا دونوں فریق علی کے ساتھی اور کمینے کے ساتھی رک گئے۔

اسی سال مساور بن عبد الحمید الشاری کی وفات ہوئی۔

اسی سال عبید اللہ بن یحیٰی بن خاقان مرا جو میدان میں یوم جمعہ ۱۰ ذی القعدہ کو اپنے خادم رشیق کی ٹکر سے اپنے گھوڑے سے گرا۔ اُس کی ناک اور کان سے خون جاری ہو گیا۔ گرنے کے تین گھنٹے کے بعد مر گیا۔ ابو احمد بن المتوکل نے

اُس کی نماز پڑھائی اور اُس کے جنازے کے ساتھ چلا۔ دوسرے دن الحسن بن مخلد کو وزیر بنایا گیا۔ ۲۷ ذی القعدہ کو موسیٰ بن بغا سامرا آیا۔ الحسن بن مخلد بغداد بھاگ گیا۔ اُس کے بجائے ۶ ذی الحجہ کو سلیمان بن وہب کو وزیر بنایا گیا۔ عبیداللہ بن سلیمان کو المفوض اور الموفق کے کاتبوں کا والی بنایا گیا باوجودیکہ وہ موسیٰ بن بغا کے کاتبوں کا بھی والی تھا۔ عبیداللہ بن یحییٰ کا مکان کیغلغ کو دیدیا گیا۔

اسی سال شرکب کے بھائی نے الحسین بن طاہر کو نیسابور سے نکال دیا۔ اُس پر غالب آگیا اور وہاں کے باشندوں کو اپنا ایک تہائی مال دینے پر مجبور کیا۔ الحسین مرو چلا گیا۔ وہیں خوارزم شاہ کا بھائی تھا جو محمد بن طاہر کے لئے دعا کرتا تھا۔

اسی سال صقلبیوں نے لؤلؤہ کو سرکشوں کے حوالے کر دیا۔

اس سال الفضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات سنہ ۲۶۴ھ

کمیتہ یعقوب کا لشکر الصیمرہ پہنچا۔ صیغون کو گرفتار کر لیا اور قید کر کے اُس کے پاس پہنچا دیا۔ وہیں وہ مر گیا۔ ۱ محرم کو ابواحمد نے کہ اُس کے ساتھ موسیٰ بن بغا بھی تھا القائم میں چھاؤنی قائم کی۔ المعتمد نے دونوں کی مشایعت کی۔ ۲ صفر کو دونوں سامرا سے روانہ ہوئے۔ موسیٰ بن بغا مر گیا اور سامرا میں دفن کیا گیا۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں قبیحہ والدۂ المعتز کا انتقال ہوا۔

اسی سال ابن الدیرانی الدینور گیا۔ اور ابن عیاض اور دلف بن ابی دلف اُس کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو گئے۔ ان دونوں نے اُسے شکست دی اُس کا مال و جائداد لے لیا اور وہ ہزیمت

اُٹھا کے حلوان لوٹ آیا۔

اسی سال روم نے عبداللہ بن رشید بن کاؤس کو قید کر لیا۔

چشم زخم

اس کا سبب یہ ہوا کہ عبداللہ چار ہزار باشندگان سرحد شامی کے ساتھ ارض روم میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور سفر سے واپس ہوئے۔ البدندون سے کوچ کیا تو اس پر بطریق سلوقیہ اور بطریق قذیذیہ اور بطریق قرہ اور کوکب اور خرشنہ نے حملہ کر کے محاصرہ کر لیا۔ مسلمان اتر پڑے گھوڑوں کے پاؤں توڑ دیے۔ اور قتال کیا۔ سوائے پانچ یا چھ سو کے سب قتل کر دیے گئے پانچ چھ سو بھی وہ تھے جنھوں اپنے گھوڑوں کی پسلیوں پر کوڑے مارے اور نکل گئے۔ روم نے جسے قتل کیا اُسے قتل کیا۔ عبداللہ بن رشید کو کہ چند زخم لگے تھے قید کر کے لؤلؤہ لے گئے پھر ڈاک پر بادشاہ کے پاس بھیجا۔

اسی سال محمد المولد کو واسط کا والی بنایا گیا۔ سلیمان بن جامع نے اُس سے جنگ کی۔ قائد الزنج کی جانب سے وہ اس علاقے کے متصل والی تھا۔ اُس نے اُسے شکست دے کے واسط سے نکال دیا اور خود داخل ہو گیا۔

جنگ واسط

اس کا سبب یہ ہوا کہ سلیمان بن جامع نے جو قائد الزنج کی جانب سے الحوانیت اور البطائح کے نواح میں بھیجا گیا تھا۔ جب جعلان ترک کو کہ شاہی افسر تھا بھگا دیا۔ اغرتمش سے جنگ کی جس سے اُس کے لشکر کو بھی شکست ہوئی۔ خشیش کو قتل کر دیا۔ اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا تو قائد الزنج کو ایک خط لکھا جس میں حاضری کی اجازت چاہی کہ کچھ زمانہ اُس کے ساتھ گذارے اور اپنے گھر کے کام کاج درست کر سکے۔ خط روانہ کر چکا تو احمد بن مہدی الجبائی نے لشکر البخاری کی طرف چلنے کا مشورہ دیا جو اُس زمانے میں بر دوداد میں مقیم تھا۔ اُس نے اسے قبول کر لیا بر دوداد روانہ ہو گیا۔ ایک موضع میں آکر ٹھہر تھا یہ موضع لشکر تکین سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ یہاں آیا تو

البجائی نے سلیمان سے کہا کہ رائے یہ ہے کہ تو اسی جگہ قیام کرے۔ میں کشتیوں کے ساتھ روانہ ہوں۔ قوم کو تیرے پاس کھینچ لاؤں انھیں مشقت میں ڈالوں۔ وہ تیرے پاس آئیں گے۔ تھکے ہوئے ہوں گے۔ تجھے ان پر کامیابی ہوگی۔ سلیمان نے ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنے سوار و پیادہ لشکر تو اسی موضع میں تیار کیا اور صبح سویرے احمد بن مہدی کشتیوں کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ لشکر تکین میں آیا اور اس سے ایک گھنٹے تک قتال کیا۔

تکین نے اپنے پیادہ و سوار کو تیار کیا۔ البجائی پسپا ہوگیا۔ ایک غلام کو سلیمان کے پاس روانہ کیا کہ تکین کے ساتھی اس پر مع اپنے لشکر کے وارد ہیں۔ قاصد سلیمان سے ملا جو البجلائی کے نشان قدم پر آرہا تھا خبر میں دیر لگی۔ اس کے لشکر واپس کر دیا۔ دوسرا قاصد بھی وہی خبر لے کے آیا۔

جب سلیمان اپنے لشکر پلٹ آیا تو اس نے تغلب بن جعفص البحرانی اور ایک زنجی قائد کو جس کا نام منین تھا مع ایک جماعت کے روانہ کیا۔ دونوں کو اس صحرا میں پوشیدہ کر دیا جو لشکر تکین کے میسرہ کے متصل تھا حکم دیا کہ جب تکین کا لشکر آگے بڑھ جائے تو وہ ان کی پشت سے نکلیں۔

البجائی کو یہ معلوم ہوگیا کہ سلیمان نے ان کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر مضبوط کر دیا ہے اور کمین کا حکم دیا ہے۔ اس نے اپنی آواز بلند کی کہ تکین کے ساتھی سنیں اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے مجھے دھوکا دیا۔ ہلاک کر دیا۔ میں نے تو یہ حکم دیا تھا کہ اس مقام میں داخل نہ ہونا مگر تم نے نہ مانا۔ اب ہمیں اپنی نجات نہیں نظر آتی۔ یہ آواز سن کے تکین کے ساتھیوں کو لالچ آیا۔ اس کی تلاش میں انھوں نے خوب کوشش کی اور پکارنے لگے کہ "بلبل قفس میں ہے"۔

البجائی نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ وہ لوگ تیراندازی کرتے ہوئے اس کے پیچھے ہوگئے یہاں تک کہ پوشیدہ لشکر سے گذر کے سلیمان کے لشکر کے قریب ہوگئے۔ وہ اپنے لشکر اور ساتھیوں کے ہمراہ ایسی پناہ میں تھا جیسی دیواروں کے پیچھے ہوتی ہے۔ سلیمان بڑھا اور اس لشکر سے مل گیا۔ پوشیدہ لشکر اس لشکر کے پیچھے سے نکلا۔ البجائی نے اپنی کشتیوں کو ان لوگوں پر

نکلنے کا حکم دیا جو نہر میں تھے۔ ہر طریقے سے ہزیمت ہوئی۔ زنجی ان کشتیوں میں اس طرح سوار ہو گئے کہ انھیں قتل کرتے اور لوٹ رہے تھے۔ اسی حالت میں انھوں نے تقریباً تین فرسنخ راہ قطع کر لی تو سلیمان کھڑا ہو گیا اور الجبائی سے کہا کہ ہم لوٹ چلیں کیوں کہ ہم نے مال غنیمت بھی پا لیا اور سلامت بھی رہے۔ اور سلامتی ہر شئے سے افضل ہے۔ الجبائی نے کہا ہرگز نہیں۔ ہم نے اُن کے دلوں کو کھینچا ہے۔ ہمارا حیلہ اُن میں شائع ہو گیا۔ عقل کی بات یہ ہے کہ اس شب میں اُن پر حملہ کریں۔ شاید ہم انھیں ان کے لشکر سے ہٹا دیں۔ اور اُن کی جماعت کو پارہ پارہ کر دیں۔

سلیمان نے الجبائی کی رائے کے مطابق لشکر تکین کو گیا مغرب کے وقت اُس کے پاس پہنچ کے حملہ کیا تکین مع اپنے ساتھیوں کے کھڑا ہوا اور نہایت شدید قتال کیا۔ سلیمان اور اُس کے ساتھی اُس سے پوشیدہ ہو گئے۔ پھر سلیمان ٹھہر گیا اور اپنے ساتھیوں کو تیار کیا شبل کو ایک جماعت کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ کیا اور اُس کے ساتھ پیادہ لشکر کی ایک جماعت کو شامل کر دیا۔ الجبائی کو حکم دیا تو وہ بیچ نہر میں کشتیوں میں روانہ ہوا خود اپنے سوار و پیادہ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ساتھیوں کو آگے کیا۔ یہاں تک کہ تکین کے پاس آیا۔ آ سے کسی کی خبر نہ ہوئی اور وہ سب کے سب ظاہر ہو گئے۔ اپنا لشکر چھوڑ دیا۔ جو کچھ پایا سب لوٹ لیا اور لشکر کو جلا دیا۔ جو غنیمت اُسے ملی وہ سب لے کے اپنی چھاؤنی واپس آیا۔ وہاں خبیث کا خط پایا جو اُسے اُس کے مکان آنے کی اجازت کے بارے میں وارد ہوا تھا۔ اُس نے الجبائی کو نائب بنایا۔ اُن جھنڈوں کو جو اُسے تکین کے لشکر سے ملے تھے اور ان کشتیوں کو جو اُس نے ابو تمیم اور خشیش اور تکین سے لی تھیں ساتھ لے کے خبیث کے لشکر میں پہنچ گیا یہ واقعہ جمادی الاولی ۲۶۴ھ کا ہے۔

واقعات ۲۶۴ھ

زنجی واسط میں

جب سلیمان بن جامع تکین کے ساتھ جنگ کر کے صاحب الزنج کے پاس روانہ ہوا تو یحییٰ بن الخلف الجبائی کشتیوں میں اُس لشکر کے ساتھ جسے سلیمان اُس کے ساتھ چھوڑ گیا تھا غلے کی تلاش میں مازروان کی طرف نکلا۔ اُس کے ہمراہ ایک جماعت زنجیوں کی بھی تھی۔ جعلان کے ساتھی اس کے بیچ میں آگئے۔ کشتیاں گرفتار کر لیں اور اُسے بھگا دیا۔ وہ ہزیمت اُٹھا کے لوٹا۔ طہیثا پہنچا۔ اہل قریہ کے خطوط ملے کہ جب منجور مولی امیر المومنین اور محمد بن علی بن حبیب الیشکری کو سلیمان بن جامع کے طہیثا سے غائب ہونے کی خبر پہنچی تو دونوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے قریہ کا ارادہ کیا۔ وہاں خوں ریزی کی اور آگ لگا دی۔ پھر واپس چلے گئے۔ بقیۃ السیف نے بھاگ کے قریۂ حجاجیہ میں جان بچائی۔

الجبائی نے سلیمان کو اُن خطوط کی خبر دی اور اُس جبل کا حال لکھا جس میں جعلان نے اُسے پھنسایا تھا۔ قائد الزنج نے نہایت عجلت کے ساتھ سلیمان کو طہیثا روانہ کیا۔ وہ وہاں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ جعلان سے لڑنا چاہتا ہے۔ اُس نے اپنا لشکر تیار کیا ہے۔ الجبائی کو کشتیوں میں اپنے آگے روانہ کر دیا ہے۔ اُس کے ساتھ سوار و پیادہ کو کر دیا ہے۔ مازروان آنے اور جعلان کے لشکر کے مقابلے میں ٹھیرنے کا حکم دیا ہے۔ کہ اپنے گھوڑے ظاہر کرے اور اُنھیں اس طرح چرائے کہ جعلان کے ساتھی اُنھیں دیکھیں اور اُن پر حملہ نہ کریں۔ اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہوا۔ سوائے اُن چند اشخاص کے جنھیں اُس نے اپنی چھاؤنی میں چھوڑ دیا تھا۔ نالوں میں روانہ ہوا یہاں تک کہ اُن دونالوں پر نکلا

جوالربہ اور العمرقہ کے نام سے مشہور ہیں۔ محمد بن علی بن جبیب کی طرف گیا جو اُس زمانے میں موضع تلفخار میں تھا۔ اُس پر شدید حملہ کر کے بہتوں کو قتل کر دیا۔ بہت سے گھوڑے لے لئے۔ اور کثیر مال غنیمت اکھٹا کئے۔ محمد بن علی کے ایک بھائی کو بھی قتل کر دیا۔ محمد بچ گیا۔

سلیمان لوٹ کے اُس جنگل میں پہنچا جو البزاق اور القریہ کے درمیان ہے۔ اُس کے پاس بنی شیبان کے سوار آئے۔ تل فخار میں جن لوگوں پر سلیمان نے مصیبت ڈھائی تھی اُن میں بنی شیبان کا ایک سید بھی تھا جسے اُس نے قتل کر دیا۔ اُس کے چھوٹے بیٹے کو قید کر لیا۔ اُس کے گھوڑے کو لے لیا یہ خبر اُس کے قبیلے کو پہنچی۔ انھوں نے چار سو سواروں کے ساتھ اس جنگل میں سلیمان کا مقابلہ کیا سلیمان نے جب وہ ابن جبیب کی جانب روانہ ہوا تھا تو اپنے الطف کے نائب عمیر بن عمار کو بلا بھیجا تھا۔ وہ اس کے پاس آگیا تھا اور اُس نے اُسے اُن راستوں کا علم رکھنے کی وجہ سے رہبر بنایا تھا۔

سلیمان نے بنی شیبان کے گھوڑے دیکھے مگر سوائے عمیر بن عمار کے اپنے تمام ساتھیوں کو آگے روانہ کر چکا تھا۔ خود اکیلا تھا۔ بنو شیبان کو اُس پر فتح ہوئی۔ قتل کر دیا اور اُس کا سر لیکے واپس ہو گئے۔ یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اُسے عمیر کا قتل بہت گراں گزرا۔ سلیمان نے وہ سب خبیث کے پاس روانہ کر دیا جو اُسے محمد بن علی بن جبیب کے شہر سے ملا تھا۔ یہ اسی سال کے آخر رجب کا واقعہ ہے۔

شعبان میں سلیمان اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہو کے وہ قریۂ حسان میں آیا۔ وہاں اُس زمانے میں خلافت کی جانب سے ایک سردار تھا جس کا نام جیش بن حمر تکین تھا۔ اُس پر حملہ کیا۔ وہ اُس کے مقابلے سے بھاگ گیا۔ قریہ کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ اُس میں آگ لگا دی۔ گھوڑے لے لئے اور اپنے لشکر کی طرف لوٹ آیا۔

۱۰ر شعبان الحوانیت کی طرف نکلا الجبائی کشتیوں میں بربر مساور کی طرف چلا۔

وہاں اُس نے ایک میدان بے گیاہ میں گھوڑے پائے کہ جعلان کے سے تھے۔ جس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کے ذریعے سے نہر ابان میں آئے۔ وہ خود شکار کو گیا تھا۔ الجبائی نے اُس میدان پر حملہ کر دیا۔ انھیں قتل کر ڈالا۔ گھوڑے لے لئے جو بارہ سے تھے۔ طہیثا لوٹ آیا۔

۲۷ر شعبان کو سلیمان تل رمانا گیا۔ اس پر حملہ کیا۔ باشندے وہاں سے نکل گئے۔ جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ گھسوٹ کے اپنے لشکر لوٹ آیا۔ ۱۰ر رمضان کو اس مقام کی طرف روانہ ہوا جو الحیازرہ کے نام سے مشہور تھا۔ اُس زمانے میں آبا وہاں تھا اور جعلان مازروان میں سلیمان نے خبیث کو اپنے پاس کشتیاں بھیجنے کو لکھا تھا۔ اس نے اس کے پاس دس کشتیاں عبادان کے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کیں جس کا نام الصقر بن الحسین تھا۔ الصقر جب یہ کشتیاں سلیمان کے پاس لایا تو یہ ظاہر کیا کہ جعلان کا قصد ہے۔ یہ خبر بن تیزی کے ساتھ جعلان کو پہنچیں کہ سلیمان اس کے پاس آنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا ارادہ اپنے لشکر کو روکنے کا تھا مگر جب سلیمان آبا کے مقام سے قریب ہوا تو اُس کی طرف جھک گیا۔ اُس پر حملہ کر دیا اور اپنے آنے کے متعلق اُسے دھوکے میں پایا۔ آخر دھوکے ہی دھوکے میں کامیابی ہوئی۔ چھ کشتیاں پاگیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ جباش کہتا تھا کہ آٹھ کشتیاں تھیں جنھیں اس نے اُس کے لشکر میں پایا۔ اور اُن دو کشتیوں کو جلا دیا جو ساحل پر تھیں۔ اُسے گھوڑے اور ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا۔ اور اپنے لشکر کی طرف واپس ہو کے ظاہر کیا کہ اُس کا قصد تکین بخاری کا ہے۔ الجبائی اور جعفر بن احمد کے ساتھ جو خبیث ملعون کے بیٹے کا ماموں تھا جس کا عرف انکلائی تھا چند کشتیاں تیار کیں۔ جب وہ کشتیاں جعلان کے لشکر پہنچیں تو جعلان نے کشتیوں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ سلیمان نے خشکی کی جانب سے اُس پر حملہ کر کے جعلان کو الرصافہ تک بھگا دیا۔ اپنی کشتیاں واپس لے لیں اور ستائیس گھوڑوں اور دو گھوڑوں کے بچوں پر اور تین خچروں پر قبضہ کر لیا۔ لوٹ کا مال کثیر اور ہتھیار ملے۔ اور طہیثا واپس آگیا۔

محمد نے کہا کہ جباش کو اس مقام میں تکین کے ذکر سے انکار تھا۔ نہ اُسے تکین میں العبادانی کی خبر معلوم تھی۔ اس سے نے یہ گمان کیا اُس کا قصد صرف جعلان ہی کا تھا۔ سلیمان کی خبر اُس کے اہل لشکر پر پوشیدہ تھی یہاں تک کہ اُنھوں نے یہ خبر بد مشہور کر دی کہ وہ قتل کر دیا گیا اور اُس کے ساتھ الجبائی بھی ہلاک ہوا۔ لوگ بہت ہی گھبرائے۔ حملہ جعلان کے متعلق جب ٹھیک خبر ملی اور واقعات معلوم ہوئے تو انھیں قرار و سکون ہوا یہاں تک کہ سلیمان آیا اور جو پیش آیا تھا اُس کا ماجرا خبیث کو لکھا جھنڈے اور ہتھیار روانہ کئے۔

سلیمان ذی القعدہ میں الرصافہ گیا اور مطر بن جامع پر حملہ کیا جو اُس زمانے میں وہاں مقیم تھا۔ اُسے بہت سا مال غنیمت ملا۔ الرصافہ کو جلا دیا اور اُسے حلال سمجھ لیا۔ جھنڈے خبیث کو روانہ کر دیے۔ ۵ ذی الحجہ سنہ ۲۶۲ھ کو خبیث کے شہر میں اترا۔ وہاں اس لئے ٹھیر گیا کہ عید کرے اور اپنے مقام میں مقیم ہو۔ مطر بن جامع قریہ الحجاجیہ میں آیا۔ اُس پر حملہ کیا۔ باشندوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ سلیمان کی جانب سے جو قاضی تھا وہیں کے باشندوں میں سے تھا۔ اُس کا نام سعید بن السید العلوی تھا۔ قاضی صاحب قید کئے گئے اور مع ثعلب بن حفص اور چار ہمراہی سرداروں کے واسط بھیجے گئے۔ یہ لوگ الحرجلیہ پہنچے جو طہیثا سے ڈھائی فرسخ ہے۔ الجبائی مع سوار و پیادہ مطر کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ وہ الناحیہ آیا۔ مطر کو جو کچھ حاصل کرنا تھا کر چکا تھا۔ الجبائی وہاں سے واپس ہوا اور سلیمان کو یہ خبر لکھی۔ سلیمان اسی سال ۲۸ ذی الحجہ یوم سہ شنبہ کو آیا۔ جعلان کو واپس کیا گیا۔ احمد بن لیثویہ آیا تو اس نے الشدیدیہ میں قیام کیا۔ سلیمان اُس موضع کی طرف گیا جس کا نام نہر ابان تھا۔ وہاں اُسے ابن لیثویہ کا ایک سردار ملا جس کا نام طرناج تھا۔ اُس نے اُس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ جو شخص اس مقام پر قتل کیا گیا وہ ینگ تھا۔ طرناج تو مازروان میں مقتول ہوا ہے۔

سلیمان بعزم رصافہ روانہ ہوا۔ وہاں اُس زمانے میں مطر بن جامع کا

لشکر تھا۔ اُس نے اُس پر حملہ کیا۔ لشکر کو حلال سمجھ لیا۔ اور سب کو حلال کر ڈالا۔ ساتھ کشتیاں لے لیں۔ اور دو جلا دیں۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۲۶۴ھ میں ہوا۔ محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ یہ واقعہ الشدیدیہ میں ہوا اور وہ بھی جس میں اس دن چھ کشتیاں گرفتار کی گئیں۔

سلیمان پانچ کشتیوں میں روانہ ہوا۔ بہادر سرداروں کو ترتیب سے بٹھایا۔ تکین البخاری نے الشدیدیہ میں اُس پر حملہ کیا۔ اُس زمانے میں ابن لیثویہ کوفہ وجنبلاء کے نواح میں چلا گیا تھا۔ تکین نے سلیمان پر حملہ کر کے مع اسباب واسلحہ ومقاتلین کے اُس کی سب کشتیاں لے لیں اس جنگ میں سلیمان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابن لیثویہ الشدیدیہ چلا گیا اور ان اطراف کا انتظام کیا یہاں تک کہ ابو احمد نے محمد المولد کو واسط کا والی بنایا۔

محمد نے کہا کہ جباش کہتا تھا کہ ابن لیثویہ جب الشدیدیہ آیا تو سلیمان اُس کی جانب روانہ ہوا۔ دو روز تک ٹھیر کر اُس سے جنگ کرتا رہا تیسرے دن سلیمان اُس سے پسپا ہوا۔ ابن لیثویہ نے بہ تعجیل اُس کا تعاقب کیا۔ سلیمان لوٹا۔ اسے وہانہ بردُوا میں ڈال دیا۔ قریب تھا کہ ڈوب جائے مگر بچ گیا سلیمان کو ابن لیثویہ کے سترہ گھوڑے ملے۔

محمد نے کہا کہ سلیمان نے خبیث کو امداد کے لئے لکھا اُس نے الخلیل بن ابان کو تقریباً پندرہ سو سوار کے ساتھ اُس کے پاس روانہ کیا۔ اُس کے ہمراہ المذوّب بھی تھا۔ اس مدد کے آنے کے بعد سلیمان نے محمد المولد پر حملہ کیا۔ محمد بھاگ گیا اور زنجی واسط میں داخل ہو گئے۔ مخلوق کثیر قتل کی گئی اُسے لوٹا اور جلایا گیا جب کہ یہ واقعہ ہوا وہاں کنجور البخاری تھا۔ اُس نے عصر کے وقت تک مدافعت کی اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ اُس دن سلیمان بن جامع کے لشکر کا سردار الخلیل بن ابان اور عبداللہ عرف المذوب تھا۔ الجبائی بڑی کشتیوں میں تھا۔ ابن مہربان زنجی چھوٹی کشتیوں میں۔ سلیمان بن جامع اپنے سرداروں اور ان کے پیادوں کے ساتھ تھا۔ سلیمان بن موسیٰ الشعرانی اور اُس کے دونوں بھائی مع اپنے پیادہ وسوار کے سلیمان بن جامع کے ساتھ تھے۔ ساری قوم ایک ہاتھ تھی۔

سلیمان بن جامع واسط سے واپس ہوا اور مع تمام لشکر کے جنبلاء گیا تاکہ فساد کرے اور ویران کرے۔ اُس کے اور الخلیل کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ الخلیل نے یہ واقعہ اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھا۔ اُس نے قائد الزنج سے درخواست کی کہ سلیمان کی معیت سے اُس کو معاف کیا جائے۔ الخلیل کو مع علی بن ابان کے ساتھیوں اور اُس کے غلاموں کے خبیث کے شہر واپس آنے کی اجازت دی گئی۔ المذوب مع اعراب کے سلیمان کے ساتھ رہ گیا۔ چند روز (سلیمان) اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ پھر نہر الامیر چلا گیا اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ الجبائی اور المذوب کو جنبلاء روانہ کیا۔ وہ دونوں وہاں نو دن تک مقیم رہے۔ سلیمان نہر الامیر میں پڑاؤ کئے رہا۔ محمد نے کہا کہ جباش کہتا تھا کہ سلیمان الشدید میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

اسی سال سلیمان بن وہب بغداد سے سامرا کی طرف نکلا۔ الحسن بن وہب بھی اس کے ہمراہ تھا۔ احمد بن الموفق اور مسرور البلخی اور اکثر سرداروں نے اس کی مشایعت کی بسامرا پہنچا تو خلیفہ نے ناخوش ہو کے قید کر دیا۔ بیڑیاں ڈالدیں۔ اس کے اور اُس کے دونوں بیٹے وہب اور ابراہیم کے مکانات لوٹ لیے گئے۔ ۲۷/ ذی القعدہ کو الحسن بن مخلد کو وزیر بنایا۔

الموفق بغداد سے روانہ ہوا۔ عبداللہ بن سلیمان بھی ہمرکاب تھا۔ سامرا کے قریب پہنچا تو المعتمد جانب غربی منتقل ہو گیا۔ اور وہاں پڑاؤ کیا۔ ابو احمد الموفق اور اُس کے ساتھی جزیرۃ المؤید میں اتر گئے۔ دونوں کے درمیان قاصد آمد و رفت کرتے رہے۔ ذی الحجہ کے چند دن گزر گئے تو المعتمد براہ دجلہ چلا گیا اور اُس کا بھائی ابو احمد براہ زلال اُس کے پاس گیا۔ اُس نے ابو احمد اور مسرور البلخی اور کیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعت دیا۔ سہ شنبہ ۸/ ذی الحجہ کو یوم الترویہ ہوا۔ ابو احمد کے لشکر والے المعتمد کے لشکر میں عبور کر گئے۔ سلیمان بن وہب رہا کر دیا گیا۔ المعتمد محل واپس آیا۔ الحسن بن مخلد اور احمد بن صالح بن شیرزاد بھاگ گئے۔ المعتمد نے دونوں کے اور ان دونوں کے رشتہ داروں کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کو لکھا۔ احمد بن ابی الاصبع قید کر دیا گیا جو سردار سامرا میں

مقیم تھے تکریت بھاگ گئے۔ ابوموسیٰ بن المتوکل پوشیدہ ہوگیا پھر ظاہر ہوا۔ جو سردار تکریت چلے گئے تھے موصل روانہ ہوگئے۔ اور خراج جمع کرنے لگے۔
اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی الکوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۶۵ھ

ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ اس سال احمد بن لیثویہ اور سلیمان بن جامع سردار صاحب الزنج کے درمیان جنبلاء کے نواح میں جنگ ہوئی۔

بلاء جنبلاء

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن جامع نے صاحب الزنج کو نہر النہیری کے حال سے خبر دی تھی اور سواد کوفہ بھیجنے کے خرچ کی اجازت چاہی تھی۔ کہ اس میں فاصلہ کم ہے۔ روانگی کے ساتھ ہی اس تمام رسد کی باربرداری کا انتظام کردے گا جو جنبلاء اور سواد کوفہ میں ہے۔ اس کے انتظام کے لئے خبیث نے ایک شخص کو روانہ کیا جس کا نام محمد بن یزید البصری تھا۔ سلیمان کو اس کی مالی ضروریات رفع کرنے کو اور جس کام کے لئے وہ روانہ کیا گیا اس سے فارغ ہونے کے وقت تک لشکر میں قیام کرنے کو لکھدیا۔ سلیمان مع اپنے تمام لشکر کے روانہ ہوکے الشریطیہ میں ایک مہینے کے قریب ٹھیرا رہا۔ نہر میں کام کرنے والے لگادیے۔ اسے الصتین کے نواح سے رسد پہنچتی تھی۔ یہاں تک کہ اس پر ابن لیثویہ نے جو جنبلاء پر ابواحمد کا عامل تھا حملہ کرکے اس کے چودہ سرداروں کو قتل کردیا۔
محمد بن الحسن نے کہا کہ ابن لیثویہ نے سینتالیس سرداروں کو اور اتنی بڑی مخلوق کو جس کی کثرت کا شمار نہیں ہوسکتا قتل کردیا۔ لشکر کو حلال کرڈالا کشتیوں کو جلادیا جو اسی نہر میں تھیں جس کے جاری کرنے پر وہ مامور تھا۔ وہ ہزیمت اٹھا کے روانہ ہوا یہاں تک کہ طہیثا پہنچا۔ وہاں ٹھیر گیا۔ اسی کے بعد الجبائی آیا۔

پھر وہ بڑھا۔ اور موضع بر تمرتنا میں قیام کیا۔ کشتیوں کے داخل کرنے پر مہربان بن الزنجی کو مامور کیا۔ خلافت نے نصیر کو شامرج کے مقید کرلانے کے لئے روانہ کیا تھا۔ نصیر الزنجی بن مہربان شامرج کو قید کرکے نہر بتمرتا آیا۔ اس سے سات کشتیاں لے لیں۔ مگر چھ کشتیاں الزنجی نے واپس لے لیں۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ جباش انکار کرتا تھا کہ زنجی بن مہربان نے ان کشتیوں میں سے کوئی واپس نہیں لی تھی اس کا گمان یہ ہے کہ نصیر تمام کشتیوں کو لے گیا اور الجبائی طہیثا کی جانب واپس ہوا۔ سلیمان کو خط بھیجنے میں اس نے عجلت کی اور اس کے پاس آگیا۔ پھر سلیمان طہیثا میں ٹھیرا یہاں تک کہ اسے الموفق کے آنے کی خبر پہنچی۔

اسی سال انطاکیہ میں احمد بن طولون نے سیما الطویل پر حملہ کیا۔ اس نے اسے گھیر لیا۔ یہ اسی سال محرم میں ہوا۔ پھر ابن لوطن انطاکیہ پر برابر مقیم رہا یہاں تک کہ اس نے اسے فتح کرکے سیما کو قتل کر دیا۔

اسی سال اصبہان میں القاسم بن سماہ نے ولف بن عبد العزیز بن ابی ولف پر حملہ کرکے قتل کر دیا۔ دلف کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے القاسم پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ احمد بن عبد العزیز کو اپنا رئیس بنایا۔

اسی سال محمد المولد یعقوب بن اللیث سے مل گیا۔ اس کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ محرم میں ہوا خلافت نے اس کے مال و جائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔

اسی سال اماما میں اعراب نے جعلان عرف العیار کو قتل کر دیا جو ایک قافلے کی رہنمائی کے لئے نکلا تھا۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ جماد الاولی میں ہوا۔ خلافت نے اپنے موالی کی ایک جماعت کو قاتلوں کی تلاش میں روانہ کیا۔ اعراب بھاگ گئے جوان کی تلاش میں روانہ ہوئے تھے عین التمر پہنچے پھر بغداد کی جانب لوٹے۔ سردی کے سبب سے ان میں سے ایک جماعت مر چکی تھی۔ ان دنوں سردی کی شدت تھی جو کچھ دن تک رہی۔ بغداد میں برف گری۔

اسی سال ابو احمد نے سلیمان بن وہب اور اس کے بیٹے عبد اللہ کے قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں اور ان کے چند رشتہ دار ابو احمد کے گھر میں

قید کئے گئے اور ان کے چند رشتہ داروں کے مکان لوٹ لئے گئے سلیمان اور اس کے بیٹے عبد اللہ کی مکان کی حفاظت پر پہرہ مقرر کر دیا گیا۔ سوائے احمد بن سلیمان کے ان دونوں کے اور ان کے رشتہ داروں کے مال وجائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ سلیمان اور اس کے بیٹے عبد اللہ سے سات لاکھ دینار پر صلح کی گئی۔ ان دونوں کو ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا جہاں وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچ سکے جسے یہ دونوں پسند کریں۔

اسی سال موسیٰ بن اتامش اور اسحاق بن کنداجیق اور ینغجور بن ارخوز اور الفضل بن موسیٰ بن بغا نے باب الشماسیہ پر پڑاؤ کر کے بغداد کے پل کو عبور کیا اور السفینتین چلے گئے۔ احمد بن الموفق ان کے پیچھے گیا مگر یہ لوگ نہیں لوٹے اور صرصر میں اتر گئے۔

اسی سال ابو احمد نے صاعد بن مخلد کو کاتب بنایا۔ ۱۰ر جمادی الآخرہ کو یہ تقرر ہوا۔ اسے خلعت دیا۔ صاعد اُن سرداران کے پاس گیا جو صرصر میں تھے۔ ابو احمد نے اپنے بیٹے احمد کو اُن کے پاس بھیجا۔ اُس نے اُن سے گفتگو کی۔ وہ لوگ اُس کے ساتھ واپس آئے۔ انھیں بھی خلعت دیا۔

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا روم کے پانچ بطریق تیس ہزار رومیوں کے ساتھ اَذَنہ کی جانب نکلے۔ پھر المصلی گئے۔ اُرخوز کو قید کر لیا جو سرحد کا والی تھا پر معزول کر دیا گیا تھا اور اُس نے وہیں تعلق کر لیا تھا۔ وہ قید کیا گیا۔ اُس کے ہمراہ تقریباً چار سو آدمی قید کئے گئے۔ ان لوگوں میں سے جو اُن کی جانب گئے تقریباً چودہ سو آدمی قتل کئے گئے۔ وہ لوگ چوتھے دن واپس ہوئے۔ یہ حادثہ اسی سال جمادی الاولی میں پیش آیا۔

اسی سال رجب میں موسیٰ بن آتامش اور اسحاق بن کنداجیق اور ینغجور بن ارجوز نے نہر دیالی پر پڑاؤ کیا۔

اسی سال احمد بن عبد اللہ الخجستانی نیسابور پر غالب آیا۔ الحسین بن طاہر جو محمد بن طاہر کا عامل تھا مرو چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ شرکب الجمال کا بھائی الحسین اور احمد بن عبد اللہ الخجستانی کے درمیان رہا۔

اسی سال طوس کو برباد کیا گیا۔

اسی سال اسماعیل بن بلبل کو وزیر بنایا گیا۔

اسی سال یعقوب بن اللیث الاہواز میں مرا۔ عمرو بن اللیث اس کا جانشین ہوا۔ عمرو نے خلافت کو لکھا کہ وہ اُس کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ اسی سال ذی العقدہ میں احمد بن ابی الاصبغ کو اُس کے پاس روانہ کیا گیا۔

اسی سال بنی اسد کے اعراب کی ایک جماعت نے علی بن مسرور البلخی کو قبل اُس کے المغیثہ پہنچنے کے مکہ راستہ میں قتل کر دیا۔ ابو احمد نے محمد بن مسرور البلخی کو طریقِ مکہ کا والی بنایا تھا پھر اُس کے بھائی علی بن مسرور کو والی بنایا۔

اسی سال شاہ روم نے عبد اللہ بن رشید بن کاؤس کو واپس کیا۔ چند مسلمان قیدی بھی ساتھ تھے اور چند نسخے کلام اللہ کے بھی بطور ہدیہ کے دیے تھے۔

اسی سال زنجیوں کی ایک جماعت تیس کشتیوں میں جبّل گئی۔ وہاں غلّے کی چار کشتیاں گرفتار کر کے واپس گئے۔

اسی سال العباس بن احمد بن طولون اپنے باپ احمد کا مخالف ہو کر مع اپنے متبعین کے برقہ چلا گیا۔ جیساکہ بیان کیا گیا اُس کے باپ احمد نے اس سے جب احمد شام کی جانب روانہ ہوا تھا مصر میں اُس کے ولایت عہد کی قسم لی تھی۔ جب احمد شام سے واپس ہوا تو العباس جس قدر مال مصر کے بیت المال میں تھا سب لے کے برقہ چلا گیا۔ احمد نے اس کی جانب لشکر روانہ کیا وہ اس پر کامیاب ہوئے۔ اور اُسے اُس کے باپ احمد کے پاس واپس لائے۔ اُس نے اُسے اپنے پاس قید کر دیا۔ اُس جماعت کو قتل کر دیا جنھوں نے اس کام پر بیٹے کا ساتھ دیا تھا۔

اسی سال زنجی النعمانیہ میں داخل ہوئے بازار کو اور باشندوں کے اکثر مکانات کو جلا دیا۔ لوگوں کو قید کیا اور جرجرایا کی جانب چلے گئے۔ وہاں کے دیہات کے باشندے بغداد میں آ گئے۔

اسی سال ابو احمد نے عمرو بن اللیث کو خراسان اور فارس اور اصبہان اور سجستان اور کرمان اور سندھ کا والی بنایا۔ احمد بن ابی الاصبغ کے ہاتھ فرمان بھیجا اور اس کے ساتھ ہی خلعت بھی اُسے روانہ کیا۔

اسی سال ذی الحجہ میں مسرور البلخی النیل گیا۔ عبداللہ بن الیثویہ مع اپنے بھائی کے ساتھیوں کے وہاں سے کنارہ ہوگیا۔ اس نے خلافت کی مخالفت ظاہر کی تھی۔ وہ اور اس کے متبعین احمد آباذ چلے گئے۔ مسرور البلخی نے جنگ کے قصد سے ان کا تعاقب کیا۔ عبداللہ بن لیثویہ۔ جو لوگ اس کے ہمراہ تھے بڑھے۔ مسرور کے لئے سواری سے اتر پڑے اور اس کی اطاعت میں اس کے فرمانبردار ہوگئے۔ عبداللہ بن لیثویہ جو اپنی تلوار کھینچے ہوئے پٹکا اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے تھا قسمیں کھا کے معذرت کر رہا تھا۔ کہ جو کچھ اس نے کیا اس پر اسے مجبور کیا گیا تھا۔ معذرت مقبول ہوئی اور اسے اور اس کے ہمراہ چند سرداروں کو خلعت دیا گیا۔

اسی سال تکین النجاری مسرور البلخی کے مقدمے میں الاہواز روانہ ہوا۔

واقعات اہواز

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ ابو احمد نے ولایت اہواز جب مسرور بلخی کو تفویض کی تو مسرور نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو وہاں مامور کیا۔ تکین وہاں روانہ ہوا۔ علی بن ابان المہلبی بھی وہاں گیا تھا۔ پھر اس نے تستر کا قصد کیا۔ علی نے اپنے زنجی ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس مقام کا محاصرہ کر لیا۔ باشندے خائف ہوئے اور قریب تھا کہ اسے سپرد کر دیں کہ اسی حال میں تکین وہاں آیا۔ سفر کے کپڑے بھی نہ اتارے تھے کہ علی بن ابان اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا۔ شکست زنجیوں کو ہوئی۔ وہ قتل کئے گئے بھگا دیے گئے اور منتشر ہو گئے علی ان لوگوں کے ہمراہ جو بچ گئے تھے ہزیمت اٹھا کے واپس ہوا۔ یہ باب کودک کی مشہور جنگ ہے۔

تکین البخاری لوٹا۔ تستر میں اترا۔ بدمعاشوں کا بہت بڑا گروہ اس کے ساتھ شامل ہوگیا۔ علی بن ابان نے بھی اپنے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس کی جانب کوچ کیا۔ المسرقان کی شرقی جانب اترا۔ سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے بھائی کو غربی جانب کر کے پیادہ لشکر زنج کو اس کے ساتھ کر دیا۔ سرداران زنج کی ایک جماعت کو آگے کیا جن میں انکلویہ اور حسین عرف حمامی اور ان دونوں کے علاوہ اور بھی

ایک جماعت تھی۔ انہیں فارس کے پل پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ علی بن ابان نے جو تدبیر کی تھی اس کی خبر تکین کو پہنچی۔ مخبر ایک غلام وصیف الرومی تھا جو علی بن ابان کے لشکر سے بھاگ آیا تھا۔ اس نے خبر دی کہ فارس کے پل پر قیام ہے۔ شرابخواری کا شغلہ ہے۔ ساتھیوں کو غلہ اکھٹا کرنے کے لئے منتشر کر دیا ہے۔ تکین رات کے وقت ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوا اور اُن پر حملہ کر دیا۔ زنجی سرداروں میں سے انکلویہ اور الحسین عرف الحمامی اور ابو صالح مفرج اور اندرون کو قتل کر دیا۔ باقی لوگ بھاگ گئے اور الخلیل بن ابان سے مل گئے۔ جو مصیبت اُن پر نازل ہوئی تھی وہ اُسے بتائی۔

تکین المسرقان کی شرقی جانب روانہ ہو کے علی بن ابان سے ملا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا مگر علی اس کے لئے نہیں ٹھیرا۔ بھاگ گیا۔ علی کا ایک غلام جو سواروں میں سے تھا اور جعفرویہ مشہور تھا گرفتار ہو گیا۔ علی اور الخلیل مع اپنی جماعت کے الاہواز لوٹ آئے اور تکین تستر لوٹ گیا۔

علی بن ابان نے تکین کو ایک خط لکھا جس میں اُس سے جعفرویہ کے قتل سے باز رہنے کی درخواست کی تھی چنانچہ اس نے اسے قید کر دیا اور تکیں اور علی بن ابان کے درمیان لطف آمیز نامہ و پیام جاری ہوئے۔ اسکی خبر مسرور کو پہنچی تو اُس نے ناپسند کیا۔ مسرور کو یہ خبر ملی کہ تکین نے اُس کی نافرمانی کی ہے۔ علی بن ابان کی طرف جھک گیا ہے اور اُس کی جانب مائل ہے۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن دینار نے بیان کیا۔ اُس سے محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی المامونی الباذغیسی نے جو تکین البخاری کے ساتھیوں میں سے تھا کہا جب مسرور کو علی بن ابان پر التفات کی خبر پہنچی تو اس نے توقف کیا کہ صحیح حال معلوم کر سکے۔ الاہواز کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ تکین سے رضامندی اور اُس کے فعل کی خوبی ظاہر کر رہا تھا۔ شاہرزان گیا۔ وہاں سے السوس آیا۔ تکین کو خبر معلوم ہو گئی تھی۔ وہ اس سے اور اُس جماعت سے وحشت میں تھا۔ مسرور اور تکین کے درمیان مراسلت سے تکین کو خوف نہ رہا۔ مسرور وادئ تستر چلا گیا اور تکین کو بلا بھیجا۔ وہ گیا تو مسرور کے حکم سے اُس کی

تلوار لے لی گئی اور اُس پر نگران مقرر کر دیا گیا۔ تکین کے لشکر نے یہ دیکھا تو اسی وقت منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک فرقہ صاحب الزنج کے علاقے کی طرف اور ایک فرقہ محمد بن عبید اللہ الکردی کے پاس چلا گیا۔ یہ خبر مسرور کو پہنچی تو اُس نے تکین کے بقیہ لشکر کے لئے امان کا اعلان کر دیا۔ لوگ اُس کے ساتھ ہو گئے۔ محمد بن عبد اللہ بن الحسن المامونی نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ایک ہوں جو مسرور کے لشکر میں گئے۔ مسرور نے تکین کو ابراہیم بن جعلان کے سپرد کیا۔ وہ اسی کے قبضے میں مقید رہا یہاں تک کہ اس کی موت آگئی۔ مسرور و تکین کا کچھ حال ہم نے ۲۶۵ھ میں بیان کیا ہے اور کچھ حال ۲۶۶ھ میں۔

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال عرف ابو المغیرہ بن عیسیٰ بن محمد المخزومی جو زنجیوں کے ساتھ شریک تغلب تھا علی کی معیت میں وارد مکہ ہوا۔

واقعات ۲۶۶ھ

ماہ صفر میں عمرو بن اللیث نے بغداد و سامرا کی پولیس پر عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کو اپنی جانب سے نائب مقرر کیا۔ ابو احمد نے اُسے خلعت دیا۔ عبید اللہ بن عبد اللہ اپنے گھر گیا۔ عمرو بن اللیث نے اُسے ایک خلعت دیا اور سونے کی ایک چھڑی بھیجی۔

اسی سال صفر میں اساتکین رے پر غالب آیا۔ وہاں سے طلجور کو نکال دیا جو عامل تھا۔ وہ اور اُس کا بیٹا اذکوتکین قزوین گئے جہاں کیغلغ کا بھائی ابر ون عامل تھا۔ اس سے مصالحت کی اور قزوین میں داخل ہو گئے۔ محمد بن الفضل بن سنان العجلی کو گرفتار کر کے اس کا مال و جائداد لے لی۔ اساتکین نے اُسے قتل کر دیا۔ رے کی جانب لوٹا تو باشندوں نے قتال کیا۔ وہ اُن پر غالب آیا اور داخل ہو گیا۔

اسی سال روم کا ایک لشکر تل بسملی علاقے دیار ربیعہ میں وارد ہوا۔ بعض مسلمانوں کو قتل کیا اور تقریباً ڈھائی سو کو قید کیا۔ اہل تصیبین اور اہل موصل مقابلے کو بڑھے تو رومی واپس چلے گئے۔

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں ابو الساج لشکر عمرو بن اللیث بغداد واپس آتے ہوئے جندیسابور میں مرگیا۔ اُس کے قبل اسی سال محرم میں سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کی وفات ہوئی تھی۔

اسی سال عمرو بن اللیث نے احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کو اصبہان کا والی بنایا۔

اسی سال محمد بن ابی الساج کو طریق مکہ و حرمین کا والی بنایا گیا۔

اسی سال اغرتمش کو الاہواز کے ان اعمال کا والی بنایا گیا جن کا تکین البخاری والی تھا۔ اغرتمش وہاں گیا اور ماہ رمضان میں داخل ہوا۔

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ مسرور نے اغرتمش اور آبا اور مطر بن جامع کو علی بن ابان کی جنگ کے لئے روانہ کیا۔ وہ لوگ روانہ ہو کے تستر پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ جو تکین کی قید میں قائد الزنج کے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ جعفرویہ بھی تھا۔ وہ سب قتل کر دیے گئے۔ مطر بن جامع ان کے قتل کا منتظم تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کے عسکر مکرم پہنچے۔ علی بن ابان نے ان کی جانب کوچ کیا اور اپنے بھائی الخلیل کو اپنے آگے روانہ کیا۔ الخلیل اُن کے پاس ٹھیر گیا اور علی اس کے پیچھے پہنچا۔ مقابلے میں زنجیوں کے مجمع کی کثرت ہو گئی تو انھوں نے پل کو کاٹ دیا اور اپنی حفاظت کر لی۔ علی بن ابان اپنے تمام ساتھیوں کی ہمراہی میں واپس ہو کے الاہواز چلا گیا۔ الخلیل مع اُن لوگوں کے جو اُس کے ہمراہ تھے المسرقان میں ٹھیر گیا۔ اُس کے پاس یہ خبر آئی کہ اغرتمش اور ابا اور مطر بن جامع نے اُس کا رخ کیا ہے اور اربک کے پل کی غربی جانب اترے ہیں کہ عبور کر کے اُس کے پاس آئیں۔ الخلیل نے یہ خبر اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھ دی۔ علی کوچ کر کے پل پر آیا اور الخلیل کو پاس آنے کو کہلا بھیجا۔ وہ اُس کے پاس آ گیا۔ علی کے جو ساتھی الاہواز میں تھے وہ خوفزدہ ہو گئے۔

انھوں نے اُس کی چھاؤنی اُکھاڑ ڈالی اور نہر السدرہ چلے گئے۔ وہاں علی بن ابان اور خلافت کے سرداروں میں جنگ چھڑ گئی اور دن بھر ہوتی رہی۔ آخر افسران خلافت بار آ گئے۔ علی بن ابان الاہواز واپس آیا۔ وہاں کسی کو نہیں پایا۔ اپنے تمام ساتھیوں کو اس حالت میں پایا کہ نہر السدرہ چلے گئے تھے۔ کسی کو اُن کے پاس روانہ کیا کہ واپس لائے۔ یہ وقت سخت گذرا تو وہ بھی پیچھے چلا گیا اور نہر السدرہ میں ٹھہر گیا۔ خلافت کے سردار واپس ہو کے عسکر مکرم میں اُترے۔ علی بن ابان جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ بہبوذ بن عبد الوہاب کو بلا بھیجا۔ وہ مع اپنے ساتھیوں کے اُس کے پاس آ گیا۔ علی نے ان لوگوں کی جانب روانہ ہونے پر اتفاق کیا تھا وہ اغرتمش اور اُس کے ساتھیوں کو معلوم ہوا۔ وہ لوگ اُس کی جانب روانہ ہوئے۔ علی بن ابان نے اپنے بھائی کو مقدمے پر کیا تھا اور بہبوذ اور احمد بن الزنجی کو اُس کے ساتھ شامل کر دیا تھا۔ دونوں فریق کا الدولاب میں مقابلہ ہوا۔ علی نے الخلیل بن ابان کو یہ حکم دیا کہ بہبوذ کو کمین گاہ میں رکھے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ الخلیل روانہ ہوا۔ اُن کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ صبح کا ابتدائی وقت لشکر خلافت کے موافق رہا۔ بعد کو اُن پر پوشیدہ لشکر نکل آیا۔ زنجی ٹوٹ پڑے۔ انھوں نے اُن کو بھگا دیا۔ مطر بن جامع گرفتار کر لیا گیا جو اپنے گھوڑے سے گر پڑا تھا۔ بہبوذ نے اُسے گرفتار کر لیا اور علی کے پاس لے گیا۔ سیماعرف صفراج سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ بہبوذ جب مطر کو علی کے پاس لایا تو مطر نے امان کی درخواست کی علی نے انکار کیا کہ اگر تو جعفرویہ کو امان دیتا تو ہم بھی تجھے مامون رکھتے۔ وہ اُس کے نزدیک لایا گیا تو اُس نے اپنے ہاتھ سے گردن ماردی۔

علی بن ابان الاہواز میں داخل ہو گیا۔ اغرتمش اور ابا مع ان لوگوں کے جو بچ گئے تھے واپس ہو کے تستر میں آ گئے۔ علی بن ابان نے خبیث کے پاس سر روانہ کر دیئے۔ اُس نے انھیں اپنے شہر کی چہار دیواری پر لٹکانے کا حکم دیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ علی بن ابان اس کے بعد اغرتمش اور اس کے ساتھیوں کے پاس آتا تھا اور ان میں جنگ فجر کرنے کو ہوتی تھی۔

خبیث نے اپنے لشکر کو علی بن ابان کی جانب پھیر دیا تھا۔ وہ اغرتمش کے مقابلے میں بہت ہو گئے۔ تو وہ صلح کی طرف مائل ہوا۔ علی بن ابان نے بھی پسند کیا دونوں نے آپس میں صلح کر لی۔ علی بن ابان آس پاس کو لوٹنے لگا۔ اسی غارتگری میں قریہ بیروذ کو تباہ کر ڈالا اور وہاں سے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ خبیث کو لکھا اور جو مال غنیمت اُس نے پایا تھا روانہ کر دیا اور مقیم ہو گیا۔

اسی سال اسحاق بن کنداجیق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کے لشکر کو چھوڑ دیا۔ احمد بن موسیٰ بن بغا جب الجزیرہ روانہ ہوا تو موسیٰ بن اتامش کو اُس نے دیار ربیعہ پر والی بنایا تھا۔ اسحاق کو یہ ناگوار ہوا اور اس سبب سے اُس نے اس کا لشکر چھوڑ دیا۔ اور بَلَد چلا گیا یعقوبی نے کردوں پر حملہ کر کے انھیں شکست دی اور اُن کا مال لے لیا۔ چنانچہ وہ اس سے قوی ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے مساور الشاری کے بیٹے کا مقابلہ کیا پھر اُسے بھی قتل کر ڈالا۔

اسی سال شوال میں اہل حمص نے اپنے عامل عیسیٰ الکرخی کو قتل کر دیا۔

اسی سال احمد بن طولون کے غلام احمد نے موسیٰ بن اتامش کو قید کر لیا۔ یہ اس طرح ہوا کہ لؤلؤ بنی تمیم کے ٹیلے پر مقیم تھا۔ موسیٰ بن اتامش راس العین میں تھا۔ موسیٰ نشے کی حالت میں رات کے وقت نکلا کہ اُن پر حملہ کرے۔ وہ لوگ پوشیدہ ہو گئے۔ اُسے پکڑ کے قید کر لیا اور الرقہ بھیج دیا۔ لؤلؤ نے احمد بن موسیٰ اور اُس کے سرداروں کا اور جو اعراب اُن کے ساتھ تھے اُن کا شوال میں مقابلہ کیا۔ لؤلؤ کو شکست ہوئی اور اُس کے ساتھیوں میں سے بہت بڑی جماعت قتل کی گئی۔ ابن صفوان العقیلی اور اعراب احمد بن موسیٰ کے لشکر کے اسباب کی طرف لوٹے کہ اُسے لوٹ لیں۔ اُن پر لؤلؤ کے ساتھی ٹوٹ پڑے۔ اُن میں سے بچ جانے والوں کے بھاگنے کی خبر قرقیسیا پہنچی۔ پھر وہ لوگ بغداد اور سامرا چلے گئے۔ وہاں ذی القعدہ میں آئے۔ ابن صفوان بادیہ میں بھاگ گیا۔

اسی سال احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف اور بکتمر کے درمیان جنگ ہوئی۔ یہ واقعہ اسی سال کے شوال میں ہوا۔ احمد بن عبد العزیز نے بکتمر کو شکست دی۔ وہ بغداد چلا گیا۔

اسی سال جرجان میں الحسن بن زید پر الخجستانی نے الحسن کی غفلت میں حملہ کیا۔ الحسن بھاگ کے آمل میں چلے گئے الخجستانی جرجان اور طبرستان کے بعض اطراف پر غالب آگیا۔ یہ اسی سال کے جمادی الآخرہ و رجب میں ہوا۔

اسی سال الحسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن حسن الاصغر العقیقی نے اہل طبرستان کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ یہ اس طرح ہوا کہ الحسن بن زید نے اپنے جرجان روانہ ہونے کے وقت عقیقی کو ساریہ میں اپنا نائب بنایا تھا۔ جرجان میں الخجستانی اور الحسن کا واقعہ ہوا تو العقیقی نے ساریہ میں یہ ظاہر کیا کہ الحسن قید ہو گئے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تو ایک جماعت نے اُس سے بیعت کر لی۔ الحسن بن زید آئے تو اُس نے جنگ کی الحسن نے اس کے لئے حیلہ کیا یہاں تک کہ کامیاب ہوئے اور اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال الخجستانی نے اہل جرجان کے تاجروں کے مال لوٹ لئے شہر میں آگ لگادی۔

اسی سال الخجستانی اور عمرو بن اللیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں الخجستانی عمرو پر غالب آیا اور اُسے شکست دی۔ نیسابور میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے عمرو کے عامل کو نکالدیا۔ اُن لوگوں کی ایک جماعت کو وہاں قتل کر دیا جو عمرو کی جانب مائل تھے۔

اسی سال جعفریہ اور علویہ کے درمیان مدینے اور اُس کے نواح میں فتنہ ہوا۔

ابتلائے مدینۂ منورہ

اس کا سبب یہ ہوا کہ مدینہ اور وادی القری اور اُس کے نواح کے معاملات کا منتظم اس سال اسحاق بن محمد بن یوسف الجعفری تھا۔ اس نے اپنی جانب سے وادی القری پر عامل مقرر کیا۔ اہل وادی القری نے اسحاق بن محمد کے عامل پر حملہ کر کے اسے اور اسحاق کے دو بھائیوں کو قتل کر دیا۔ اسحاق وادی القریٰ کی جانب نکلا تو اُسے مرض لاحق ہوا اور وہ مر گیا۔ مدینے کے معاملات کا منتظم اُس کا بھائی موسیٰ بن محمد ہوا۔ اُس پر الحسن بن موسیٰ بن جعفر نے خروج کیا۔ اس کو اُس نے آٹھ سو دینار سے راضی کر لیا۔ اب الحسن بن زید والی طبرستان کے چچا کے بیٹے ابو القاسم احمد بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید نے حملہ کر کے موسیٰ کو

قتل کر دیا اور مدینے پر غالب آ گئے۔ احمد بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید وہاں آئے۔ مدینے کا انتظام کیا۔ نرخ گراں ہو گیا تھا۔ غلہ منگانے کا سامان کیا۔ تجار کے مال کی ذمہ داری کی اور مالگذاری معاف کر دی جب نرخ ارزاں ہو گیا مدینہ پُرامن ہو گیا۔ خلافت نے ابن ابی الساج کے وہاں آنے تک الحسنی کو مدینے کا والی بنا دیا۔

اسی سال اعراب نے غلاف کعبہ پر حملہ کیا۔ اُسے لوٹ لیا۔ اُن سے بعض لوگ صاحب الزنج کے پاس چلے گئے۔ حجاج کو نہایت سخت تکلیف پہنچی۔

اسی سال روم نے دیار ربیعہ کی جانب خروج کیا پھر لوگوں کو بھگا یا گیا۔ وہ ایسی سردی اور ایسے وقت میں بھاگے کہ راستہ چلنا دشوار تھا۔

اسی سال سیما نائب احمد بن طولون نے سرحد شام پر تین سو آدمیوں کے ساتھ جو اہل طرسوس میں سے تھے جہاد کیا۔ اُن پر دشمن نے کہ تقریباً چار ہزار تھے بلاد ہرقلہ میں خروج کیا۔ اور اُنھوں نے شدید قتال کیا۔ مسلمانوں نے دشمن کی تعداد کثیر کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت پر بھی مصیبت آئی۔

اسی سال اسحاق بن کنداجیق اور اسحاق بن ایوب کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں ابن کندجیق نے اسحاق بن ایوب کو شکست دی اُسے اُس نے نصیبین پہنچا دیا اور جو کچھ اس کے لشکر میں تھا سب لے لیا۔ اُس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ ابن کنداجیق نے اُس کا تعاقب کیا۔ نصیبین گیا۔ اور اسحاق بن ایوب اُس سے بھاگا۔ اُس کے خلاف عیسیٰ بن الشیخ سے جو آمد میں تھا اور ابو المغراء بن موسیٰ بن زرارہ سے جو ارزن میں تھا۔ مدد مانگی۔ وہ لوگ ابن کنداجیق کے خلاف آپس میں مددگار ہو گئے۔ خلافت نے یوسف بن یعقوب کے ہمراہ ابن کنداجیق کو موصل اور دیار ربیعہ اور ارمینیہ پر خلعت اور جھنڈا بھیجا ان لوگوں نے صلح کی درخواست کی۔ ابن کنداجیق کو دو لاکھ دینار اس شرط پر دینے کو کہا کہ وہ اُنھیں ان کے خدمات پر باقی رکھے۔

اسی سال محمد بن ابی الساج مکے آیا۔ ابن المخزومی نے جنگ کی۔ ابن ابی الساج نے شکست دی اور اُس کے مال کو حلال کر لیا۔ یہ اسی سال یوم الترویہ (۸ / ذی الحجہ ۲۶۶ھ) کو ہوا۔

اسی سال کیغلغ الجبل روانہ ہوا اور بکتمر الدینور واپس آیا۔
اسی سال قائدالزنج کے ساتھی رام ہرمز میں داخل ہوئے۔

فتنۂ رام ہرمز

اس کے قبل محمد بن عبیداللہ الکردی اور علی بن ابان خبیث کے ساتھی کا وہ معاملہ ہم بیان کر چکے ہیں جب کہ ان دونوں نے اپنی جانب سے صلح پر اتفاق کیا تھا۔ مذکور ہے کہ محمد سے علی اپنے دل میں کینہ رکھتا تھا۔ جب کہ وہ اپنے اس سفر میں تھا اور اس کے شر کی گھات میں تھا۔ محمد بن عبیداللہ معاملے کو سمجھ گیا۔ چاہتا تھا کہ بچ نکلے۔ اُس نے خبیث کے بیٹے انکلائے سے درخواست کی کہ وہ خبیث کو لکھے کہ علی کو انکلائے کے ماتحت کر دے کہ علی کا اقتدار زائل ہوئے۔ اُسے ہدیہ بھیجا۔ اس امر نے علی بن ابان کے غصہ وکینہ کو بڑھا دیا۔ اُس نے خبیث کو لکھا جس میں محمد کا تعارف کرایا تھا اور خبیث کو صحیح خبر پہنچائی تھی کہ علی کی بدعہدی پر محمد اصرار کرتا ہے۔ علی نے خبیث سے محمد پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی تھی کہ اُس معاملے میں سے اس نواح کا خراج علی کے پاس روانہ کرنے کی درخواست کو ذریعہ بنایا جائے۔ خبیث نے اجازت دیدی علی نے محمد بن عبیداللہ کو مال روانہ کرنے کو لکھا۔ اس نے علی کو ٹالا۔ علی نے تیاری کی اور اُس کی جانب روانہ ہوا۔ رام ہرمز پر چلا گیا۔ محمد بن عبیداللہ اُس زمانے میں وہیں مقیم تھا۔ محمد کی جانب سے مدافعت نہیں ہوئی۔ وہ بھاگ گیا۔ اور علی رام ہرمز میں داخل ہو گیا اور اُس کو غارت کر کے تباہ کر ڈالا۔ محمد بن عبیداللہ اپنی اربق و بیلیم کی انتہائی جائے پناہ چلا گیا۔ علی فتحمند ہو کے واپس ہوا۔ جو کچھ علی سے صادر ہوا اس نے محمد کو خوفزدہ کر دیا۔ اُس نے اُسے صلح کے لئے لکھا۔ علی نے خبیث کو اس کی خبر دی۔ اُس نے قبول کرنے اور محمد کو روانگی مال پر مجبور کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن عبیداللہ نے اُسے دو لاکھ درہم روانہ کئے۔ علی نے وہ خبیث کو روانہ کر دیے۔ محمد بن عبیداللہ اور اس کے اعمال سے باز آگیا۔

اسی سال الدارابان کے کردوں کی خبیث سے جنگ ہوئی جس میں اُنھیں زنجیوں کو شکست ہوئی اور وہی پسپا ہوئے۔

کردوں کا مقابلۂ زنج

محمد بن عبیداللہ بن آزادمرد سے مذکور ہے کہ اُس نے علی بن ابان کو

اس مال کے روانہ کرنے کے بعد جس کی مقدار ہم نے پہلے بیان کی ہے اور علی کے اس سے اور اُس کے اعمال سے باز آجانے کے بعد ایک خط لکھا جس میں اُس سے اس شرط پر موضع الداربان کے کاشتکاروں کے خلاف مدد کی درخواست کی تھی کہ ان لوگوں کا مال غنیمت اُس کے اور اُس کے ساتھیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ علی نے خبیث کو لکھا جس میں اس کام کے لئے اٹھنے کی درخواست کی تھی۔ اس نے اُسے یہ لکھا کہ الخلیل بن ابان اور بہبوذ بن عبد الوہاب کو روانہ کر دے اور تو خود وہیں ٹھہر اپنے لشکر کو روانہ نہ کر جب تک تجھے محمد بن عبید اللہ کی جانب سے اُن ضمانتوں کی وجہ سے پورا بھروسہ نہ ہو جائے جو اس کی جانب سے تیرے قبضے میں ہوں جن کی وجہ سے تو اُس کی بدعہدی سے مامون رہے۔ کیوں کہ تو نے اُس سے بدی کی ہے اور انتقام سے محفوظ نہیں ہے۔ علی نے محمد بن عبید اللہ کو حسب الحکم لکھ دیا اور اُس سے ضمانتیں مانگیں۔ محمد بن عبید اللہ نے اس پر قسمیں کھائیں۔ عہد و پیمان کیا مگر ضمانت نہ دی۔

علی کو مال غنیمت کی حرص نے برانگیختہ کیا جس کا محمد بن عبید اللہ نے اُسے لالچ دلایا تھا۔ اُس نے لشکر روانہ کر دیا وہ لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ ہمراہ محمد بن عبید اللہ کے آدمی بھی تھے یہاں تک کہ مقام مقصود پہنچ گئے۔ باشندے نکلے۔ اور جنگ چھڑ گئی شروع میں کردوں پر زنجی غالب آ گئے۔ پھر کردوں نے بہادری ظاہر کی محمد بن عبید اللہ کے ساتھیوں نے ان کی مدد ترک کر دی۔ وہ متفرق ہو گئے اور شکست کھا کے مجبوراً بھاگے۔ محمد بن عبید اللہ نے اُن کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا تھا جنھیں بھاگنے کے وقت روکنے کا حکم دیا تھا۔ انھوں نے روکا۔ ان پر حملہ کیا۔ اُن سے مال غنیمت حاصل کیا۔ اُن کے ایک گروہ کو گھوڑوں سے اتار دیا اور وہ گھوڑے لے لئے۔ زنجی بدحالی کے ساتھ لوٹے۔ المہلبی نے خبیث کو اپنے ساتھیوں کی مصیبت لکھی۔ اس نے بڑی درشتی سے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے ہی حکم دیا تھا کہ محمد بن عبید اللہ کی طرف مائل نہ ہو۔ اپنے اور اُس کے درمیان ضمانتوں کو وثیقہ بنا۔ مگر تو نے میرے حکم کو نہ مانا اور خواہش نفس کی پیروی کی۔ یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اور تیرے لشکر کو

ہلاک کیا۔

خبیث نے محمد بن عبید اللہ کو لکھا کہ علی بن ابان کے لشکر کے خلاف تیری تدبیر مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔ تو نے جو کچھ کیا ہے اُس کا بدلہ ضرور ملے گا۔ خبیث کے خط کے مضمون سے ڈر کے محمد بن عبید اللہ نے عاجزی کے ساتھ نیاز نامہ بھیجا۔ گھوڑے جو میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے علی کی جماعت چھوڑ گئی تھی سب روانہ کر دئیے اور لکھا کہ میں اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ اُس جماعت کے پاس گیا جنھوں نے الخلیل اور بہبوذ پر حملہ کیا تھا۔ اُنھیں ڈرا دھمکا کے یہ گھوڑے واپس لئے۔ خبیث اس پر اور بھی غضبناک ہوا اور اُسے خط لکھا جس میں ایسے زبردست لشکر کی دھمکی دی تھی کہ اسے تیروں پر رکھ لے گا۔ محمد نے عاجزی وزاری کا دوسرا خط بھیجا۔ اور بہبوذ کو پیام بھیجا جس میں اُس سے مال کی ذمہ داری کی اور محمد بن یحییٰ الکرمانی سے بھی اسی قسم کی ذمہ داری کی۔

محمد بن یحییٰ اُس زمانے میں علی بن ابان پر غالب تھا اور اپنی رائے پر اسے چلاتا تھا۔ بہبوذ علی بن ابان کے پاس گیا۔ محمد بن یحییٰ الکرمانی نے اس کی مدد کی۔ دونوں نے مل کے محمد بن عبید اللہ کے بارے میں علی کا خیال تبدیل کرا دیا۔ جو غصہ اور کینہ اُسے تھا دونوں نے اُس کی تسلی کر دی۔ پھر وہ دونوں خبیث کے پاس گئے۔ پہنچے تو اُسی وقت محمد بن عبید اللہ کا نیاز نامہ بھی پہنچا ان دونوں نے اُسے نشیب و فراز سمجھایا۔ آخر کار خبیث نے ظاہر کیا کہ ان کی اُن کی بات مان لے گا اور محمد بن عبید اللہ سے اس کی مرضی کے مطابق درگزر کرے گا۔ اور کہا کہ میں اس کے بعد اُس کی معذرت قبول کرنے والا نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے علاقے کی مسجدوں کے منبروں پہ میرے نام کا خطبہ پڑھے۔

بہبوذ اور الکرمانی اسی قول و قرار کے ساتھ واپس ہوئے اور محمد بن عبید اللہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ اُس نے تمام امور منظور کر لئے جن کی خبیث نے خواہش کی تھی۔ اور منبروں پر اُس کے واسطے دعا کرنے میں فریب کرنے لگا۔

علی نے ایک مدت تک ٹھیر کے مَتّوث کی تیاری کی۔ مگر مَتّوث

اتنا محفوظ تھا اور باشندے انبوہ در انبوہ اس کثرت سے مدافعت پر آمادہ تھے کہ علی کی طاقت طاق ہوگئی۔ وہاں سے نامراد لوٹا۔ اب اس نے سیڑھیاں اور ایسے آلات بنوائے جن کے ذریعے سے شہر پناہ پر چڑھ سکے۔ اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور پوری طیاری کر لی۔

مسرور البلخی کو علی کا ارادہ معلوم ہوگیا تھا۔ وہ اس زمانے میں کور الاہواز میں مقیم تھا۔ جب علی دوبارہ روانہ ہوا تو مسرور بھی اُس کی جانب روانہ ہوا۔ اُس کے پاس غروب آفتاب سے کچھ ہی قبل آیا۔ علی وہاں مقیم تھا۔ علی کے ساتھیوں نے مسرور کے لشکر کا ابتدائی حصہ دیکھا تو بری طرح بھاگے۔ اپنے تمام آلات چھوڑ دیئے جنھیں لاد کر لائے تھے۔ بہت بڑی جماعت قتل ہوئی۔ علی بن ابان نکالا ہوا واپس ہوا۔ تھوڑی ہی دیر ٹھیرا تھا کہ ابو احمد کے آنے کی پے در پے خبریں آنے لگیں۔ بتوث سے واپس آنے کے بعد علی کو کسی جنگ کا موقع نہ ملا یہاں تک کہ ابو احمد نے سوق الخمیس اور طہیثا کے علاقے فتح کر لئے۔ وہ اُس خط کی وجہ سے واپس گیا جو خبیث کے پاس آیا تھا اور جس میں بڑی شتابی کی کے ساتھ مع لشکر کے اُس کو اپنے پاس بُلایا تھا۔

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی الکوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات سنہ ۲۶۷ھ

اس سال جو واقعات ہوئے ان میں سے محمد بن طاہر بن عبداللہ اور اس کے چند گھر والوں کی قید ہے۔ احمد بن عبداللہ الخجستانی کے عمرو بن اللیث کو شکست دینے اور عمرو بن اللیث کے محمد بن طاہر پر الخجستانی اور الحسین بن طاہر سے خط کتابت کرنے کی تہمت کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ الحسین اور الخجستانی نے خراسان کے منبروں پر محمد بن طاہر کے لئے

دعائی

اسی سال ابو العباس ابن الموفق دجلہ کے اکثر دیہات پر غالب آیا جن پر قائد الزنج کا افسر سلیمان بن جامع قابض ہو گیا تھا۔

غلبۂ عباسیہ

محمد بن الحسن نے محمد بن حماد کے واسطے سے بیان کیا کہ جب زنجی واسط میں داخل ہوئے اور وہاں اُن سے وہ سرزد ہوا جس کا ذکر اس کے قبل ہو چکا ہے۔ اس کی خبر ابو احمد بن المتوکل کو پہنچی۔ اس نے جنگ کے لئے نواح واسط میں اپنے بیٹے ابو العباس کو نامزد کیا۔ ابو العباس نے جلدی کی۔ نکلنے کا وقت آیا تو ماہ ربیع الآخر ۲۶۶ھ میں ابو احمد سوار ہو کے بستان موسیٰ الہادی گیا۔ ابو العباس کے ہمراہی اُس کے روبرو پیش کئے گئے۔ وہ اُن کی تعداد سے واقف ہوا۔ تمام سوار و پیادہ دس ہزار تھے جو نہایت اچھی حالت اور عمدہ شکل اور مکمل تیاری میں تھے۔ اُن کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیاں اور پیادہ لشکر کے لئے عبور کرنے کے عارضی پل بھی تھے۔ ہر شے ایسی تھی کہ اُس کی صنعت نہایت مضبوط کی گئی تھی۔ ابو العباس بستان الہادی سے روانہ ہوا۔ ابو احمد اُس کی مشایعت کے لئے سوار ہوا۔ یہاں تک کہ ابو العباس الفرک میں اترا اور ابو احمد واپس ہوا ابو العباس الفرک میں چند روز مقیم رہا۔ تعداد پوری ہو گئی۔ ساتھی مل گئے۔ تو المدائن گیا۔ وہاں ٹھہر کے دیر عاقول پہنچا۔

محمد بن حماد نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی اسحاق بن حماد اور ابراہیم بن محمد بن اسماعیل الہاشمی عرف بریہ اور محمد بن شعیب الاشتیام نے روایت کی ہے۔ اس مہم میں ابو العباس کے ساتھ جو کثیر جماعت تھی سب اس روایت میں شریک ہیں۔ تمام روایتیں مجموعی طور پر ملتی جلتی واقع ہوئی ہیں۔ مفاد یہ ہے کہ ابو العباس دیر العاقول میں اترا تو اس کے پاس نصیر عرف ابو حمزہ عہدہ دار کشتی کی عرضداشت پہنچی جسے اُس نے اپنے مقدمے پر روانہ کر دیا تھا۔ اُس میں یہ تھا کہ سلیمان بن جامع مع سوار و پیادہ چھوٹی بڑی کشتیاں لئے ہوئے اس طرح آیا کہ الجبائی اُس کے مقدمے پر ہے۔ وہ اُس جزیرے میں اترا جو بردواد کے سامنے ہے سلیمان بن موسیٰ الشعرانی مع سوار و پیادہ و کشتی نہر ابان میں آگیا۔ ابو العباس نے کوچ کیا۔

جر جبایا آیا۔ فم الصلح کا رُخ کیا۔ الطہر پہنچا۔ وہاں سے الصلح آیا اور دریافتِ حال کے لئے مخبروں کو روانہ کیا۔ ایک شخص نے حاضر ہو کے لشکر کی آمد کی خبر دی کہ ان کا ابتدائی حصہ الصلح میں اور آخری حصہ زیرین واسط بستان موسیٰ بن بغا میں ہے۔ یہ سُن کے ابو العباس شاہراہ عام سے ہٹ کے چلنے لگا۔ اُس کے ساتھی قوم کے ہراول سے ملے تو اُن سے پسپا ہو گئے۔ غنیم کو طمع لاحق ہوا اور دھوکے میں پڑ کے اِن لوگوں کا اچھی طرح تعاقب کیا۔ کہتے تھے کہ لڑنا ہے تو کسی دوسرے امیر کو تلاش کرو۔ تمھارے امیر نے تو اپنے آپ کو شکار میں مشغول کر لیا ہے۔

الصلح میں ابو العباس کے قریب جب غنیم آ گئے تو وہ اپنے ہمرکاب پیادہ و سوار کے ساتھ اُن پر نکل پڑا۔ حسب الحکم نُصیر سے پکار کے کہا گیا کہ تو کب تک ان کشتوں سے تاخیر کرے گا۔ ان لوگوں کی جانب پلٹ۔ نصیر ان کی طرف لوٹا۔ ابو العباس ایک کشتی پر سوار ہوا۔ محمد بن شعیب الاشتیام بھی ہمرکاب تھا۔ اُن لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ وہ بھاگے۔ اللہ نے ابو العباس اور اس کے ساتھیوں پر فضل کیا۔ وہ انھیں قتل کر رہے اور بھگا رہے تھے وہ لوگ قریۂ عبداللہ میں آئے جو میدان مقابلہ سے چھ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ پانچ چھوٹی کشتیاں اور چند بڑی کشتیاں لے لیں۔ ایک جماعت نے امن مانگ لیا۔ کچھ قیدی گرفتار ہوئے۔ جو کچھ کشتیوں میں پایا گیا سب ڈبو دیا گیا۔ یہ پہلی فتح تھی جو ابو العباس بن ابی احمد کو ہوئی۔

جنگ ختم ہو گئی تو ابو العباس کو اُس کے سرداروں اور دوستوں نے اُس قوم کی نزدیکی سے ڈر کر یہ مشورہ دیا کہ اپنی چھاؤنی اس مقام پر قائم کرے جہاں الصلح سے پہنچا تھا۔ مگر اُس نے انکار کیا کہ میرے قیام کا واسطہ تو واسط ہی سے ہے۔ سلیمان بن جامع اور اُس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور اُن پر خدا کی مار پڑ گئی تو سلیمان بن موسیٰ الشعرانی نہرابان سے بھاگ کے سوق الخمیس آیا۔ سلیمان بن جامع نہر الامیر چلا گیا۔

جماعت نے جب ابو العباس کا مقابلہ کیا تھا تو آپس میں رائے لے لی تھی کہ یہ نوجوان ہے جسے نہ جنگوں کا زیادہ تجربہ ہے اور نہ ان کی عادت ہے۔

اس لئے مناسب رائے یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی پوری طاقت سے اُس کا قصد کریں اور پہلے ہی مقابلے میں پسپا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ شاید یہ اُسے خائف کر دے اور ہمارے مقابلے سے اُس کے واپس ہونے کا سبب ہوجائے۔ اِس فیصلے کے مطابق سب نے جمع ہو کے خوب کوشش کی مگر اللہ نے ان کے دل میں خوف و رعب ڈالدیا۔ ابوالعباس جنگ کے دوسرے دن سوار ہوا اور واسط میں نہایت عمدہ شکل سے داخل ہوا۔ یہ جمعے کا دن تھا۔ اُس نے قیام کیا۔ وہاں نماز جمعہ ادا کی۔ خلق کثیر نے امن کی درخواست کی وہاں سے العمر کی جانب اترا جو واسط سے ایک فرسخ پر ہے۔ چھاؤنی پر غور کیا کہ میں اپنی چھاؤنی واسط کے نیچے قائم کرونگا کہ اُس کے اوپر جو لوگ ہیں یہ اُنھیں یخوف کر دے۔ نصیر عرف ابوحمزہ اور الشاہ بن مکیال نے اُسے یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ اپنا مقام واسط سے اوپر کرے۔ مگر وہ اس سے باز رہا۔ اور اُن دونوں کو جواب دیا کہ میں تو سوائے العمر کے اور کہیں نہیں اُترونگا لہذا تم دونوں دہانہ بردوداد میں اترو۔

ابوالعباس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے اور اُن کی رائے سننے سے انکار کیا۔ العمر میں اترا۔ چھوٹی کشتیاں لینے کی دھن لگی۔ صبح و شام غنیم سے لڑتا تھا۔ اُس نے اپنے خاص غلاموں کو کشتیوں میں ترتیب دیا تھا۔ ہر ایک کشتی میں دو دو رکھے۔ پھر سلیمان نے تیاری کی۔ اور اپنے ساتھیوں کو تقسیم کر کے تین سمتوں میں مامور کیا۔ ایک فرقہ نہرابان سے آیا۔ ایک برتمرتا سے۔ اور ایک بردوداد سے۔ ابوالعباس نے ان کا مقابلہ کا۔ کچھ ہی دیر ٹھیرے تھے کہ بھاگ گئے۔ اُن کی ایک جماعت سوق الخمیس میں رہ گئی اور ایک مازروان میں۔ ایک جماعت تمرتا کے راستے چلی دوسروں نے المادیان کو اختیار کیا۔ جو المادیان کے راستے جارہے تھے۔ ایک جماعت نے اُن کو روکنا چاہا مگر وہ نہ رکے۔ ابوالعباس نہر برمساور میں آیا۔ پھر واپس ہوا۔ گانوؤں اور سڑکوں پر ٹھیرتے مقام کرتے سفر کرتا رہا۔ ہمراہ رہبر بھی تھے۔ لشکر میں پہنچا تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو آرام دینے کے لئے ٹھیر گیا۔

ایک مخبر نے آ کے خبر دی کہ زنجی جمع ہو کے حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اپنے لشکر کو تین سمتوں سے لانے والے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ابو العباس ایک مغرور نوجوان ہے۔ جو اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے۔ اُن کی رائیں پوشیدہ لشکروں کے چھپانے اور اُن تین سمتوں سے دھاوا کرنے پر متفق ہو گئی ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ ابو العباس نے حفاظت کا سامان اور تیاری کر لی۔ زنجی مقابلے کو اس طرح آئے کہ تقریباً دس ہزار کا لشکر تمر تا میں اور تقریباً اتنی ہی تعداد قس ہثا میں پوشیدہ کر دی تھی۔ بیس کشتیوں کو اس لشکر کی جانب پہلے روانہ کر دیا تھا کہ ان سے اہل لشکر دھوکا کھائیں اور اُن مقامات سے آگے بڑھ جائیں۔ جہاں زنجی فوجیں پوشیدہ ہیں۔

ابو العباس نے تعاقب سے لوگوں کو روکا۔ زنجیوں کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ اُن کا داؤ نہیں چلا تو الجبائی اور سلیمان چھوٹی بڑی کشتیوں میں نکلے۔ ابو العباس نے اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح تیار کیا تھا۔ اُس نے نصیر عرف ابو حمزہ کو حکم دیا کہ چھوٹی کشتیوں میں نکلے۔ اور ابو العباس گھوڑے سے اتر گیا۔ چھوٹی سی ایک کشتی منگائی جس کا نام الغزال تھا۔ محمد بن شعیب کو اس کشتی کے لئے ملاحوں کے انتخاب کا حکم دے کے سوار ہو گیا۔ مخصوص ساتھیوں اور غلاموں کی ایک جماعت کو منتخب کر کے نیزے دیدئے۔ سواروں کو نہر کے کنارے کنارے سامنے چلنے کا حکم دیا۔ کہ تم اُس وقت تک چلنا نہ چھوڑو جب تک کہ ممکن ہو۔ یہاں تک کہ نہریں تمہارے راستے کو قطع کر دیں۔ گھوڑوں کے عبور کرانے کا حکم دیا جو بردوا میں تھے۔

دونوں فریق میں جنگ چھڑ گئی۔ قریۃ الرمل کی حد سے الرصافہ تک معرکۂ جنگ تھا۔ زنجیوں کو شکست ہوئی۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے چودہ کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ اس دن ہلاکت کے قریب پہنچنے کے بعد الجبائی اور سلیمان پیادہ پا ہو کے بچ گئے دونوں کے گھوڑے مع سامان چار جامہ وغیرہ لے لئے گئے۔ زنجی اس طرح بھاگے کہ اُن میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھتا تھا یہاں تک کہ طہیثا میں آئے۔ اسباب و سامان جو کچھ ساتھ تھا سب چھوڑ دیا۔ ابو العباس نے لوٹ کے اپنی چھاؤنی العمر میں قیام کیا۔ جو چھوٹی بڑی کشتیاں لی تھیں ان کے درست کرنے اور لوگوں کے ان میں ترتیب سے بٹھانے کا حکم دیا۔ اور اس کے بعد

زنجیر گزشت

زنجی بیس دن تک اس طرح ٹھیرے رہے کہ کوئی شخص ظاہر نہ ہوتا تھا۔ الجبائی ہر تیسرے دن مخبروں کے ہمراہ آتا اور لوٹ جاتا۔ اُس نے نہر سنداد کے اوپر کچھ کنوئیں کھود دے تھے جن میں لوہے کی سیخیں لگا دی تھیں۔ انھیں بوریوں سے ڈھانک دیا تھا اور ان کے مقامات کو چھپا دیا تھا۔ یہ خس پوش کنوئیں بخط مستقیم رہگزر میں تھے کہ ان پر سے گذرنے والے ان میں گر پڑیں۔ لشکرگاہ کے کنارے کنارے سپاہیوں کے مقابلے میں آیا کرتا کہ لشکر اس کی تلاش میں نکلے۔ ایک دن آیا۔ لشکر نے اسے تلاش کر لیا۔ تعاقب میں دوڑے تو ایک خس پوش کنوئیں میں ایک فرغانی سردار کا گھوڑا گر گیا۔ آخر یہ راز کھل گیا سپاہی بچ گئے اور اُس راستے کا چلنا ہی چھوڑ دیا۔

روزانہ صبح کے وقت لشکر سے جنگ کے لئے زنجی آیا کرتے۔ نہر الامیر پر بہت بڑی جماعت کے ساتھ اپنا لشکر قائم کیا تھا۔ جب یہ اُن کے لئے مفید ہوا تو بقدر ایک ماہ لڑائی سے رکے رہے۔ سلیمان نے صاحب الزنج کو لکھا کہ کشتیوں سے مدد دے جن میں سے ہر کشتی کے لئے چالیس چالیس کھینے کی لکڑیاں ہوں۔ تقریباً بیس دن کے اندر چالیس ایسی کشتیاں آئیں جن میں دو دو لڑنے والے تھے۔ ملاحوں کے پاس تلواریں نیزے اور ڈھالیں تھیں۔

ابو العباس کے لشکر کے ارد گرد الجبائی پھرتا رہتا۔ پھر وہ جنگ کے لئے لوٹ کے آتے۔ ابو العباس کے سپاہی مقابلے کو نکلتے تو بھاگ جاتے۔ ٹھیرتے نہ تھے۔ وقتاً فوقتاً مخبر آتے۔ پل کاٹ جاتے۔ لشکر سے جو نکلتا اُسے تیر مارتے۔ پہرے کی کشتیوں میں سے جو نصیر کے ساتھ تھیں جو پاتے اُسے آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح بقدر دو ماہ رہے۔

ابو العباس نے مناسب سمجھا کہ قریۃ الدیل میں کمینگاہ کرے۔ کشتیاں پہلے سے بھیج دیں کہ زنجی ان کے لالچ میں آ جائیں۔ ابو العباس کے لئے ایک کشتی اور زیرک کے لئے ایک کشتی تیار کی گئی۔ ان کشتیوں میں اُس کے غلاموں کی وہ جماعت سوار کی گئی جن کا اُس نے انتخاب کیا تھا۔ اور اُن کی شجاعت کو سمجھ لیا تھا۔ بدر اور مونس کو ایک کشتی میں۔ رشیق الحجاجی اور یمن کو ایک کشتی میں خفیف اور

یُسر کو ایک کشتی میں۔ نذیر اور وصیف کو ایک کشتی میں سوار کیا۔ پندرہ کشتیاں تیار کیں۔ ہر کشتی میں دو مجاہد تھے۔ انھیں لشکر سے آگے کیا۔

محمد بن شعیب الاشتیام نے کہا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اُس روز آگے گئے تھے۔ زنجیوں نے آگے جانے والی چند کشتیاں اور چند قیدی گرفتار کر لئے۔ میں تیز چلا اور بلند آواز سے پکارا کہ قوم نے ہماری کشتیاں گرفتار کر لی ہیں۔ ابوالعباس نے میری آواز سن لی۔ اُس وقت ناشتہ کر رہا تھا۔ سنتے ہی کشتی کی جانب اٹھ کھڑا ہوا جو اُس کے لئے تیار تھی۔ لشکر سے آگے روانہ ہو گیا۔ ساتھیوں کے ملنے کا بھی انتظار نہ کیا۔ وہی ساتھ دے سکا جس نے عجلت کی ہمنے زنجیوں کو پالیا۔ جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا۔ ڈر کے مارے پانی میں کود کود کے بھاگے ہمنے اپنے ساتھیوں کو چھڑالیا۔ اُس روز ہمنے اکتیس کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ الجبائی تین کشتیوں کے ساتھ بچ گیا۔ ابوالعباس نے اس دن اپنی کمان سے اتنے تیر چلائے کہ انگوٹھے سے خون بہنے لگا۔ اگر اُس روز الجبائی کی تلاش میں کوشش کرتے تو میرا گمان یہ ہے کہ ہم لوگ اُسے پالیتے۔ مگر تھکن کی شدت نے روکدیا۔

ابوالعباس اور اُس کے اکثر ساتھی اپنے اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ جب وہ اپنے لشکر پہنچا تو اُن لوگوں کے لئے جو ساتھ تھے خلعت کا حکم دیا۔ زنجیوں سے جو کشتیاں چھینی تھیں درست کرائیں۔ ابوحمزہ کو حکم دیا کہ مع ان کشتیوں کے جو اُس کے ساتھ ہیں چلے میں خسر سابور کے سامنے مقام کرے۔ ابوالعباس نے یہ مناسب سمجھا کہ مازروان وحجاجیہ ونہر امیر کو خود دیکھ بھال لے۔ ان مقامات سے واقف ہو جائے اور اُن راستوں کو معلوم کرلے جدھر سے زنجیوں کی کشتیاں گذرتی ہیں۔ نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ مگر اُس نے مازروان کا راستہ چھوڑ کے نہر الامیر کے علاقے کا قصد کیا۔ ابوالعباس اپنی کشتی میں سوار ہوا اُس کے ساتھ محمد بن شعیب بھی تھا۔ مازروان میں داخل ہوا اور محمد سے کہا کہ مجھے نہر میں آگے جانے دے کہ نصیر کا حال معلوم ہو۔ اُس نے چھوٹی بڑی کشتیوں کو اپنے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔ الحجاجیہ کے قریب پہنچ گئے تو ہمیں نہر میں ایک کشتی دکھائی دی جس میں دس زنجی تھے۔ ہم اُس کی طرف تیزی سے چلے تو زنجیوں نے اپنے آپ کو پانی میں ڈالدیا کشتی ہمارے قبضے میں آگئی۔ وہ

جو سے بھری ہوئی تھی۔ اُس میں ہم نے ایک زنجی کو پایا اُسے گرفتار کرلیا۔ نصیر اور اُس کی کشتیوں کا حال دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ اس نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں میں سے کوئی بھی نہیں آئی۔ ہمیں حیرت لاحق ہوئی بقیۃ السیف زنجیوں نے بھاگ کے اپنے ساتھیوں کو ہماری خبر دی ملاحوں کو جو ہمارے ساتھ تھے کچھ بھیڑیں نظر آئیں۔ وہ ان کے لوٹنے کے لئے نکل گئے۔

محمد بن شعیب کا بیان ہے کہ میں تنہا ابوالعباس کے ساتھ رہ گیا۔ ہنوز کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ہمارے پاس ایک زنجی سردار جس کا نام منتاب تھا۔ ایک جماعت کے ساتھ نہر کی ایک جانب سے آیا۔ دوسری جانب سے دس زنجی آئے۔ یہ دیکھتے ہی ابوالعباس نکلا دوش پر کمان ہاتھ میں تیر تھے۔ میں اپنا نیزہ لے کے نکلا جو میرے ہاتھ میں تھا۔ نیزے سے اُس کی حفاظت کرنے لگا۔ وہ زنجیوں پر تیر برسانے لگا۔ دو زنجیوں کو زخمی کیا۔ وہ لوگ حملہ کرنے لگے اور بکثرت جمع ہونے لگے۔ زیرک کی زیرکی کام آئی جو کشتیوں کے ساتھ تھا اور اس کے ہمراہ غلام بھی تھے۔ ہمیں مازروان کے دونوں جانب سے تقریباً دو ہزار زنجی گھیر چکے تھے۔ اللہ ہی نے کفایت کی اور انھیں ذلت و پستی کے ساتھ واپس کیا۔

بو العباس نے اپنے لشکر کو لوٹا۔ ساتھیوں کو بھیڑوں گایوں اور بھینسوں میں سے بہت کچھ غنیمت میں ملا تھا۔ اُن تین ملاحوں کے متعلق حکم دیا جو اُس کے ساتھ تھے اور بھیڑیں لوٹنے کے لئے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اُن کی گردنیں ماری گئیں جو باقی رہے اُن کی ایک ماہ کی مدد معاش روکنے کا حکم دیا۔ ملاحوں میں یہ اعلان ہوا کہ جنگ کے وقت کوئی شخص کشتیوں سے نہ ٹلے جو ایسا کرے گا اس کا خون حلال ہوگا۔

تمام زنجی بھاگ کے طہیثا پہنچ گئے۔ ابوالعباس العمر کی چھاؤنی میں مقیم ہوگیا۔ اُس نے ہر طرف اپنے مخبروں کو پھیلا دیا تھا۔ ایک زمانے تک ٹھیرا رہا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے لشکر اور ساتھیوں کو طہیثا میں جمع کیا اور محفوظ ہوگیا۔ سوق الخمیس میں شعرانی نے بھی یہی کیا۔ الصینیہ میں بھی ان کا بہت بڑا لشکر تھا جن کا سردار انھیں میں کا ایک شخص نصر السندی تھا۔ وہ لوگ ہر اس

چیز کو برباد کرنے لگے جس کے برباد کرنے کا راستہ پاتے تھے غلّوں کو لا دلیجانے لگے جن پر قادر ہوتے۔ اور اُن مقامات کو آباد کرنے لگے جن میں مقیم تھے۔
ابو العباس نے اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو الصینیہ کے نواح میں گھوڑوں پر روانہ کیا جن میں الشاہ اور کمشجور اور الفضل بن موسیٰ بن بغا اور اُس کا بھائی محمد تھے۔ ابو العباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سوار ہوا۔ نصیر اور زیرک ہم رکاب تھے۔ ایک گھوڑا دشت مساور سے طریق النظر تک عبور کرایا گیا۔ لشکر روانہ ہو کے الہرث تک پہنچا۔ گھوڑے الہرث تک لائے گئے۔ پھر دجلے کی جانب غربی سے دیر العمال کے راستے چلایا جائے۔
زنجیوں نے لشکر کو دیکھا تو ان میں سخت ہیبت ہوئی انھوں نے کشتیوں میں پناہ لی زیادہ نہ ٹھیرے تھے کہ چھوٹی بڑی کشتیاں آگئیں اُنھیں کوئی جائے پناہ نہ ملی۔ اور امن مانگنے لگے ایک گروہ مقتول۔ ایک گروہ قید ہوا۔ بعض نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ ابو العباس کے ساتھیوں نے ان کی کشتیاں گرفتار کرلیں جو چانولوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اُن کے سردار نصر السندی کی کشتی کو بھی گرفتار کر لیا۔ بقیہ بھاگ گئے۔ ایک گروہ طہیثا اور ایک گروہ سوق الخمیس گیا۔ ابو العباس فتحمند ہو کر اپنے لشکر واپس آیا۔ اُس نے الصینیہ فتح کر لیا تھا اور زنجیوں کو وہاں سے نکال دیا تھا۔
محمد بن شعیب نے کہا کہ جس وقت ہم لوگ الصینیہ میں زنجیوں کی جنگ میں مشغول تھے کہ اُسے ایک کُلنگ نظر آیا۔ ایک تیر مارا وہ زنجیوں کے سامنے گرا۔ اُنھوں نے اسے لے لیا۔ جب اُس کے تیر لگنے کی جگہ دیکھی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ ابو العباس کا تیر تھا تو سخت خوفزدہ ہو گئے۔ یہی اُس دن اُن کے بھاگنے کا سبب ہو گیا۔ دوسرے راوی سے (جو مُتّہم نہیں) مذکور ہے کہ اُس تیر کا واقعہ دوسرے دن کا ہے۔
ابو العباس کو یہ خبر پہنچی کہ عبد سی میں بہت بڑا لشکر ہے جس کے سردار ثابت بن ابی دلف زنجی اور لولو زنجی ہیں۔ ابو العباس حملہ کرنے کے ارادے سے تنہا سواروں کے ایک دستے کے ساتھ کہ جو اُس کے بہادر غلاموں اور جری ساتھیوں سے

انتخاب کیا گیا تھا روانہ ہوا۔ اُس مقام پر جہاں اُن کا مجمع تھا صبح کے وقت پہنچا۔ ایسا شدید حملہ کیا کہ اُن کے شجاعوں اور بہادروں میں سے مخلوق کثیر قتل ہو گئی۔ وہ بھاگ گئے۔ سرخیل زنج ثابت بن ابی ولف پر قابو مل گیا مگر ابو العباس نے اس پر احسان کیا۔ اُسے زندہ رہنے دیا اور اسے اپنے ایک سردار کے سپرد کر دیا۔ لولو کو ایک تیر لگا۔ جس سے ہلاک ہو گیا۔ اور اُس دن ان عورتوں میں سے جو زنجیوں کے قبضے میں تھیں مخلوق کثیر کو چھڑا لیا گیا۔ ابو العباس نے ان کے آزاد کرنے اور اپنے اعزہ کی طرف واپس کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ سب لے لیا جو زنجیوں نے جمع کیا تھا۔ چھاؤنی میں پہنچ کے ابو العباس نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا کہ دم لے لیں تو سوق الخمیس چلیں۔ نصیر کو بلایا۔ چلنے کے لئے تیاری کا حکم دیا نصیر نے کہا کہ سوق الخمیس کی نہر تنگ ہے اس لئے آپ ٹھیرئیے اور مجھے وہاں جانے کی اجازت دیجئے کہ اُس کا معاینہ کروں۔ ابو العباس نے اپنے والد ابو احمد کے آنے سے پہلے اُسے چھوڑنے سے انکار کیا کہ وہ اُس کا معاینہ کرے اور اُس علم پر واقف ہو جس کی اُسے وہاں سے ضرورت ہے۔ یہ واقعہ پہلے کا ہے۔

محمد بن شعیب نے کہا کہ ابو العباس نے مجھے بلا کے کہا کہ سوق الخمیس میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ میں نے عرض کی کہ اگر یہ امر ناگزیر ہے تو زیادہ تعداد نہ بڑھائیے جن کو اپنے ہمراہ کشتیوں میں سوار کر کے لے جائیے گا۔ تیرہ غلاموں میں دس تیر انداز ہوں اور تین کے ہاتھ میں نیزے ہوں۔ نہر کی تنگی کو دیکھتے ہوئے کشتیوں کی کثرت مناسب نہیں ابو العباس اس کے لئے تیار ہو گیا۔ نصیر اُس کے سامنے تھا۔ دشت مساور کے دہانے پر پہنچا تو نصیر کی درخواست کے مطابق اُسے آگے کر دیا۔ نصیر پندرہ کشتیوں کے ساتھ داخل ہوا۔ موالی کے سرداروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام موسیٰ دالجویہ تھا سامنے چلنے کی اجازت چاہی اُس نے اجازت دی۔ وہ روانہ ہوا۔ ابو العباس نے بسامی۔ دہانۂ براطق۔ نہر الرق۔ اور اُس نہر کو عبور کرنا چاہا۔ جو رواطا اور عبد سمیٰ تک جاتی ہے۔ یہ تینوں نہریں تین جداگانہ راستوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ نصیر نے نہر براطق کا راستہ اختیار کیا۔ یہ وہ نہر ہے جو سلیمان بن موسیٰ الشعرانی کی بستی تک پہنچاتی ہے۔ اس کا نام اُس نے المنیعہ رکھا تھا۔ یہ

سوق الخمیس میں تھی۔ ابو العباس اسی نہر کے دہانے پر مقیم ہو گیا۔ نصیر غائب ہو گیا۔ خبر بھی مخفی ہو گئی اس مقام پر زنجیوں کی مخلوق کثیر ہم پر نکل پڑی جنھوں نے ہمیں نہر کے اندر جانے سے روکا۔ ہمارے اور شہر پناہ تک پہنچنے اور اس مقام کے درمیان جہاں ہم پہنچے تھے وہ لوگ حائل ہو گئے شہر پناہ جو الشعرانی کی بستی کو گھیرے ہوئے تھی بقدر دو فرسخ کے تھی۔ وہ لوگ وہیں ٹھیر کر ہم سے جنگ کرنے لگے۔ ہمارے اور ان کے درمیان صبح سے ظہر تک شدت سے جنگ ہوتی رہی۔ وہ لوگ زمین پر تھے اور ہم لوگ کشتیوں میں تھے۔ نصیر کی خبر ہم سے مخفی تھی۔

زنجی ہمیں یہ بری خبر سنانے لگے کہ ہم نے نصیر کو گرفتار کر لیا ہے۔ پھر تم کیا کرو گے۔ اور ہم تمہارا پیچھا کریں گے خواہ تم کہیں جاؤ۔ ابو العباس نے یہ بات سنی تو غمگین ہوا۔ محمد بن شعیب نے اُس سے جانے کی اجازت چاہی کہ نصیر کی خبر دریافت کرے۔ اجازت ملی تو مع بیس ملاحوں کے ایک بڑی کشتی میں روانہ ہو کے نصیر ابو حمزہ کے پاس آیا۔ وہ ایک بند کے قریب تھا جسے اُن فاسقوں نے باندھ دیا تھا۔ اُسے اس حالت میں پایا کہ اُن کے شہر میں آگ لگا دی تھی۔ نہایت شدید جنگ کی تھی۔ اور اُسے اُن پر فتح ملی تھی۔ زنجی ابو حمزہ کی چند کشتیوں پر قابض ہو گئے تھے۔ اُس نے جنگ کر کے سب کچھ چھین لیا۔

محمد بن شعیب ابو العباس کی جانب لوٹا۔ نصیر اور اُس کے ہمراہیوں کی سلامت کا مژدہ سنایا۔ اس کا حال بتایا۔ وہ اس سے مسرور ہوا۔ اُس دن نصیر نے زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کو قید کر کے مراجعت کی۔ اور ابو العباس کے فرودگاہ پر حاضر ہوا۔ جب نصیر لوٹا تو ابو العباس نے کہا کہ میں اُس وقت تک یہاں سے ٹلنے والا نہیں جب تک کہ میں اس دن کی شب میں اُن لوگوں سے قتال نہ کر لوں۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُن کشتیوں میں سے جو ہمراہ تھیں صرف ایک کشتی کا حکم دیا بقیہ پوشیدہ رکھیں۔ انھوں نے اُس کشتی کو دیکھا لالچ کیا۔ اُس کا پیچھا کیا۔ جو لوگ اُس کشتی میں تھے نہایت آہستہ چلنے لگے یہاں تک کہ زنجیوں کو وہ کشتی مل گئی اُس کے بیٹھنے والوں سے چمٹ گئے

ملاح چلتے چلتے اس مقام تک آ گئے جہاں پوشیدہ کشتیاں تھیں۔ ابوالعباس ایک بڑی کشتی میں سوار ہو گیا تھا۔ چھوٹی کشتی کو اپنے پیچھے کر لیا تھا۔ وہ اس چھوٹی کشتی کی جانب چلا۔ زنجی چھپے ہوئے تھے۔ ابوالعباس کو یہ کشتی مل گئی۔ زنجی اس کے بیٹھنے والوں کو اس طرح روکے ہوئے تھے کہ تمام اطراف سے کشتی کو گھیرے ہوئے تیر اور اینٹیں پھینک رہے تھے۔

ابوالعباس تیر و کمان سے آراستہ تھا خفتان کے نیچے زرہ تھی۔ اس روز ہم نے ابوالعباس کے خفتان سے پچیس تیر نکالے۔ میں نے اپنے لبادے سے جو میرے جسم پر تھا چالیس تیر اور باقی ملاحوں کے لبادوں سے پچیس تیس۔ اللہ نے زنجیوں کی چھ کشتیوں پر ابوالعباس کو فتح دی۔ وہ کشتی بھی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ اور وہ لوگ بھاگے۔ ابوالعباس اور اس کے ساتھی کنارے کی جانب پلٹے۔ ڈھال تلوار لیے کے مجاہدین زنجیوں پر نکل پڑے خوف کی وجہ سے جو ان کے قلوب میں جاگزیں تھا اس طرح بھاگے کہ کسی طرف رخ نہ کیا۔ ابوالعباس صحیح و سالم اور فتحمند واپس آیا۔ ملاحوں کو خلعت اور صلہ دیا اپنی چھاؤنی العمر میں موفق کے آنے تک ٹھیرا رہا۔

اسی سال ۱۱ر صفر کو ابو احمد بن المتوکل نے الفرک میں پڑاؤ کیا۔ وہ رینۃ السلام سے اس لئے نکلا کہ اس کا ارادہ صاحب الزنج کی جنگ کے لئے روانہ ہونے کا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسے یہ خبر پہنچی کہ صاحب الزنج نے اپنے ساتھی علی بن ابان المہلبی کو ایک خط لکھا ہے جس میں اسے مع تمام ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ ہیں سلیمان بن جامع کے علاقے میں جانے کا حکم دیا ہے۔ کہ ابوالعباس بن ابی احمد کی جنگ پر دونوں مجتمع ہو جائیں الفرک میں ابو احمد نے چند روز تک قیام کیا یہاں تک ہمرکاب لشکر اس کے ساتھ مل گئے۔ اس نے اس کے قبل چھوٹی بڑی اور بہت بڑی کشتیاں اور عارضی پل تیار کر لئے تھے۔ الفرک سے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ۲ر ربیع الاول یوم سہ شنبہ کو مع اپنے موالی اور غلاموں اور سواروں اور پیادوں کے کوچ کر کے رومیۃ المدائن پہنچا۔ وہاں سے روانہ ہو کے السیب میں اترا پھر دیر العاقول میں۔ پھر جرجرایا میں پھر قنی میں پھر جبل میں۔ پھر الصلح میں پھر واسط سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اترا۔ وہاں ایک دن اور ایک رات

قیام کیا۔ وہیں اس کے بیٹے ابو العباس نے اس سے ملاقات کی جو تنہا ایک سوار دستے کے ساتھ تھا۔ جس میں اس کے سردار اور لشکر کے بڑے بڑے لوگ تھے ابو احمد نے اس کے ساتھیوں کا حال پوچھا تو اُس نے اُن کی خیر خواہی کو بیان کیا۔ ابو احمد نے اس کے اور اُن سب کے لئے خلعت کا حکم دیا۔ سب کو خلعت دیا گیا۔ اور ابو العباس نے اپنی چھاؤنی العمر میں واپس ہو کے ایک دن قیام کیا۔ دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابو احمد نے تری کے راستے کوچ کیا۔ اس کے فرزند ابو العباس نے مع تمام ہمراہی لشکر کے جنگ کی شکل اور اُس وضع میں اُس سے ملاقات کی جس میں زنجیوں سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ ابو العباس ہراول بن کے چلنے لگا یہاں تک کہ اپنے لشکرگاہ واقع نہر شیرزاد میں پہنچا۔ ابو احمد بھی وہیں اتر پڑا۔ وہاں سے ۲۸ ربیع الاول یوم پنجشنبہ کو کوچ کر کے نہر سنداد پر اترا جو قریۂ عبداللہ کے مقابلے میں ہے۔ اپنے فرزند ابو العباس کو مقدمۃ الجیش بنایا۔ وہ دشت دواد کے مقابلے میں دجلے کی شرقی جانب اترا۔ لشکر میں عطا تقسیم کر دی گئی۔ اپنے فرزند کو اپنے آگے تمام سامان جنگ لے کے دہانۂ دشت مُساور چلنے کا حکم دیا۔

ابو العباس اپنے منتخب سرداروں اور آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا جن میں زیرک ترک مقدم الجیش تھا۔ نصیر عرف ابو حمزہ چھوٹی بڑی کشتیوں کا افسر تھا۔ اس کے بعد ابو احمد نے مع منتخب سوار و پیادہ کے کوچ کیا۔ عام لشکر اور بہت سے سوار و پیادہ کو چھاؤنی میں چھوڑ گیا۔ ابو العباس نے اس سے مع قیدیوں اور سروں اور اُن مقتولین کے جنھیں اُس نے الشعرانی کے ساتھیوں میں سے قتل کیا تھا ملاقات کی۔ واقعہ یوں ہوا کہ ابو احمد کے آنے سے پہلے اُسی دن الشعرانی اس کے لشکر میں آیا۔ ابو العباس نے اُس پر اور اُس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے بہتوں کو مار ڈالا اور ایک جماعت کو قید کر لیا۔ ابو احمد کے حکم سے قیدیوں کی گردنیں ماری گئیں۔ دہانۂ دشت مساور میں ابو احمد نے دو روز قیام کر کے اسی سال ۸ ربیع الآخر یوم سہ شنبہ کو مع اپنے ہمراہی لشکر اور اسباب جنگ کے کوچ کیا۔ اُس کا ارادہ سوق الخمیس کی اس بستی کا تھا جس کا نام صاحب الزنج نے المنیعہ رکھا تھا۔ بر مساور میں کشتیوں میں چلا۔ لشکر اُس کے مقابل بر مساور کی شرقی جانب چلنے لگا یہاں تک کہ وہ اُس نہر براطق کے

مقابلے میں آگیا جو الشعرانی کے شہر تک پہنچاتی ہے۔
ابو احمد نے صرف اس وجہ سے سلیمان بن جامع کی جنگ سے پہلے سلیمان بن موسیٰ الشعرانی سے ابتدا کی تھی کہ الشعرانی ابو احمد کے پیچھے تھا۔ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ ابن جامع سے ابتدا کرے گا تو الشعرانی پیچھے سے آ کے روک دے گا۔ لشکر کے عبور کرانے اور نہر براطق کے دونوں جانب سے چلنے کا حکم دیا۔ ابوالعباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے اور اکثر لشکر کو اس کے پیچھے کر دیا۔ سلیمان اور اس کے ساتھی زنجیوں نے سوار و پیادہ لشکر کو جو نہر کے دونوں جانب چل رہے تھے۔ نیز نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں کو چلتے دیکھا۔ ابوالعباس اس کے پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ انھوں نے ایک ایسی کمزور جنگ کی کہ بھاگ کے متفرق ہو گئے۔ ابوالعباس کے ساتھی شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے جو ملا اس کو تلوار پر رکھ لیا۔ زنجی اور ان کے پیرو متفرق ہو گئے۔ ابوالعباس کے ساتھی بستی میں داخل ہو گئے۔ بہتوں کو قتل اور بہتیروں کو قید کیا۔ بستی میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ الشعرانی اور اس کے بقیۃ السیف ساتھی بھاگے۔ ابو احمد کے ساتھیوں نے بطائح تک تعاقب کیا۔ مخلوق کثیر ڈوب گئی اور باقی لوگوں نے جھاڑیوں میں پناہ لی۔
ابو احمد نے سہ شنبہ کو قبل غروب آفتاب اپنے ساتھیوں کو اپنی چھاؤنی واپس جانے کا حکم دیا۔ خود اس طرح واپس ہوا کہ تقریباً پانچ ہزار مسلمان عورتیں چھڑائی تھیں جو ان زنجی عورتوں کے علاوہ تھیں جن پر سوق الخمیس میں وہ فتحمند ہوا تھا۔ ابو احمد نے تمام عورتوں کو حفاظت سے واسط لے جانے کا حکم دیا کہ اپنے شوہروں کو دیدی جائیں۔ نہر براطق کے اردگرد شب گذاری صبح کے وقت دوسرے دن اس بستی میں گیا۔ زنجیوں کے سامان پر قبضہ کرنے اور جو کچھ اس میں تھا سب لے لینے کی اجازت دی۔ فصیل کے منہدم کرنے خندقوں کے پاٹنے۔ اور جو کشتیاں باقی تھیں ان کے جلانے کا حکم دیا۔ گاؤں کے غلے، گیہوں، جو، چانول، جو الشعرانی کے قبضے میں تھے سب لے کے لشکرگاہ دشت مساور کی جانب نماتجانہ کو کوچ کیا۔ غلوں کے فروخت کرنے اور اس کی قیمت موالی اور غلاموں اور لشکر اور اہل لشکر کے عطیات میں صرف کرنے کا حکم دیا۔ سلیمان الشعرانی اور

اس کے دونوں بھائی اور جو بچے تھے سب بھاگ گئے۔
الشعرانی سے اُس کا لڑکا اور جو مال اُس کے قبضے میں تھا چھین لیا گیا۔ وہ المذار چلا گیا۔ صاحب الزنج کو اپنا حال۔ اپنی مصیبت اور اپنا المذار میں پناہ گزین ہونا لکھا۔ محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن ہشام عرف ابو واثلۃ الکرمانی نے کہا کہ میں دغاباز کے سامنے تھا۔ وہ باتیں کر رہا تھا کہ اُس کے پاس سلیمان الشعرانی کا خط المذار بھاگ جانے کے متعلق آیا۔ اُس نے خط کو چاک ہی کیا تھا کہ شکست پر نظر پڑی۔ شکم کی طنابیں کھل گئیں حاجت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر آیا۔ خط لیا۔ اُسے دوبارہ پڑھنے لگا پھر جب اُس مقام پر پہنچا اُٹھ کھڑا ہوا۔ چند بار یہی صورت پیش آتی رہی۔ یہ دیکھ کے مجھے عظیم الشان مصیبت کے بارے میں شک نہ رہا مگر اُس سے دریافت کرنے کو نامناسب سمجھا۔ جب معاملے کو طول ہو گیا تو میں نے جرأت کی کہ کیا یہ سلیمان بن موسیٰ کا خط نہیں ہے۔ کہا ہاں۔ وہ پشت شکن خبر لایا ہے کہ جو لوگ اس کے پاس اُترے تھے اُنھوں نے اُس پر ایسا سخت حملہ کیا کہ کوئی نہ باقی نہ رہا۔ یہ خط اُس نے المذار سے لکھا ہے سوائے اُس کی جان کے اور کوئی شئے سلامت نہ رہی۔ میں نے اس پر افسوس کیا حالانکہ اس پوشیدہ سرور کو اللہ ہی جانتا ہے جو میرے قلب کو حاصل ہوا۔ وہ بہادری ظاہر کرنے لگا اور سلیمان بن جامع کو ایک خط لکھا جس میں اُسے اُس طرح کی مصیبت سے ڈرایا تھا۔ جو الشعرانی پر نازل ہوئی۔ اُسے بیدار رہنے اور اپنے نواح کی حفاظت کرنے کا حکم دیا تھا۔

محمد بن الحسن نے بیان کیا کہ محمد بن حماد نے کہا کہ الموفق نے بر مساور کی چھاؤنی میں دو روز قیام کیا کہ الشعرانی اور سلیمان بن جامع کے حالات معلوم کرے اور ابن جامع کے مستقر سے واقف ہو کوئی شخص آیا جسے اس کام کے لئے روانہ کیا تھا۔ اُسنے خبر دی کہ سلیمان بن جامع الحوانیت میں مع لشکر مقیم ہے اسی وقت اُس نے سوار لشکر کو ارض کسکر عبور کرانے کا حکم دیا جو دجلے کی غربی جانب ہے۔ خود خشکی کے راستے سے روانہ ہوا۔ کشتیاں۔ الکشیثہ کی جانب اتار دی گئیں۔ عام لشکر کو اور آدمیوں اور مویشی کی جماعت کثیرہ کو دہانہ دہشت مساور میں چھوڑ گیا۔

بغراج کو اُسی مقام پر ٹھیرنے کا حکم دیا۔ ابو احمد الصینیہ آیا اور ابو العباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ۔ تیزی کے ساتھ الحوانیت جانے کا حکم دیا کہ سلیمان بن جامع کی صحیح حالت دریافت کرے۔ اگر اُسے دھوکے میں پائے تو حملہ کرے ابو العباس اسی دن کی رات کو الحوانیت روانہ ہوگیا مگر اُس نے وہاں سلیمان کو نہیں پایا۔ سرداران زنج میں شبل اور ابو النداء طاقت اور شجاعت میں مشہور تھے جو اُس فاسق کے اُن قدیم ساتھیوں میں سے تھے جنھیں اُس نے اپنے ابتدائے خروج کے زمانے میں ساتھ لیا تھا۔ سلیمان بن جامع ان دونوں سرداروں کو اپنے مقام پر ان کثیر غلّوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا تھا جو وہاں تھے۔ ابو العباس نے ان دونوں سے جنگ کی اور چھوٹی کشتی کو نہر کے ایک تنگ مقام میں داخل کردیا۔ اُن کے آدمیوں میں سے مخلوق کثیر کو مقتول اور تیروں سے مجروح کیا۔ یہ لوگ سلیمان بن جامع کے نہایت منتخب اور چیدہ بہادروں میں تھے جن پر اُسے اعتماد تھا۔ ان کے درمیان برابر جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ رات حائل ہوگئی۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ اور محمد بن حماد نے کہا کہ ابو العباس کا واقعۂ کلنگ اس دن ہوا جس کو محمد بن شعیب نے الصینیہ والے دن بیان کیا ہے۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ اس قوم میں سے ایک شخص نے ابو العباس سے پناہ مانگی۔ ابو العباس نے وہ مقیم دریافت کیا جہاں سلیمان بن جامع تھا۔ اُس نے بتایا کہ وہ طہیثا میں مقیم ہے۔ ابو العباس نے واپس ہوکر اپنے والد سے سلیمان کے اس بستی میں مقیم ہونے کی صحیح خبر بیان کی جس کا نام اُس نے المنصورہ رکھا تھا۔ اور جو اُس مقام میں تھا جو طہیثا کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں اُس کے ہمراہ سوائے شبل اور ابو الندار کے اُس کے تمام ساتھی ہیں وہ دونوں الحوانیت میں اپنے مقام پر ہیں۔ اس لئے کہ انھیں اُس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ ابو احمد کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے دشت دواد کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا کیونکہ طہیثا کا راستہ وہیں سے تھا۔ ابو العباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے گیا اور ان لوگوں کو جنھیں دشت مساور میں چھوڑا تھا یہ حکم دیا کہ سب کے سب دشت دواد جائیں۔ ابو احمد نے جس دن ابو العباس کو حکم دیا خود بھی اُسی دن صبح سویرے کوچ کیا دو روز تک چل کے ۱۸ ربیع الآخر یوم جمعہ ۲۶۷ھ کو وہاں آیا۔ وہاں ٹھیر کر

ان اشیاء کی اصلاح کرتا رہا جن کی اصلاح کی ضرورت تھی عطیات تقسیم کرنے اور پلوں کی کشتیاں درست کرنے کا حکم دیا کہ انھیں اپنے ساتھ اُتارے بکثرت مزدور جمع کئے۔ بیشتر آلات ایسے فراہم کئے جن سے نہریں بند کی جاتی ہیں اور لشکر کے لئے راستے درست کئے جاتے ہیں۔ دشت دواد میں بغراج ترک کو چھوڑ دیا۔ اُس نے جب دشت دواد کا ارادہ کیا تھا تو اپنے ایک غلام کو جس کا نام جعلان تھا بلا بھیجا تھا جو بغراج کے ساتھ اس کے لشکر میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اُسے خیمے اکھاڑ کے مع ان گھوڑوں اور ہتھیاروں کے جو اُس کے پاس چھوڑ دیئے گئے تھے دشت دواد لے جانے کا حکم ملا۔ جعلان نے یہ کام عشاء کے آخر وقت تک پورا کر لیا۔ لوگ بے خبر و غافل تھے کہ اُس نے لشکر میں منادی کرائی۔ سمجھے کہ یہ منادی بربنائے وقوع شکست ہے۔ سب کے سب نکل پڑے۔ لوگوں نے اپنے اپنے سامانوں کو اس گمان کی وجہ سے چھوڑ دیا کہ دشمن اُن کے قریب آ گیا ہے۔ کسی نے کسی کو پلٹ کے بھی نہ دیکھا۔ سب نے دشت دواد کی چھاؤنی واپس جانے کا ارادہ کیا بیچ رات میں روانہ ہوئے۔ بعد کو حقیقت حال ظاہر ہوئی تو سکون و اطمینان ہوا۔

اسی سال صفر میں علاقۂ قرماسین میں کیغلغ ترک کے ساتھیوں اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی۔ کیغلغ نے انھیں شکست دی اور وہ ہمذان کی جانب چلا گیا۔ پھر صفر میں احمد بن عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اُس کے پاس آیا جنگ کی کیغلغ بھاگا اور الصیمرہ میں پناہ لی۔

اسی سال ۲۷ ربیع الآخر کو ابو احمد اور اس کے ساتھی طہیثا میں داخل ہوئے۔ سلیمان بن جامع کو وہاں سے نکال دیا۔ احمد بن مہدی الجبائی قتل کیا گیا۔

قبض و قتل

محمد بن الحسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو دشت دواد میں عطا تقسیم کر کے سامان جنگ کی اصلاح کی جنھیں معرکے میں بھیجنا تھا اُن کے ساز و سامان کی تکمیل کر کے طہیثا کو روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۲۰ ربیع الآخر ۲۶۷ھ یوم یکشنبہ کو پیش آیا۔ اُس کی روانگی مع اپنے سواروں کے خشکی کے راستے تھی۔ کشتیاں مع پیادہ لشکر و اسلحہ و آلات کے اُتاری گئیں عارضی پل اور چھوٹی بڑی کشتیاں بھی اُتار دی گئیں جو نہر مہروذین کہ قریۂ الجوزیہ کے

سامنے سے لائی گئیں۔ ابو احمد وہاں اتر گیا۔ نہر مہروذ پر پل باندھنے کا حکم دیا۔ ایکدن رات قیام کیا۔ صبح ہوئی تو اپنے سامنے سواروں کو اور اسباب کو پل پر عبور کرایا۔ بعد کو خود عبور کیا۔ سب کو طہیثا جانے کا حکم دیا۔ لوگ اُس مقام تک گئے جسے ابو احمد نے اپنی منزل کیلئے پسند کیا تھا۔ سلیمان بن جامع کی بستی سے یہ مقام دو میل پر تھا۔ ۲۲ ربیع الآخر کو صاحب الزنج کے بالمقابل وہیں قیام کیا۔ آسمان سے اچھی طرح بارش ہوئی۔ سردی تیز ہوگئی۔ بارش اور سردی کی وجہ سے جنگ سے باز رہنا پڑا۔

جمعے کی رات ہوئی تو ابو احمد اپنے چند سرداروں اور موالی کے ساتھ سواروں کے گذرنے کے قابل مقام کی تلاش میں سوار ہوا۔ سلیمان بن جامع کی شہر پناہ کے قریب تک پہنچا تھا کہ ایک بڑی جماعت نے اُس سے مقابلہ کیا۔ مختلف مقامات سے پوشیدہ لشکر نکل پڑے۔ جنگ چھڑ گئی اور شدت سے ہونے لگی۔ سواروں کی ایک جماعت نے گھوڑوں سے اتر کر مدافعت کی اور پھر تنگ راستوں سے نکل گئی۔ ابو احمد کا ایک غلام جس کا نام وصیف علمدار تھا اور زیرک کے چند سردار گرفتار کر لئے گئے۔ ابو العباس نے احمد بن مہدی الجبائی کے نتھنے میں۔ ایسا تیر مارا کہ چیرتا ہوا دماغ میں گھس گیا۔ وہ چت گر پڑا اور اُسے دغاباز کے لشکر پہنچایا گیا۔ اُس نے اپنا ہاتھ دے مارا۔ اُس کی وجہ سے بڑی مصیبت نازل ہوی۔ کیوں کہ صاحب الزنج کے خاص بھروسے کے لوگوں میں تھا اور بڑی تیز بصیرت رکھتا تھا۔ چند روز تک تو جبائی کا علاج ہوتا رہا آخر موت نے اپنا جبہ اُڑھا دیا۔ غنیم کا غم بہت بڑھ گیا۔ اس کے غسل اور کفن اور نماز جنازہ اور قبر پر کھڑے ہونے کا انتظام کیا۔ یہاں تک کہ وہ دفن کر دیا گیا۔ ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کے اُنھیں نصیحت کی الجبائی کی موت کا تذکرہ کیا۔ اُس کی وفات رعد و برق والی شب میں ہوئی تھی۔ اُس نے کہا (جیسا کہ بیان کیا گیا) کہ مجھے اُس کے قبض روح کا وقت موت کی خبر پہنچنے سے قبل ہی معلوم ہو گیا تھا کہ میں نے اُس کے حق میں رحم کی دعا کرتے ہو ملائکہ کی آواز سنی۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ ابو واثلہ میری طرف متوجہ ہوا۔ وہ بھی اُن لوگوں میں تھا۔ جو اُس وقت موجود تھے۔ جو کچھ اس نے سُنا تھا کمال استعجاب کے ساتھ مجھے سُناتا تھا اور میرا تعجب بڑھاتا تھا۔ محمد بن سمعان نے بھی آ کے مجھے محمد بن ہشام کی سی خبر دی۔ دغاباز الجبائی کے دفن سے

اس طرح واپس آیا کہ اس پر کوہ غم ٹوٹا ہوا تھا۔

محمد بن الحسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابو احمد اُس جنگ سے واپس ہوا جو ۲۶/ ربیع الآخر جمعہ کی رات کو ہوئی تھی۔ اس کی خبر اُس کے لشکر کو بھی پہنچ گئی۔ اکثر لشکر اس کے پاس آیا۔ اُنھوں نے اُسے واپس ہوتا ہوا پایا تو اس نے اُنھیں اپنی چھاؤنی کی طرف واپس کر دیا۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے۔ جب اہل لشکر جمع ہوئے تو اُنھیں رات میں ہوشیار رہنے اور جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ ۲۷/ ربیع الآخر یوم شنبہ کو صبح ہوئی تو ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے انھیں اس طرح چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کیا کہ پیادہ و سوار بعض بعض کے پیچھے رہے۔ چھوٹی بڑی کشتیوں کو حکم دیا کہ اُنھیں اُس کے ہمراہ اُس نہر میں روانہ کیا جائے جو نہر المنذر کے نام سے مشہور ہے اور شہر طہیثا کے بیچ میں سے گذرتی ہے خود زنجیوں کی جانب روانہ ہوا یہاں تک کہ اُس بستی کی شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ اپنے غلاموں کے سرداروں کو اُن مقامات پر ترتیب سے کھڑا کیا جہاں سے زنجیوں کے نکل پڑنے کا اندیشہ تھا۔ پیادہ لشکر کو سواروں کے آگے کیا اور اُن مقامات پر مقرر کیا جہاں سے پوشیدہ لشکروں کے نکلنے کا اندیشہ تھا۔ اُتر کے چار رکعت نماز ادا کی اور خوب گڑگڑا کے اللہ عزوجل سے اپنی اور مسلمانوں کی نصرت کی دعا کی۔ ہتھیار منگائے۔ اُنھیں زیب بدن کیا اور اپنے فرزند ابو العباس کو شہر پناہ کی جانب بڑھنے اور غلاموں کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

سلیمان بن جامع نے اپنی بستی کی شہر پناہ کے آگے جس کا نام اس نے المنصورہ رکھا تھا ایک خندق تیار کی تھی۔ جب غلام وہاں تک پہنچے تو اسے عبور کرنے سے ڈرے اور رُکے۔ سرداروں نے اُنھیں برانگیختہ کیا اور اُن کے ہمراہ خود بھی پیادہ ہو گئے۔ وہ بھی جرأت کر کے گھس گئے۔ اور اُسے عبور کر لیا۔ زنجیوں کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ اپنی شہر پناہ سے دیکھ رہے تھے آتش حرب مشتعل ہو گئی ہتھیار کام آئے۔ سواروں کے ایک قلیل گروہ نے گھس کر خندق کو عبور کیا۔ زنجیوں نے یہ حال دیکھا تو پشت پھیر کے بھاگے۔ ابو احمد کے ساتھیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اطراف سے داخل ہو گئے۔ حالانکہ زنجیوں نے اس بستی کو پانچ

خندقوں سے محفوظ کیا تھا۔ ہر خندق کے آگے ایک دیوار بنائی تھی جس پر سے مدافعت کرتے تھے۔ وہ ہر دیوار و خندق کے پاس ٹھہرنے لگے۔ ابواحمد کے ساتھی انھیں ہر اُس مقام سے دفع کرنے لگے جہاں وہ ٹھیرتے تھے ان کے بھاگنے کے بعد چھوٹی بڑی کشتیاں اُس نہر سے داخل ہو گئی جو ان کی بستی کے درمیان سے گذرتی ہے۔ انکی جس چھوٹی بڑی کشتی پر گذرتی تھیں اُسے غرق کر دیتی تھیں۔ جو لوگ نہر کے دونوں کناروں پر تھے اُن کا تعاقب کر کے قتل اور قید کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اُس بستی اور اُس کے مضافات سے کہ ایک فرسخ کے اندازے میں ہے بالکل دفع ہو گئے۔ ابواحمد نے سب پر قبضہ کر لیا۔

سلیمان مع اپنے چند ساتھیوں کے بچ گیا۔ ہنگامۂ قتل و قید گرم رہا۔ ابواحمد نے واسط اور اُس کے مضافات اور نواح کوفہ کے تقریباً دس ہزار عورتوں اور بچوں کو چھین لیا۔ اُن کی حفاظت اور مصارف کی کفالت کا حکم دے کے سب کو واسط بھیج کر اُن کے سرپرستوں کے حوالے کر دیا گیا۔ ابواحمد اور اُس کے ساتھیوں نے بستی کے تمام ذخائر اور مال اور غلہ اور چوپایوں پر قبضہ کر لیا جن کی مقدار و تعداد بہت تھی۔ ابواحمد نے غلہ وغیرہ جو اُسے ملا اس کے بیچنے قیمت کو بیت المال بھیجنے اور موالی اور عام لشکر کے عطیات میں صرف کرنے کا حکم دیا۔ وہ لوگ اُس میں سے جس کو اُٹھا سکے اُٹھا لے گئے۔ سلیمان کی عورتوں اور بچوں میں سے بھی چند گرفتار کئے گئے۔ وصیف عملدار کو اور جو لوگ جمعے کی شب کو اُس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے قید سے نکالا گیا۔ اس امر نے زنجیوں کو ان کے فوری قتل سے باز رکھا تھا۔

بقیۃ السیف کی ایک بہت بڑی جماعت نے جھاڑیوں میں پناہ لی جو اُس بستی کو گھیرے ہوئے تھیں۔ ابواحمد کے حکم سے نہر المنذر پر پل باندھا گیا۔ لوگوں نے اُس کی غربی جانب عبور کیا۔ ابواحمد نے طہیثا میں سترہ دن قیام کیا۔ بستی کی شہر پناہ منہدم اور خندقیں پاٹ دی گئیں۔ جھاڑیوں میں جو پناہ گزین تھے اُن کی تلاش ہونے لگی۔ ہر شخص کے لئے جو ان میں سے کسی ایک آدمی کو لائے انعام مقرر کیا۔ لوگ ان کی تلاش میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ جب

اُن میں سے ایک بھی اُس کے پاس لایا جاتا تھا تو اُسے معاف کر دیتا۔ خلعت دیتا اور اُسے اپنے غلاموں کے سرداروں کے سپرد کر دیتا تھا۔ اُن لوگوں کے برگشتہ کرنے اور غنیم کی اطاعت سے باز رکھنے کی تدبیر کی تھی۔ ابو احمد نے نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سلیمان بن جامع اور جو زنجی اُس کے ہمراہ بھاگ گئے تھے ان کی تلاش کے لئے نامزد کیا اور اُسے کوشش سے اُن کا تعاقب کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ البطائح سے گذر کے دجلے کی اُس شاخ میں داخل ہو جائے جو عوراء کے نام سے مشہور ہے۔ فاسق نے بند باندھے تھے کہ اُن چھوٹی کشتیوں کو دجلے سے منقطع کر لے جو دجلہ اور نہر ابی الخصیب کے درمیان ہوں۔ ابو احمد نے یہ بند کھلوا دیے۔ زیرک کو طہیثا میں قیام کرنے کا حکم دیا کہ باشندے واپس آجائیں جنھیں فاسق نے وہاں سے نکال دیا تھا۔ اسے اُن زنجیوں کی تلاش کا حکم دیا جو جھاڑیوں میں رہ گئے تھے۔

اسی سال ربیع الآخر میں ام حبیب دختر ہارون الرشید کا انتقال ہوا۔

ضبط و استحکام کے جو کام کرنے تھے جب کر لیے تو ابو احمد نے دشت وواد کی چھاؤنی کی جانب کوچ کیا۔ کہ وہاں سے اہواز جائیں اور اس کے معاملات درست کریں۔ المہلبی کے حملے کا تردد تھا جو اُس نے وہاں کئے تھے کہ ایسا نہ ہو دیہات پر غالب آجائے۔ اسی بناء پر کوچ سے پہلے ہی ابو العباس کو روانہ کر دیا تھا۔ چھاؤنی میں پہنچ کے چند روز قیام کیا اور اُن اشیاء کے تیار کرنے کا حکم دیا جن کی سفر اہواز کے لئے خشکی کے راستے ضرورت تھی۔ کچھ لوگوں کو آگے روانہ کر دیا جو راستوں اور منزلوں کی درستی کریں اور اُن لشکروں کے لئے رسد مہیا کریں جو اُس کے ساتھ تھے۔ روانگی سے پہلے زیرک اس کے پاس طہیثا سے یہ خبر لے کے واپس آگیا کہ اُن علاقوں میں جہاں زنجی تھے باشندے پلٹ آئے اور اس نے انھیں امن کی حالت میں چھوڑا ہے۔ ابو احمد نے اُسے تیار ہونے اور مع اپنے منتخب اور بہادر ساتھیوں کے چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ اترنے کا حکم دیا۔ کہ وہ ان سب کو دجلۃ العوراء میں لیجائے۔ وہ اور ابو حمزہ دونوں مل کے سواحل دجلہ کو چوروں سے پاک کریں۔ بضرور زنجیوں کی جستجو میں لگے رہیں فاسق کے ساتھیوں میں سے جو ملے اُس کا تدارک کریں۔ اور اسی رفتار عمل کے ساتھ اُس بستی تک پہنچ جائیں جو نہر ابو الخصیب میں تھی۔ جنگ کا موقع دیکھیں تو جنگ کریں۔

ماجرائے احوال ابو احمد کو لکھیں کہ وہ اُنھیں اپنے حکم سے آگاہ کرے جس کے مطابق اُن کو عمل کرنا چاہئیے۔ ابو احمد نے جن کو واسط میں جو لشکر چھوڑا تھا اُس پر اپنے فرزند ہارون کو نائب مقرر کیا تھا۔ جو لوگ جلد طیّار ہو گئے اُنھیں کے ساتھ روانگی کا عزم کیا ہارون کو ہدایت کی کہ حکم کے آتے ہی لشکر کو کشتیوں میں سوار کرا کے مستقر دجلہ کی جانب اتار دے۔

اسی سال ۲ رجمادی الآخرہ یوم جمعہ کو ابو احمد نے اہواز کا رخ کیا۔ منزل بمنزل واسط سے باذبین میں اترا پھر جوخی میں پھر الطیب میں پھر قرقوب میں پھر وردستان میں پھر وادی السوس میں۔ وہاں پل باندھا گیا تھا۔ اُس نے صبح سے آخر وقت ظہر تک قیام کر کے اپنے تمام لشکر کو پار اتروا دیا تو خود روانہ ہو کے السوس میں آیا۔ مسرور کو جو اہواز میں اُس کا عامل تھا اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔ وہ اُس کے دوسرے دن مع اپنے لشکر اور سرداروں کے حاضر ہوا۔ خلعت سے سرافرازی ہوی۔ سوس میں تین دن قیام رہا۔

فاسق کے ساتھیوں میں سے جو طہیثا میں گرفتار ہوئے تھے احمد بن موسیٰ بن سعید البصری عرف القلوص بھی تھا۔ جو اُس کے قدیم ساتھیوں اور گنتی کے لوگوں میں سے ایک تھا جو ایسے زخم لگنے کے بعد گرفتار ہوا تھا جن سے اُس کی موت ہو گئی۔ پھر جب ہلاک ہو گیا تو ابو احمد نے اُس کا سر کاٹنے اور واسط کے پل پر لٹکانے کا حکم دیا۔ اُن لوگوں میں سے جو اُس روز گرفتار ہوئے تھے عبداللہ بن محمد بن ہشام الکرمانی بھی تھا خبیث نے اُسے اُس کے باپ سے چھین کے طہیثا روانہ کر دیا تھا اور وہاں کے محکمۂ قضا و صلاۃ کا والی بنا دیا تھا۔ زنجیوں کی وہ جماعت بھی قید کی گئی جن کی ہمت و طاقت و شجاعت پر بھروسا کرتے تھے۔ خبیث کو ان لوگوں کی مصیبت کی خبر پہنچی تو اُس سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی۔ ہوش و حواس گم ہو گئے۔ شدت پریشانی سے مجبور ہو کے المہلبی کو جو اُس زمانے میں تقریباً تیس ہزار کے ساتھ الاہواز میں مقیم تھا ایک ایسے شخص کے ہمراہ خط لکھکر روانہ کیا جو اُس کی صحبت میں تھا۔ لکھا تھا کہ تمام رسد اور اسباب چھوڑ کے چلا آئے۔ یہ خط المہلبی کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ اہواز کے مضافات میں

ابواحمد کے آنے کی خبر آچکی تھی۔ وہ اس کی وجہ سے بدحواس تھا۔ جو کچھ اس کے پاس تھا سب چھوڑ دیا۔ محمد بن یحییٰ بن سعید الکربنائی کو قائم مقام بنایا۔ الکربنائی کا دل بھی خوف سے پریشان ہوگیا۔ وہ بھی سب کچھ چھوڑ کے المہلبی کے پیچھے ہوگیا۔ اس زمانے میں حبشی اور الاہواز اور اس کے اطراف میں قسم قسم کے غلوں اور کھجوروں اور چوپایوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ وہ اس سب سے علیحدہ ہوگئے۔

فاسق نے بہبوذ بن عبدالوہاب کو بھی لکھا تھا۔ جس کے سپرد اس زمانے میں الفندم اور الباسیان اور فارس اور الاہواز کے درمیانی دیہات تھے اسے بھی اپنے پاس بلایا تھا۔ بہبوذ نے جو کچھ غلہ اور کھجور اس کے پاس تھی سب چھوڑ دیا۔ یہ ذخیرہ بہت بڑی مقدار میں تھا۔ سب پر ابواحمد نے قبضہ کرلیا۔ اسی سامان کی بدولت ابواحمد قوی اور فاسق بے سروسامان ہوا۔

جب المہلبی الاہواز سے جدا ہوا تو اس کے ساتھی ان دیہات میں منتشر ہوگئے جو الاہواز اور لشکر خبیث کے درمیان میں تھے۔ ان لوگوں نے انھیں لوٹ کے باشندوں کو وہاں سے نکالدیا۔ حالانکہ وہ لوگ ان کی صلح میں تھے۔ سوار و پیادہ میں سے جو المہلبی کے ساتھ تھے مخلوق کثیر اس کے ساتھ جانے سے رہ گئی۔ انھوں نے الاہواز کے اطراف میں قیام کیا۔ ابواحمد سے امان کی درخواست کی۔ وہ سُن چکے تھے کہ خبیث کے ساتھیوں کو معافی مل گئی جن پر وہ طہیثا میں کامیاب ہوا تھا۔ اور المہلبی مع اپنے پیروں کے نہر ابوالخصیب چلا گیا۔

وہ امر جو فاسق کو المہلبی اور بہبوذ کو سرعت کے ساتھ اپنے پاس بلالینے کی طرف داعی ہوا اس کا یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو اسی حالت خوف و شدت رعب میں ابواحمد آجائے۔ اس وقت المہلبی اور بہبوذ مع اپنے ہمراہیوں کے اس سے جدا ہوں گے۔ حالانکہ واقعہ اس طرح نہیں ہوا جیسا کہ اس نے اندازہ کیا۔ ابواحمد نے اس وقت تک قیام کیا کہ تمام اشیا جنھیں بہبوذ اور المہلبی چھوڑ گئے تھے سب پر قبضہ کرلیا اور وہ تمام بند کھولدیئے گئے جو خبیث نے دجلے میں بنائے تھے۔ راستے اور سڑکیں درست کی گئیں۔ ابواحمد نے السوس سے جندیسابور کی جانب کوچ کیا۔ وہاں تین دن قیام کیا۔ لشکر پر دانہ چارہ کی تنگی ہو رہی تھی۔ تلاش کرنے اور اس کے لانے کے لئے مہم